دیوتاؤں کا زوال

(ڈینش اساطیر)

مصنف: وِلّی سوُرنسن ☆ ☆ مترجم: نصر ملک

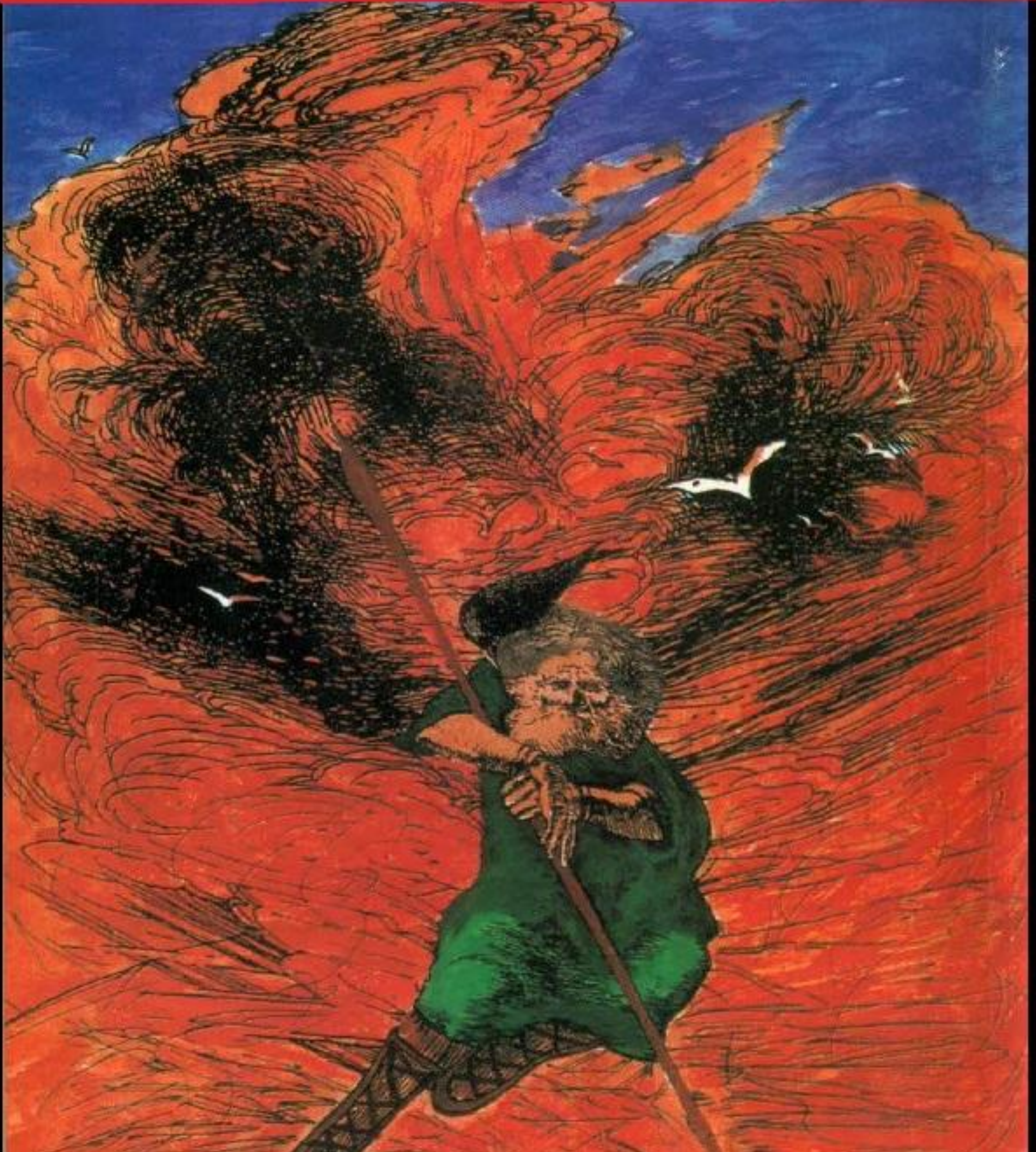

© جملہ حقوق بحق داؤد نصر ملک محفوظ ہیں

© Daud Nasar Malik

"RAGNAROK - *EN GUDEFORTÆLING*" By Villy Sørensen

Urdu Translation by: Nasar Malik

قطب شمالی کی اساطیر پر ڈنمارک کے معروف ادیب و فلسفی وِلّی سوُرنسن کی شہرۂ آفاق تصنیف

کا اردو میں ترجمہ بعنوان

"دیوتاؤں کا زوال"

مترجم

نصر ملک

Vaerebrovej 40/St-2, DK-2880 Bagsvaerd, Copenhagen. Denmark.

E-Mail: maliknasar@hotmail.com

سالِ اشاعت : ۲۰۰۲ء

باراوّل

سرورق : ھمانصر

ناشر

AIM PUBLICATIONS

Chief Executive

Asad Malik

4th Floor, # 1, Din Plaza,

GT Road, Gujranwala. Pakistan.

هما

کے

نام

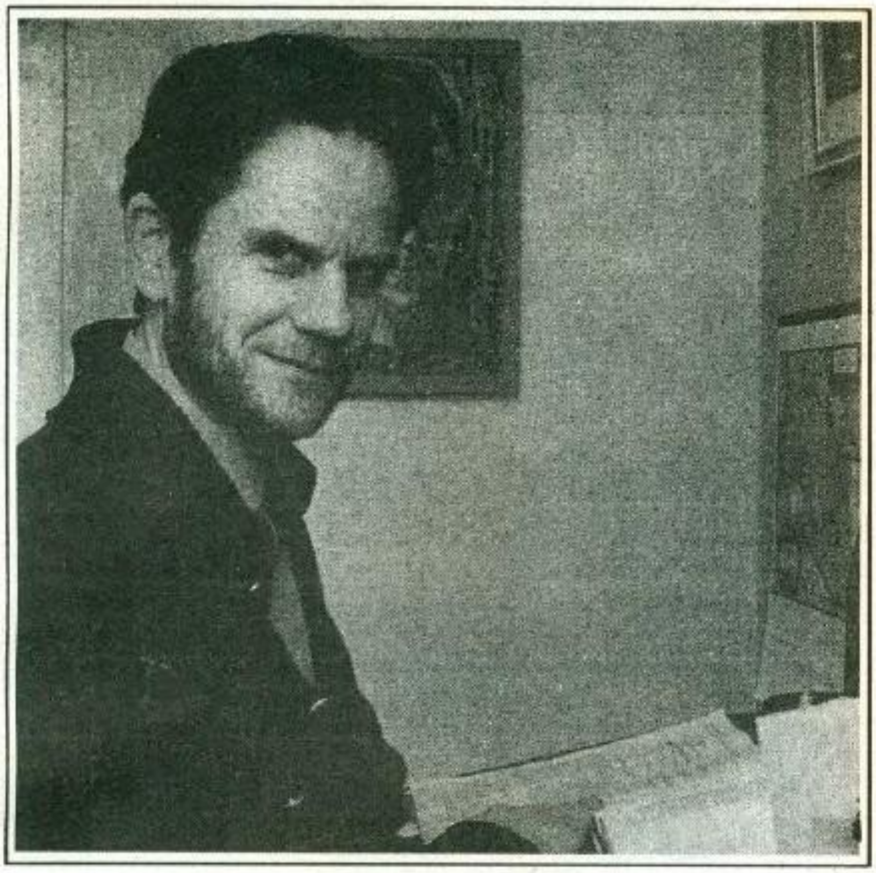

وِلّی سوُرنسن (Villy Sørensen) ڈنمارک کے دارلحکومت کوپن ہیگن کے نواح میں ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے۔ وہ اپنی مختصر فلسفیانہ کہانیوں اور ناولوں کی وجہ سے سکینڈے نیویا' مغربی و مشرقی یورپی ممالک اور امریکہ میں اپنے لئے ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اور ''کافکا'' کی تخلیقات کو ڈینش زبان میں ترجمہ کرنے اور اُس کے بین السطور پیغام کو اجاگر کرنے کی جو سعی انہوں نے کی ہے اس کی بنا پر وِلّی سوُرنسن کو عالمی سطح پر کافکا پر ایک مستند ماہر سمجھا جاتا ہے۔ وہ ڈنمارک' سویڈن اور ناروے کی قومی و علاقائی کئی علمی و ادبی تنظیموں کے رکن ہیں اور ان کی جانب سے اپنی ادبی تخلیقات پر گرانقدر انعامات بھی حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی فلسفیانہ تحریروں میں مشہور زمانہ ڈینش فلاسفر ''سوُرن کرکے گورڈ'' اور ''ہینس کرسچن آنڈرسن'' کی واضح جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اُن کی تخلیقات میں سے بیشتر کا ترجمہ کئی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ قطب شمالی کی اساطیر پر وِلّی سوُورنسن کی مشہور زمانہ کتاب "Ragnarok" کا ڈینش زبان سے اردو میں ترجمہ ''خوب سے خوب تر کی تلاش'' میں رہنے والے باذوق قارئین کیلئے پیش کیا جارہا ہے .... گر قبول افتد ....! (نصر ملک/ کوپن ھیگن)

ترتیب

پیش لفظ ------------------------ 1
اشاریہ ------------------------ 4
دیوتا اور دیو ------------------------ 9
محبت کے دیوتا اور جنگ کے دیوتا ---------- 12
اِذون کے سیب ------------------------ 21
بھیڑیا اور ناگ ------------------------ 34
دیو ہیکل دیوار ------------------------ 38
بلدر کے خواب ------------------------ 45
بھیڑیئے کی گردن میں زنجیر -------------- 53
فریر کی محبت ------------------------ 59
تھور کا سفرِ اُتگارڈ ------------------------ 69
جانا تھور کا مچھلیاں پکڑنے ---------------- 91
ہتھوڑا یا فریجا ------------------------ 95
اُکسانا لوکی کا بلدر کو ------------------ 104
بلدر کی موت ------------------------ 110
ایزروں کا بدلہ ------------------------ 124
دیووں کا انتقام ------------------------ 135

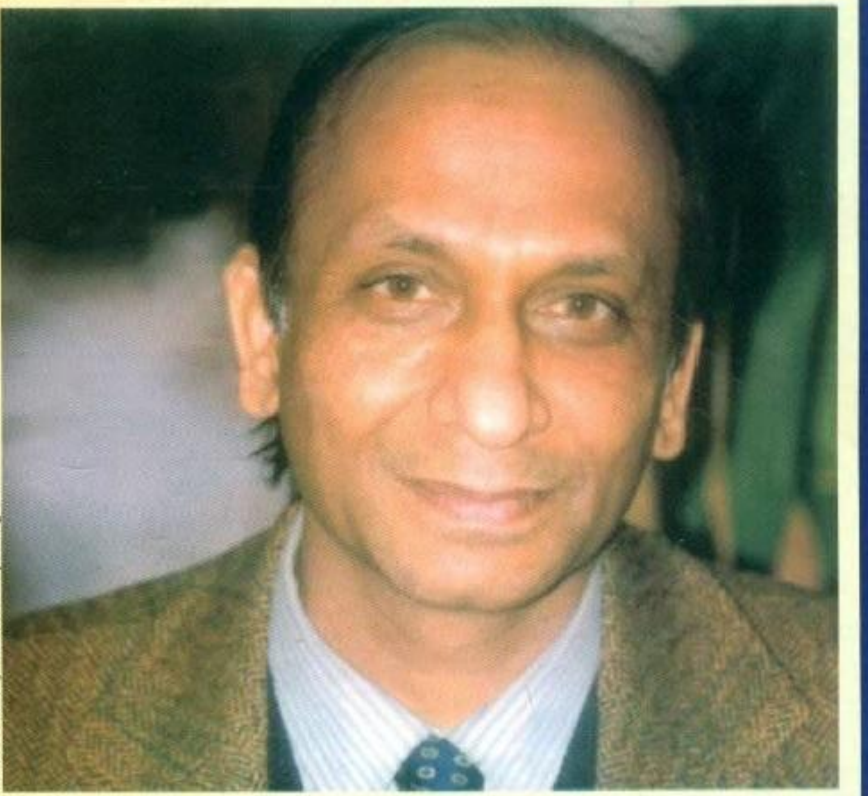

نصر ملک کا تعلق پاکستان کے شہر گوجرانولہ سے ہے۔ تعلیم و پیشہ صحافت ہے۔ ۱۹۷۲ء میں ڈنمارک منتقل ہونے سے پہلے پاکستان کے کئی ایک اخبارات میں کام کرتے رہے۔ سکینڈ ینیویا' ڈنمارک سے شائع ہونے والے اردو کے پہلے اخبار "صدائے پاکستان" کے آٹھ سال تک مدیر ہے۔ "صدائے پاکستان کے بانی و پبلشر اُن کے بھائی ظفر ملک تھے۔ نصر ملک پاکستان کے بااثر روزنامہ "نوائے وقت" کے لئے ڈنمارک سے بڑی باقاعدگی کے ساتھ کوئی گیارہ سال تک عالمی امور اور سکینڈ ینیویا میں آباد پاکستانیوں اور اس حوالے سے ان ممالک کی سیاسی' معاشرتی وثقافتی صورت حال پر جامع' تجزیاتی مضامین لکھتے رہے ہیں۔ انہوں نے ڈنمارک کے وزیر اعظم آنکر یورگنسن' وزیر اعظم پاؤل ہائلنگ اور پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو' صدر ضیاءُ الحق' وزیر اعظم بینظیر بھٹو اور وزیر اعظم نواز شریف کے علاوہ ملک کی کم وبیش بھی سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں اور بھارت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی' سویڈن کے وزیر اعظم اولف پالمے' تنظیم آزادیٔ فلسطین کی مجاہدہ لیلیٰ خالد اور متعدد دیگر عالمی شخصیتوں کے "خصوصی انٹرویوز" بھی کئے ہیں۔ ان انٹرویوز پر مشتمل اُن کا ایک مجموعہ بعنوان "آواز کے رشتے" زیر ترتیب ہے۔ پچھلے کوئی بیس سال سے ڈنمارک ریڈیو کی اردو سروس کے ساتھ بطور مدیر منسلک ہیں۔ ان کی نثری نظموں کا پہلا مجموعہ "قطبین" سٹاک ہالم' سویڈن سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ افسانوں و کہانیوں کا مجموعہ "ہوئے مر کے ہم جو رسوا" لاہور سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔ اُن کی اپنی تخلیقات پاکستان و ہندوستان کے علاوہ یورپ و امریکہ کے اردو ادبی جرائد میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ انہوں نے ڈینش زبان کے کئی شعراء و ادیبوں کی تخلیقات کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ ان کے یہ تراجم پاکستان و ہندوستان کے کئی معروف اردو ادبی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں اور پاکستان اکادمی ادبیات' اسلام آباد نے بھی یہ تراجم اپنے سہ ماہی جریدے "ادبیات" میں بطور خاص شائع کئے ہیں۔ ڈنمارک کے معروف زمانہ ادیب و شاعر ظلفی ولی سوزنسن کی ڈینش اساطیر پر لکھی ہوئی شہرۂ آفاق تصنیف کا "دیوتاؤں کا زوال" کے عنوان سے ترجمہ بھی کیا ہے جو ڈینش زبان کی اردو میں ترجمہ اور شائع کی گئی پہلی کتاب ہے۔ اس کے علاوہ عہد حاضر کے ڈینش مصنفوں کی کہانیوں اور افسانوں کے اردو تراجم کا ایک مجموعہ "جدیدیت کے پجاری" اور ان کی اپنی تخلیقات کا ایک مجموعہ بعنوان "قسط در قسط زندگی" زیر اشاعت ہیں۔

دیوتاؤں کا زوال

پیش لفظ

کرۂ شمالی کی اساطیر ''دیوتاؤں کا زوال'' بدیگر الفاظ ''اختتام عالم'' ہے۔ یہ بھیڑیوں کا زمانہ ہے۔ آگ اور زلزلے ہیں۔اور دیو ہیکلوں اور دیو پیکروں کی جنگ ہے۔معروف ڈینش مصنف و فلسفی، وِلّی سوِرنسن نے کرۂ شمال کی قدیم دیومالا کو ہمارے عہد کے تناظر میں ترتیب دیا اور لکھا ہے۔انہوں نے کمال چابکدستی اور فنّی قابلیت سے دیوتاؤں اور دیووں کے کرداروں کو اجاگر کرتے ہوئے، انہیں ہمارے روزمرہ کے مسائل، بحرانوں، عالمی تنازعات اور بشری اعتقادات سے، بین السطور موازنہ کرنے کی کامیاب سعی کی ہے۔

کرۂ شمالی کی دیومالا بارے، وِلّی سوِرنسن کی یہ کتاب ''Ragnarok'' کے نام سے ڈنمارک میں پہلی بار ۱۹۸۲ئ میں شائع ہوئی اور اس کے بعد، شمال مغربی اور مشرقی یورپی ممالک کی کئی زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔اردو میں اس کے ترجے کی تحریک مجھے کتاب کے بنیادی تصور اور مصنف کے انداز بیان و تحریر سے ملی۔مجھے اس کا قدیم تہذیبی و تمدنی مسائل کو حال کے عالمگیری تناظر ییں رکھ کر دیکھنا اور پھر اساطیر کے کرداروں کو اجاگر کرتے ہوئے انہیں اعتقادات کی کسوٹی پر پرکھنا اور نتیجہ قاری پر چھوڑ دینا اچھا لگا اور میں ترجمہ کرنے میں لگ گیا۔مجھے امید ہے کہ ''Ragnarok'' کا اردو زبان میں ترجمہ، اہل اردو کو، قطب شمالی کی اساطیر سے متعارف کرانے میں مدد گار ثابت ہو گا۔اور مزید یہ کہ وہ محسوس کر سکیں گے کہ کرۂ شمالی کے دیوتاؤں اور دیووں میں نفرت و عداوت اور جنگ کے مابین، عشق و محبت کی ایک چھوٹی سی خواہش اور ان سب کے درمیان ''انسانوں'' پر کیا گزرتی ہے۔نیکی و بدی کی جنگ میں ، منتہائے عرش پر بیٹھنا اور تحت الارض دفن ہونا، کس کا مقدر بنتا ہے اور کیا واقعی میں جنت و جہنم ہی مابعدالموت، نیکوں اور بدوں کا مسکن ہیں!

یہ حقیقت عیاں ہے کہ جب سے لکھنے کا رواج ہوا ہے ہر تہذیب نے ترجمے سے سیکھا ہے۔ایک تمدن ترجمے ہی کے وسیلے سے دوسرے سے آشنائی پا سکا۔میں سمجھتا ہوں کی کسی ایک زبان کے ادب کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا بے خبری سے آگاہی کے درمیان ایک پل بنانا ہے۔ترجمہ مختلف تہذیبوں کے درمیان ملاپ کا ایک زینہ ہے۔

میں نے وِلّی سوِرنسن کی مذکورہ کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے اس کے فلسفیانہ انداز فکر، اظہار کے لہجے اور طرز ادا کو بطور خاص مدّ نظر رکھا ہے۔اور ڈینش زبان کے قدیم و متروک لفظوں کا ترجمہ ، قریب معنیٰ ادا کر سکنے والے اردو الفاظ سے کرنے کی بجائے، کئی ایک موقعوں پر نئے مرکبات بنا کر، نئی بندشیں تراش کر اور نئے الفاظ وضع کر کے کیا ہے تاکہ مصنف کی روح، اس کا لہجہ و تیور بھی برقرار رہیں اور زبان میں نئے امکانات اور طرز ادا کے نئے ڈھنگ بھی سامنے آئیں اور یوں مصنف کے لہجے سے اردو زبان میں ایک نئے اسلوب کی راہ بھی ہموار ہو۔ہو سکتا ہے میرے ترجمے میں آپ کو کہیں کہیں اجنبیت کا احساس ہو لیکن مجھے امید ہے کہ آپ اس سے مانوس ہو جائیں گے اور اس کتاب کو نہ صرف قطب شمالی کی اساطیر سے آگاہی کے لیے پڑھیں گے بلکہ اک نئے فلسفیانہ انداز فکر، تہذیبی

رویوں اور بیان و اظہار کے نئے امکانات کے لئے بھی پڑھیں گے۔اور خود محسوس کریں گے کہ قطب شمالی کی یہ اساطیر محض قصۂ ماضی نہیں بلکہ روایات کا ایک تسلسل ہے جس کا تعلق حال سے بھی اتنا ہی گہرا ہے جس قدر خود حال کا مستقبل سے ہے۔اس ماضی ہیں ماضی بھی ہے اور حال بھی۔ہاں ماضی کی ان اساطیر کو مصنف نے اپنے انداز فکر و طرز ادا کے سامنے رکھ کر ان کا نئے سرے سے ادبی جائزہ لیتے ہوئے انہیں جدید تقاضوں کے عین مطابق مرتب کر دیا ہے۔

وِلّی سوُرنسن کی کتاب کے اردو ترجمے میں' ڈینش سوچ وفکر اور انداز بیان کو بحال رکھنے ' اظہار کا مربوط طریقۂ اپنائے رکھنے اور فلسفیانہ گہرائی و گیرائی کو اجاگر کرنے اور مصنف کے انداز بیاں کی کھٹاس و مٹھاس ' دونوں کو ایک ساتھ پیش کرنے میں' میری اہلیہ ھما نصر نے میری مدد کے لئے ترجمہ شدہ مسودے کا تجزیہ کرتے ہوئے' مفہوم کے اظہار کے لئے مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور اپنی علمی و ادبی قابلیت میں مجھے حصہ دار بنایا۔اس کام کے لئے ' اپنے کام کاج چھوڑ کر' اس نے جس طرح اپنے آپ کو وقف کئے رکھا اس کے لئے میں اس کا ممنون و مشکور ہوں اور ' اعتراف کرتا ہوں کہ ھما کی مدد ومشوروں اور ہمت افزائی کے بغیر ' مشکل ترین ڈینش زبان میں لکھیں قطب شمالی کی اساطیر' اردو قارئین تک شاید ہی کبھی پہنچ سکتیں۔

آخر میں برادر محترم مکرم رشید ملک صاحب کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے قطب شمالی کی اساطیر کے بنیادی وجودی پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے کرۂ شمالی میں اُن کے '' موجود و لا موجود'' ہونے اور ان کی تمدنی و تہذیبی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ ان میں روحانیت و مادہ پرستی در آنے کی وجوہات اور ان کی جدید ساخت کی موجودہ شکل کو سامنے لانے کیلئے '' اشاریہ'' تحریر کیا'جو مجھے امید ہے قارئین کو کرۂ شمالی کی اساطیر کے سینہ بہ سینہ چلے آنے والے تخلیات کو سمجھنے میں معاون ثابت ہو گا۔

نصر ملک

سابق ایڈیٹراُردو سروس، ریڈیو ڈنمارک

کوپن ہیگن ڈنمارک

اشاریہ

قطبِ شمالی کی دیو مالائی کہانیاں' یونانی اساطیر کی طرح نہ تو مشہور ہیں اور نہ ہی کچھ زیادہ مقبول ہیں۔مشکل فضا و حالات میں جنم لینے والی قطب شمالی کی ان کہانیوں کا مرکزی تخیّل' دیوتاؤں اور منجمد دیووں کے مابین وہ جنگ ہے جو منتہائے قوت پر منتج ہوتی ہے۔

اپنی بقا کی جنگ میں مصروف' یونانی دیوتاؤں کی طرح' قطب شمالی کے اِن دیوتاؤں اور دیویوں کے پاس عشق و محبت اور رنگ رلیوں کے لئے وقت کم ہے۔اور نہ ہی اِن میں یونانی دیووں جیسی لافانی قوّت ہے لیکن پھر بھی وہ یونانی دیوتاؤں کی نسبت انسانیت کے شاید بہت ہی قریب ہیں۔

جب آئس لینڈ کے قدیم شعراء کا مطالعہ کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے اُس عہد میں بھی ہمارے آج کے مسائل پر نگاہ رکھتے تھے۔اس میں خوشی کی بات یہ ہے کہ وہ اُن قدیم زمانوں میں بھی ذی شعور اور عقلمند تھے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم اپنے دور میں اُن سے بہتر صاحب عقل نہ ہو سکے۔

کرۂ شمالی کی ان دیو مالائی کہانیوں کا منبع ' قطب شمالی کے گمنام شعراء کے سینہ بہ سینہ چلے آنے والے کلام اور بعد میں ظہور میں آنے والے اُن مجموعوں سے مختص ہے جو ''بڑی ایڈا''اور ''چھوٹی ایڈا''سے منسوب ہیں۔اِن دونوں '' بڑی اور چھوٹی ایڈاؤں'' کا مرکزی تخیّل ایک ہی جیسا ہے۔حالانکہ یہ دونوں تخیّل سینہ بہ سینہ چلی آنیوالی قدیم روایات سے ماخوذ ہیں۔ان پر تحقیق اور ان کی گہرائی و گیرائی تک پہنچنے کا کام' تیرھویں صدی میں کیا گیا۔اس ضمن میں اہم ترین اور سامنے رکھنے والی بات یہ ہے کہ آئس لینڈ میں مسیحیت سنّہ ایک ہزار میں پہنچی۔لہٰذا اُن شعرا نے اپنے اظہار میں آفاقی تخیّل اپنایا اور اس طرح انھوں نے جو ذاتی تاثر چھوڑا اس میں ان سب کا''مسیح'' ہونا' یاد رکھنے کے قابل ہے۔

عمومی نظریئے کے مطابق' ایک خالص اسطور یعنی دیو مالائی کہانی'در اصل روایات و حکایات کو مختصرانداز میں بیان کرنا ہے۔اور ان کا بنیادی مقصد' افزائشِ نسل اور عالمگیریت کو تباہی سے محفوظ کرنا ہے۔ایسی ہی روایاتی بنیاد کرۂِ شمالی کی اساطیر میں ملتی ہے۔ دیوتاؤں کا ''اسگارڈ'' آفاقی تعلق رکھتا ہے۔اور منجمد دیووں کا ''اُٹگارڈ'' فساد سے تعلق رکھتا ہے' جسے ہر صورت میں اور ہر تدبیر کے ساتھ روکنا درکار ہے۔ بلدر' سورج کا منصف مزاج دیوتا' ایک فطری اور وقتی موت کا صرف اس لئے شکار ہوجاتا ہے کیونکہ اسے موسم بہار میں پھر لوٹ آنا ہے۔ قطب شمالی کی اساطیر میں ''منتہائے قوت'' اور '' تباہی و موت'' دونوں کامحرک بھی شاید مسیحیت ہی ہے کیونکہ'' بڑی ایڈا..... اساطیر'' کی

سب سے طویل مگر نا قابلِ فہم نظم میں ایک نئی دنیا' پرانی دنیا کے بعد جنم لیتی ہے۔اور یہ آفاقی تصور انجیل مقدس ہی سے ماخوذ ہے۔(۔۔۔۔'' اور میں نے اک نیا آسمان اور نئی زمین دیکھی' کیونکہ پہلا آسمان اور پہلی زمین عنقا ہو چکی تھی۔'' مکاشفہ۔۲۱:۱)۔

قطب شمالی کی دیو مالائی کہانیوں میں آفاقی و معاشرتی پر تو ہے۔ان کہانیوں نے اُس معاشرے میں جنم لیاجہاں خاندانی وقار' ہر نا انصافی کے خلاف انتقام یا بدلے کا متقاضی ہے اور بدلے کی ہر صورت کو اپنے لئے جائز سمجھتا ہے۔اگرمتحارب خاندانوں کو ایک معاشرے' ایک سماج میں رہنا ہے تو دو مختلف اقدار' اور مختلف منصفانہ حس کی ضرورت ہو گی۔ مسیحیت کی سماجی و معاشرتی کامیابی کا راز شاید اسی اصول میں مضمر ہے اگرچہ روحانیت اس میں عنقا ہے۔

صدیوں سے مسیحت کے منکر و ں اور ملحدوں سے منسوب اِن دیومالائی کہانیوں کو بر بریت آمیز ماضی کا ثبوت مانا گیا ہے لیکن انیسویں صدی کے شروع میں رومانی شعراء نے اِن کہانیوں کو پھر دربارہ دریافت کیا اور انھیں عوام الناس تک (اپنے اپنے رنگ میں) پہنچایا۔

ڈنمارک کے Nicolai Frederik Severin Grundtvig نے اپنی کتاب ''نارڈک میتھیالوجی'' جو ۱۸۰۸ء میں شائع ہوئی تھی' اس میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ''دیوتاؤں اور دیووں کے مابین جنگ و جدل -----روحانیت اور بنیادی انسانی فطرت کے مطابق تھی' بالکل جیسا کہ بربریت کے خلاف معاشرتی جنگ ہر وقت لڑی جاتی ہے۔''

اگر یہی بات' بنیادی تصور کر لی جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ''نظریاتی تنازعے'' میں اساطیر و دیو مالائیں' ہتھیار بھی ثابت ہوتی ہیں۔ ڈنمارک میں N. F. S. Grundtvig کا اساطیر بارے مذکورہ تخیل اگرچہ بڑا ہی مستند مانا جاتا ہے لیکن شمال مغربی یورپ سے باہر اس کی رسائی نہیں ہو سکی۔

اساطیر کی کی ایک ناقابل تردید حقیقت نہ صرف یہ ہے کہ یہ اپنے آپ میں ''ہر زمان کا سچ'' ہیں' بلکہ ان کے اجزاء چاہے کتنے ہی مختصر کر دیئے جائیں یہ ہر زمانے میں نہ ختم ہونے والا ایک ذخیرہ ہیں۔اساطیر میں وقت کا ہر دورانیہ اپنے تخلیات کو یا تو دریافت کرتا ہے یااُن میں اضافہ کرتا ہے۔

کرۂ شمالی میں ''ایڈاز' یعنی دیو مالائی کہانیوں '' کا بنیادی تخیل آج بھی وہی ہے جو صدیوں پہلے مروج رہا ہے یعنی '' دیوتاؤں اور دیووں کے درمیان جنگ!'' جنگ 'حقیقت میں طاقت اور محبت و پیار کے مابین لڑائی۔ شعراء نے بھی قدیم ''ایڈاز''کے اس تصور کو بر قرار رکھا۔ کرۂ شمالی کی اساطیر کا تعلق اس حقیقت سے ہے کہ کبھی دیوتاؤں کے دو گروہ بر سر پیکار تھے ..... ''ایزر'' اور ''وانیر'' جنہوں نے بعد میں صلح کر لی۔ ایزر حکمران اور جنگجو تھے لیکن وانیر محبت و افزائش نسل کے دیوتا تھے۔اس طرح ان دونوں کنبوں کے ملاپ سے'جیسا کہ فرانسیسی میتھیالوجسٹ و محقق' جارج ڈومیزل نے لکھا ہے وہ ''مشترکہ اقدار'' نمودار ہوئیں جو ''انڈو یورپی میتھیالوجی '' میں اور مذاہب کی تاریخ میں ظہور پذیر ہیں۔

کرۂ شمالی کی دیو مالائی کہانیوں کے ''وانیر'' بنیادی طور پر کاشتکاری و ثقافت جبکہ ''ایزر'' خانہ بدوش ''فاتح '' مانے جاتے ہیں۔ کتھاؤں میں یہ محض اتفاق نہیں کہ وانیر کے نجورڈ اور فریر نے دیونیوں سے شادیاں کیں اور دیو اپنی جگہ محبت کی دیوی فریجا میں دلچسپی رکھتے تھے۔اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محض منجمد دیووں کے خلاف جنگ کا رجحان ہی قربت کا سبب نہیں اور میرے نزدیک یہی وہ نقطہ ہے جو اس کتاب '' دیوتاؤں کا زوال '' کامرکزی خیال ہے۔

اس کتاب کے اہم کردار بلدر اور لوکی ہیں۔ قطب شمالی کی اساطیر میں ''لوکی'' سب سے پرانا کردار ہے۔آغاز میں لوکی ایک ایسے چالاک' شعبدہ باز کا کردار ہے جو آہستہ آہستہ شیطانیت کیطرف مائل ہوتا جاتا ہے۔ یہ لوکی ہی ہے جو بلدر کی موت کا سبب بنتا ہے۔جب کہ یہ بات قابل فہم ہے کہ شروع شروع میں بلدر کا اُس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ غالباً بلدر اور لوکی کے کرداروں کے تصور میں مسیحیت کے دوہرے معیار کی جھلک ہے اور یہ حقیقت رومانی دور میں زیر تذکرہ آئی۔ میرے نزدیک ''لوکی'' کی اہمیت اس لئے بھی اہم ہے کہ وہ اپنی ذات میں بیک وقت ''دیو بھی ہے اور دیوتا بھی'' ..... اویہ دوہرا معیار' جس میں دنیا کو دیوتاؤں اور دیووں یا پھر دوست اور دشمن میں بانٹ دینا ہو' اس کے خلاف جد و جہد میں ذاتی دلچسپی رکھتا ہے۔دیوتاؤں میں' بلدر سب سے زیادہ معاملہ فہم اور عقل مند ہے لیکن' اس کے کردار کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے فیصلے نتیجہ خیز نہیں ہوتے۔اس کی انصاف اور قوت کے مابین توازن پر تلخی آمیز بحث اور دانشمندی اور فعل پر کڑی نکتہ چینی اس کے کردار کا منصفانہ حصہ ہے۔بدی سے خائف یہ نیک خو بلدر ہمیشہ بدی ہی کا شکار رہتاہے۔شاید یہی انسانیت کا المیہ اور مسئلہ ہے۔

ڈنمارک میں (Nicolai Frederik Severin Grundtvig (1783-1872)

کی پیش کردہ کرہ ٔشمالی کی میتھیالوجی کے باعث' ڈینش لوگوں میں یہ رجحان در آیا کہ دیوتاؤں میں اوڈین کو ایک آمر کے روپ میں' تھور کو ایک جنگجو کے روپ میں' ہیمدل کو ایک جاسوس اور خاص کر'لوکی کو باغی کہنا ایک ملحدانہ فعل تھا اور ''گرونوی ''کی کتاب ''نارڈک میتھیالوجی''نے' جیسا کہ کئی ایک محققین متفق ہیں' اچھے اور برے کی تمیز کھو دی اور اس طرح مذکورہ کتاب کی تحریر نے' انسانوں سے امید کی وہ کرن بھی چھین لی جو وہ اپنے تصور میں ''راگناروک'' تباہی کے بعد ''گیملے'' کی صورت میں دیکھ سکتے تھے۔اس کتاب ''دیوتاؤں کا زوال'' میں' جو کچھ میں سمجھ پایا ہوں؛ مصنف نے' نیک و بد کے تجزیئے کو اجاگر کرتے ہوئے یہ موازنہ کیا ہے کہ نیک یعنی ''ہم'' اور بد یعنی ''وہ'' کے درمیان کیسی تمیز کی جائے: بد تو آخر بد ہے' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ایسی بدی ہم جیسے نیکوں سے سرزد ہوئی ہے۔

کرۂ شمالی کی اساطیر بھی' میرے فہم و ادراک کے مطابق' یہی تصدیق کرتی ہیں اور ہمیں پیغام دیتے ہوئے جتلاتی ہیں کہ اُن کے فرمانوں کا تعلق اُن حادثات سے ہے جو ہمیں ''راگناروک'' تباہی کی جانب لے جاتے ہیں نہ کہ ''گیملے'' یعنی امن کی طرف۔میں اس نقطے پر پہنچا ہوں کہ اساطیر ایک گرما گرم بحث کا موضوع ہیں۔جس سے یہ ثابت ہو تا ہے کہ یہ محض ماضی کا قصّہ نہیں ہیں بلکہ یہ آج بھی زیرِ بحث لائے جانے کے قابل ہیں۔یہ دیو مالائی کہانیاں' دراصل ہر دورانیۂ وقت کا سچ ہیں لیکن ہر زمانے میں ان کی سچائی کی ترجمانی اور ترتیب لازم ہے۔

رشید ملک

(ڈائریکٹر کشمیر سنٹر)

کوپن ہیگن ڈنمارک۔

دیوتا اور دیو

بہت پہلے ایک ایسی دنیا تھی جس پر ''کبیر المخلوقات'' حکومت کرتے تھے جو اپنے آپ کو اِیزر کہلاتے تھے اور عام انسان انھیں خدا کے طرح پوجتے تھے(ان وقتوں میں کوئی اور خدا تھے ہی نہیں)۔حقیقت یہ ہے کہ اِیزر انسانوں سے بڑے اور طاقتور تھے اور انھیں ایک ربانی تحفے پر بھی قبضہ حاصل تھا' وہ خواہ کتنے ہی طویل العمر کیوں نہ ہو جائیں وہ بوڑھے نہیں ہوتے تھے۔خود ان کا دعویٰ تھا وہ تب سے وہاں موجود تھے جب وقت کا ظہور ہوا تھا -- بلکہ یہ وہی تھے جنھوں نے دنیا اور اس میں انسان بنائے تھے۔ یقیناً ایسا تو وہاں کوئی تھا نہیں جسے یہ سب کچھ یاد ہوتا لہٰذا لوگوں کے پاس اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ وہ اسی پر یقین کریں جو کچھ اِیزر' دیوتا کہیں۔

وہیں کچھ ایسی مخلوق کا وجود بھی تھا جو دیوتاؤں سے بڑی تھی او رجو اپنے آپ کو ''دیو'' بلکہ'' منجمد دیو'' کہلاتی تھی۔ وہ بھی طویل العمر تو ہو جاتے تھے لیکن وہ ہمیشہ کے لئے جوان نہیں رہ سکتے تھے اور بالآخر مر جاتے تھے۔ منجمد دیو بضد تھے کہ وہ ایزر سے بھی پہلے موجود تھے بلکہ اصل میں پوری دنیا ہی انھیں کی تھی اور ایزر نے اسے ان سے چرا کر بالکل ہی بدل دیا ہوا تھا۔

منجمد دیو اب دنیا کے انتہائی دوسرے سرے پر سمندر کے کنارے ایک مہیب الصورت ' اُٹگارڈ نامی ایک ملک میں آباد تھے۔ اُٹگارڈ میں زیادہ تر پہاڑ و چٹانیں اور بیکار زمینیں اور گھنے جنگل ہی تھے اور منجمد دیو پانی میں پائی جانے والی مچھلیوں اور جنگلوں کے جانوروں پر ہی گزر بسر کرتے تھے کیونکہ کھیتی باڑی کے لئے تو اُٹگارڈ میں زمین ہی نہیں تھی۔ زرعی زمینیں عین دنیا کے وسط میں ''مڈگارڈ'' میں تھیں جو دیوتاؤں نے انسانوں کو عطا کر دیا ہوا تھا۔ انسانوں نے یہاں زمینوں پر خوب کھیتی باڑی کی۔ وہ اپنے مویشیوں کو گھاس چرنے کے لئے وہاں چھوڑ دیتے تھے۔ وہ اپنے جانور اور زمین کے پھلوں کو دیوتاؤں کی نذر کیا کرتے تھے۔ اور یہی وہ سب کچھ تھا جس پر دیوتاؤں کی زندگی بسر ہوتی تھی۔

مڈگارڈ کے وسط میں افقی پہاڑیوں ہیں مگر ایک مسطح میدان تھا ----- ''میدانِ عِدا'' دیوتاؤں نے خود اپنا ایک قلعہ ''اسگارڈ'' تعمیر کر رکھا تھا اور بیشک دیوتاؤں کے گھر تک پہنچنا بہت ہی مشکل تھا۔ خود دیوتاؤں کو جب کبھی کہیں جانا اور گھر واپس آنا ہوتا تھا وہ آمدورفت کے لئے قوسِ قزح سے اوپر نیچے آتے جاتے تھے۔

قوسِ قزح کے پُل کا ایک سرا جہاں ''اسگارڈ'' کو چھوتا تھا وہاں دیوتاؤں کے چوکیدار ہیمدال کا گھر تھا۔ ہیمدال ایک سو میل آگے اور ایک سو میل پیچھے تک دیکھ سکتا تھا۔ وہ گھاس کے اگنے تک کی آواز سن سکتا تھا اور منجمد دیو اسے کسی بھی طرح سے کبھی بھی دھوکہ نہیں دے سکتے تھے اور اگر وہ آ بھی سکتے تو وہ اپنا کبیر القوّت صور 'گجال' اتنی طاقت سے پھونک سکتا تھا کہ اس کی آواز پوری دنیا میں سنی جائے لیکن وہ اسے صرف اسی صورت میں بجا سکتا تھا جب کوئی حقیقی خطرہ درپیش ہو کیونکہ بصورت دیگر ہیمدال کی مانند قوتِ سماعت رکھنے والا جو کوئی بھی صور کی آواز سنتا اس کے کان درد سے پھٹ سکنے کا یقینی امکان تھا۔

یہ بہت ہی ضروری تھا کہ منجمد دیووں کے خلاف ہر وقت چاک و چوبند اور پہرے پر رہا جائے۔ کیونکہ وہ دنیا کے ایک ہی سرے پر رہنے میں راضی نہیں تھے اور اپنے لئے زیادہ جگہ اور زیادہ زمین حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے نہیں کہ وہ بہت بڑے تھے بلکہ اس لئے کہ وہ بہت ہی زیادہ تھے۔ دیوتاؤں کے مقابلے ہیں دیووں کی تعداد بہت ہی زیادہ تھی۔ دیو اپنے ہاں دیو بچے پیدا کرنے میں لگے رہتے تھے جبکہ دیوتاؤں نے بچے جنم دینا چھوڑ دیا ہوا تھا ان کے اس عمل بارے کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ انھوں نے ایسا کیوں کر رکھا تھا۔ بعض لوگوں کا قیاس تھا کہ دیوتا الکبیر کو ڈر تھا کہ نئے دیوتاؤں کی پیدائش اگر جاری رہی تو ممکن ہے ان کی اپنی وقت کھو جائے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دیوتاؤں کی ایک محدود تعداد ہی کے لئے لوگ قربانیاں دینی جاری رکھ سکتے تھے۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ دیوتا بچے پیدا کرنے کے مزید قابل ہی نہیں رہے تھے کیونکہ وہ سیب جو دیوتا اپنی جوانی کو محفوظ و برقرار رکھنے کے لئے کھاتے تھے یہ انہیں سیبوں کا ایک الٹا اثر تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ دیوتا دائمی تھے ہی نہیں وگرنہ وہ آج بھی زندہ ہوتے۔ وہ جنگ میں مارے جا سکتے تھے لیکن ان میں یہ ایک خاصیت تھی کہ بیماری یا طویل العمری ان کے لئے موت کا سبب نہیں ہو سکتی تھی لیکن اس کا انحصار اسی پر تھا کہ وہ صحت مند رکھنے والے اپنے سیب لازمی کھانے یاد رکھیں۔

دیوتاؤں کی تعداد اگرچہ منجمد دیووں کے مقابلے میں بہت ہی کم تھی لیکن وہ اُن پر قوت و برتری رکھتے تھے اور اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ دیوتا بہت ہی چالاک و شاطر تھے اور وہ نہایت بہتر طور پر مسلح بھی تھے۔نوکروں کے طور پر اُن کے پاس کچھ ایسے بالشتیے تھے جو آہن گری کے اپنے فن میں دنیا بھر میں لاثانی تھے اور انھوں نے ایک ایسا نیزاایجاد کر رکھاتھا کہ وہ جس سے بھی ٹکراتا اس کے اندر تک گھستا جاتا اور کوئی بھی چیز اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی تھی۔اس کے علاوہ ایک تلوار جو اپنا رخ خود بخود بدل سکتی اور چاروں جانب وار کر سکتی تھی۔ایک ہتھوڑاجو اپنے ہدف پر ہی لگتا اور جس کا نشانہ خطا ہونے کا سوال ہی نہیں تھا۔یہ ہتھوڑا اپنے ہدف کاشکار کرنے کے بعد اسی دیوتا کے پاس خود بخودواپس آجاتا تھا جس نے اسے نشانے پر پھینکا ہوتا تھا۔ان ہتھیاروں کا کوئی بھی نعم البدل نہیں تھااور ان میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا ایک نام تھا۔ نیزے کا نام گنگنر تھا' تلوار کا سکراپ اور ہتھوڑے کا نام مجولنر تھا۔ بالشتیوں نے اور بھی بیشمار قسم کے اتنے زیادہ ہتھیار بنا رکھے تھے کہ انھیں استعمال کرنے کے لئے خود دیوتاؤں کی تعداد کم تھی لٰہذا انھوں نے انسانوں کی ایک فوج قائم کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ بے تحاشا وافرہتھیاروں کو استعمال میں لا جا سکے۔

محبت کے دیوتا اور جنگ کے دیوتا

دیوتا اگرچہ کبھی بوڑھے نہیں ہوتے تھے لیکن وہ سبھی ایک ہی عمر کے بھی نہیں‌تھے'اڈّین' مختارکل دیوتا'سب سے طویل العمر تھا اور وہ ہر وہ بات یاد رکھ سکتا تھا جو کبھی ہوئی ہی نہ ہو اور وہ ہر وہ بات جانتا تھا جسے رونما ہونا ہوتا تھا۔اس نے چشمۂ دانش سے ایکبار تب سیر حاصل ہو کر آب دانش پی لیا تھا جب وہ ابھی خشک نہیں ہوا تھا۔اور وقت کے ظہور سے پہلے اس نے دنیا بھر کی دانشمندی کے عوض اپنی ایک آنکھ قربان کرنے کاجو عہد کیا تھا وہ پورا کر چکا ہوا تھا۔لیکن وہ اپنی ایک آنکھ سے بھی دیگر سبھوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ دیکھ سکتا تھا۔اس نے اپنے قلعے والہالا'کے عین اوپر ''نگاہ داری'' کے لئے ایک خاص ''برج'' بنا رکھا تھا۔جہاں سے اسگارڈ کے فلکی پہاڑوں کے سلسلے کی بلندیوں اور پستیوں کو بخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔یہاں سے وہ ساری دنیا کو دیکھ سکتا اور دیووں پر

ایک نگاہ رکھ سکتا تھا۔اور جو اسے دکھائی نہیں دے سکتا تھا وہ اس کے بارے میں سن سکتا تھا: اس کے

دو پہاڑی کوّے تھے: ہوگن اور موگن۔یہ دونوں اپنی ہر پرواز میں دینا بھر کا چکر لگاتے اور جو کچھ انھوں نے سنا ہوتاواپسی پر اس کے کان میں سرگوشی کر دیتے۔بعض اوقات اڈّین بذاتِ خود مدگارڈ کیلئے باہر نکل جاتا۔کبھی اپنی آٹھ گھوڑوں والی بگھی ' سلیپنر پر سوار' تب ہر کوئی دیکھ سکتا تھا کہ وہ کون ہے اور کبھی بھیس بدلے ایک لمبا چغہ پہنے' تب وہ اپنے بدّھے سے ہیٹ کو آگے سے اپنی اس آنکھ پر جھکائے ہوئے ہوتاجو وہاں تھی ہی نہیں۔اس حلیئے میں اسے کوئی بھی پہچان نہیں سکتا تھا۔

اڈّین کی بیوی فریگ بھی بہت کچھ جانتی تھی لیکن اڈّین نے اس سے کبھی کوئی مشورہ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ بذاتِ خود سبھی کچھ تو جانتا تھا۔اس نے کبھی اپنی بیوی کو نہیں بتایا تھا کہ وہ کیا جانتا تھا اور ان دونوں میں بات چیت بھی شاذو نادر ہی ہوا کرتی تھی۔ اڈّین نے اگرکبھی کبھار کسی سے کوئی نصیحت لینی ہوتی تھی تو یہ تین دوسرے دیوتا ہوتے تھے' نورنس' جنہیں اڈّین نے خود شروع ہی سے

انسانوں کی تقدیر تفویض کر دی ہوئی تھی۔ نورنسن مقدس درختوں ایک جھنڈ میں رہتے تھے جو اسگارڈ کے عین وسط میں تھااور وہ اڈین کے سوا کسی دوسرے سے کبھی کوئی بات نہیں کرتے تھے۔

اڈین اور فریگ کے پانچ بیٹے تھے۔ یہ اس وقت کی نشانی تھے جب دیوی اچھے بچے جَن سکتی تھی۔ بچوں کے با لترتیب نام' تھور' تیر' براگی' ہد اور بلدر تھے۔ دونوں بڑے بیٹے جنگ کے دیوتا تھے۔ جنگ کے دیوتا کے طور پر ایک کا ہونا کافی تھا اور ایسا لگتا ہے کہ اڈین اصل میں تھور ہی کو جنگ کا دیوتا مقرر کرنا چاہتا تھا اور تیر کو وہ انصاف کا دیوتا بنانا چاہتا تھا لیکن تیر اس پر راضی نہیں تھا اور دیوتا الکبیر کے دونوں دیوتا بیٹے آپس میں ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اور اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے اڈین کی بیوی فریگ نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان دونوں کو جنگ کے دیوتا مقرر کر دے۔ تھور خونخوار وحشیانہ جنگ کا دیوتا تھا اور تیر نظم و ضبط سے لڑی جانیوالی جنگوں کا۔ لیکن ان میں کوئی زیادہ فرق نہیں تھا اور دونوں دیوتا اکثر و بیشتر اس پر آپس میں متفق نہیں ہو پاتے تھے کہ اُن میں کس کو کیا کرنا ہوتا تھا۔ جب انسان ایک دوسرے سے جنگ و جدل میں مصروف ہوتے تھے' جو کہ وہ اکثر ہوتے تھے تب تھور اور تیر' دونوں ہی جنگ میں مخالف اطراف کی حمایت کرتے۔

سب سے چھوٹا بیٹا بلدر' جو انصاف کا دیوتا بنا وہ جنگی اصول و ضوابط کی طرف مائل نہیں تھا اور براگی بھی کچھ ایسا ہی تھا وہ تلوار لہرائے جانے کو بین بجانے پر فوقیت دیتا تھا اس لئے اسے شاعری کا دیوتا بنا دیا گیاتھا لیکن ہد جو اندھا تھا وہ کسی بھی قوت کا دیوتا نہ بن سکا۔ بلدر کے خیال میں یہ انصاف نہیں تھا' وہ اکثر اوقات ہُد سے مشورہ کرتا اور اس سے نصیحت لیا کرتا تھا۔

وہاں کچھ اور قسم کے بھی دیوتا تھے: وہ ایک بالکل ہی مختلف خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو اپنے آپ کو وانیر کہلاتا تھا۔ اِیزر اور وانیر ایک دوسرے سے جنگ لڑ چکے تھے لیکن یہ تو ایک بہت پرانی بات تھی اور وہ آپس میں اس پر بھی متفق نہیں تھے کہ حقیقت میں ہوا کیا تھا۔ اِیزر کا کہنا تھا کہ انہوں نے جنگ میں وانیر کومارا تھا لیکن وانیر کا کہنا تھا کہ انہوں نے کبھی جنگ نہیں کی اور خود اپنی رضا مندی سے انہوں نے اپنے آپ کو دیوتا بنا دیا جانا منظور کیا تھا۔ نجورڈ' بحر و بر میں شادابی و زرخیزی کا دیوتا بنا لیکن وہ زیادہ تر سمندر ہی میں دلچسپی لیتا تھا اور رہتا بھی دور اُن چٹانوں پر تھا جنہیں سمندر کی لہریں آ آ کر اپنا سر مارتی رہتیں تھیں۔ ان سمندری لہروں سے اسگارڈ کاساحل ڈھل کر بہہ چکا تھا اور طوفان تو ہر وقت غیض و غضب دکھانے پر تلا ہوتا تھا۔ نجورڈ کے بیٹے اور بیٹی' فریر اور فریجا محبت کے دیوتا بنا دیئے گئے۔ نجورڈ کے بر عکس فریر زمینی زرخیزکاری میں بھی دلچسپی لیتا اور ہاتھ بٹاتا تھا۔ فریجا' معصوم محبت کی دیوی تھی بالکل نازک اندام محبت! فریرپر جوش اور ولولہ انگیز محبت کا دیوتا تھا۔ یہ دونوں مل جل کر اکٹھے کام کرنا پسند کرتے تھے۔

اِیزر خاندان والوں کی آنکھیں نیلی اور بال سفید یا سرخ تھے۔ تھور واحد ایسا تھا جس کے بال سرخ تھے اوراس کی داڑھی کا رنگ بھی سرخ ہی تھا۔ وانیر خاندان کے بال کالے اور آنکھیں بھوری تھیں۔ لیکن فریجا کے بدن پر ایک سنہری داغ تھا۔ وہ بڑی آسانی سے رونے پر آجاتی تھی اور اس کے آنسو سنہری رنگ کے ہوتے تھے۔

دیوتا آپس میں ہمیشہ متفق نہیں ہوا کرتے تھے اور خاص کر ایک بات پر' جسے بالآخر دیوتاؤں کی کونسل میں پیش کیا گیا۔ دیوتاؤں کی کونسل کا اجلاس برگد کے اس قدیم اور بہت ہی بڑے درخت کے نیچے ہوا کرتا تھا جو اِسگارڈ کے عین وسط میں مقدس جھنڈ میں اب تک قائم و دائم کھڑا تھا۔ کونسل کے اجلاس کے آغاز پر اڈین سب سے بڑے پتھر پر براجمان ہو گیا اس کی بیوی فریگ اس کے سامنے جب کہ تھور اور اس کی بیوی سف اس کے دائیں جانب۔ سف کبھی کچھ نہیں بولتی تھی اور جب وہ کچھ کہتی تھور فوراً ہی اونچی آواز میں

بولنے لگتا اور سف پھر اپنی زبان بند کر لیتی۔ اُن کے مقابل' فریگ کے پہلو میں فریبر اور فریجا بیٹھے تھے۔ فریجا کی دائیں جانب نجورڈ اور بلدر اور اُن کے مقابل اڈّین کے پہلو ہیںتیر اور لوکی بیٹھے ہوئے تھے۔

لوکی ایزر یا وانیر خاندانوں کی طرح بھورا یا کالا نہیں تھا۔ در اصل وہ کبھی منجمد دیو ہوا کرتا تھا اور اگرچہ اسے دیوتاؤں سے جا ملے اتنا عرصہ گذر چکا تھا کہ اڈّین کے علاوہ یہ بات کسی کو اب یاد بھی نہیں تھی لیکن اس کے باوجوداسے ابھی بھی محسوس کیا جا سکتا تھا۔ دیوتا اگرچہ دیووں کو عموماًاپنے سے زیادہ بیوقوف سمجھتے تھے لیکن وہ خود بمشکل ہی سے لوکی کی ٹکر کے تھے۔ کیونکہ لوکی وہ کچھ کر سکتا تھا جو وہ نہیں کر سکتے تھے ' ہاں کچھ دیو تھے جو ایسا کر سکتے تھے۔ لوکی اپنی شکل و صورت اور ہیبت بدل سکتا تھا---- اور یہی کچھ دوسرے بھی کر سکتے تھے۔ وہ خود کومختلف جانوروں کی صورت میں ڈھال سکتا تھا اوراس لئے دیوتا اس سے کچھ ڈرتے تھے لیکن وہ لوکی کے جانوروں کی صورت میں ڈھل جانے کی خاصیت کافائدہ اٹھاتے اور کبھی کبھی وہ اسے دیووں کی جاسوسی کرنے کے لئے ایک پرندے کے روپ میں باہر مہم پر بھی بھجواتے۔ اُن میں سے بعض کا قیاس تھا کہ شاید دیو بھی لوکی کو اسی مقصد کیلئے استعمال کرتے تھے۔ ہو سکتا ہے لوکی نے بھی سوچا ہو کہ کہ دیوتا اسے مکمل طور پر قبول نہیں کرتے کیونکہ آخر کار وہ آدھا دیو تھااور یہی وجہ تھی کہ وہ اکثر انھیں چھیڑتا رہتا اور ان کا منہ چڑاتا رہتا تھا۔ لیکن دیوتاؤں کا یہ فعل کسی رد عمل کا نتیجہ بھی تو ہو سکتا تھا۔ آخر لوکی بھی تو ہر وقت انھیں چھیڑتا اور ان کی نقلیں اتارتا رہتا تھا۔ فریگ کے خیال میں لوکی کو دیوتاؤں کی کونسل کے اجلاس میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے تھی کیونکہ اس میں صرف اعلیٰ دیوتا ہی شامل ہو رہے تھے لیکن اڈّین نے لوکی کے لئے اپنے اعتماد کا اظہار کر دیا تھا۔

حقیقت یہ تھی کہ اڈّین فیصلہ کر چکا ہوا تھا کہ وہ لوگ جو جنگ ہیںگر کر تمام ہوچکے تھے انھیں''مردوں کی مملکت'' میں نہ بجھوایاجائے۔ یہ مملکت زمین کے بہت نیچے گہرائی میں تھی اور وہاں مردے اپنے آپ کے درد انگیزسائے ہی ہوتے تھے۔ اڈّین پہلے ہی سے نورنس سے ملکر یہ بندوبست کر چکا ہوا تھا کہ مردہ سورماؤں کو اس کے اپنے ''والہالا قلعے'' میں لایا جائے گا جہاں اُن کے لئے کافی جگہ میسر تھی۔ ''والہالاقلعے'' کے پانچ سو چالیس دروازے تھے اور آٹھ سو افراد دوش بدوش ہر ایک دروازے سے گذر سکتے تھے۔ عمارت کے باہر چبوترے پر جنگجو اپنی جنگی زندگی بسر کر سکتے تھے ایک دوسرے کے ساتھ شام سے صبح تک لڑتے ہوئے تاآنکہ وہ تمام مر جائیں۔ لیکن چونکہ وہ پہلے ہی سے مردہ تھے اس لئے انھیں حقیقی طور پر مارا نہیں جا سکتا تھا---- وہ خود بخود اوپر اٹھے اور بڑے ہال میں کھانے کی میز پر اپنی اپنی کرسیوں پر تب تک بیٹھے رہے جب تک کہ وہ دوبارہ نیچے نہیں گر گئے تھے۔ اس بار ضیافت کی خوشی میں ' سور کا گوشت کھا کھا کر اور شراب پی پی کر۔ اگلی صبح انھوں نے ایکبار پھر لڑائی شروع کر دی تھی۔ اڈّین نے ماتحت دیویوں کی ایک پلٹن قائم کر رکھی تھی جو ''والکیرئس'' کہلاتی تھی۔ ان کا کام مردوں کو جنگ کے میدان سے اکٹھا کرنا تھا لیکن صرف اسی صورت میں کہ اگر وہ با عزت طور پر مرے ہوں اور انھیں پشت سے نہ مارا گیا ہو۔ یہ والکیرئس ہی تھیں جنھوں نے ''والہالا قلعے ''میں مردوں کے لئے انتظام کیا تھا۔ مردہ جنگجوؤں کے لئے یہ ایک افسانوی زندگی تھی اور موت کے بعد ایسے پر سکون دنوں کا نظارہ لوگوں کو بطور خاص جنگ میں مرنے کی جانب راغب کرتا تھا۔ یہ ایک ایسا بندوبست اور اہتمام تھا جو جنگ کے دیوتا' تھور اور تیر دونوں کو مطمئن رکھتا تھا۔

فریجا ! محبت کی دیوی کہ جو عموماً بہت حلیم طبع تھی وہ بھی اس پر طیش میں آئے بغیر نہیں رہ سکتی تھی جب وہ محسوس کرتی کہ انسانوں کے ساتھ نا مہربانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ اس کا یہ بھی خیال تھا کہ یہ ایک نا مہربانہ طریق تھا کہ جنگجو اپنی موت کے بعد زندگی کے مزے لیتے اورخوش وخرم دنوں میں مگن رہتے تھے۔ یہ منافرت تھی اور یہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ نا انصافی تھی اور اُن کے ساتھ بھی جو پر امن زندگیاں گزارتے ہوئے بیماری یا لمبی عمر کی وجہ سے مر گئے ہوئے تھے:

''ہمیں انسانوں کو جنگ و جدل پر اکسانا نہیں چاہیئے۔'' فریجا بولی۔

''ہاں' بلکہ انھیں محبت کرنے کے لئے' ہمت دلانی چاہیئے!'' لوکی تمسخرانہ انداز میں بولا۔

'' ----- اور ہمیں لوگوں کو صرف اس لئے انعام واکرام سے نوازنا نہیں چاہیئے کہ وہ جنگ میں مارے گئے تھے۔'' فریجا نے بات جاری رکھی۔

'' ----- لیکن محبت کی وجہ سے تو کوئی زیادہ لوگ نہیں مرے۔'' لوکی نے پھر تمسخر اُڑایا۔

سف کچھ کہنے ہی والی تھی کہ تھور چلّا اٹھا ''یہ سب کچھ سراسر ایسی مؤثنانہ مہمل بکواس ہے جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ دیوتاؤں کو اگر سبھی مردہ روحوں کے ساتھ رہنا تھا تو پھر انھیں اس کیلئے اتنا کچھ کرنا تھا کہ اُن کے پاس دیووں کیلئے وقت ہی نہیں ہو سکتا تھا۔''والہالا قلعے ''میں جنگجوؤں کو اپنے نمک کے ذخیرے کو بڑھانے کی ضرورت تھی تاکہ اگر منجمد دیووں کے ساتھ لڑائی کا وقت آئے تو وہ نبردآزما ہو سکیں تب وہاں ضعیف و کمزور بوڑھوں ' عورتوں اور بچوں کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔''

'' -----تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اتنے ہی کمزور و کاہل ہیں کہ ہم انسانوں کی مدد کے بغیر دیووں کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتے؟'' بلدر نے پوچھا۔

اس نے اڈّین کو اک سرسری نظرسے دیکھا اور دوسروں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اڈّین کونسل کے اجلاس میں کچھ زیادہ نہیں بول رہا تھا لیکن اس نے دوسروں کو اس کا موقع دے رکھا تھا۔ کیونکہ یہ وہی تو تھا جسے آخری حتمی فیصلہ کرنا تھا اس لئے اس نے بلدر کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

'' ----- تو کیا ہم اتنے ہی گئے گزرے اور کمزور ہیں کہ ہم اُن لوگوں کی مددکے بغیر کوئی بندوبست نہیں کر سکتے جو لوگ اب وہاں نیچے رہ رہے ہیں اور ہمیں اپنے آپ کو مردہ جنگجوؤں سے آراستہ کرنا ہے؟''

اڈّین ابھی تک کچھ نہیں بولا تھا لیکن اب تھور جواباً بول پڑا۔'' وہ نیچے والے لوگ تب فوراً ہی بھاگ جائیں گے جب انھوں نے دیووں کو دیکھ لیا۔ والہالا میں موجود جنگجو جنہیں روزانہ تکا بوٹی کیا جاتا ہے وہ خطرے کے وقت بالکل الگ ہی قسم کے خیر اخلاقی عمل کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ لیکن جنگ میں مرنے والوں سے اگر ہم والہالا میں ایک آرام دہ خوش باش زندگی کا عہد کریں تو ہم زندوں میں جنگی استقلال کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔اور ہم تمام انسانوں سے موت کے بعد ایک ہی جیسا سلوک رکھیں گے تو ہم اُن کی عسکری و جنگی خاصیت کو کمزور کر دیں گے۔''

بلدر نے ایکبار پھر اڈّین کو سرسری نگاہ سے دیکھا۔ جو ابھی تک خاموش تھا۔ پھر بلدر بڑی آہستگی و دھیمی سی آواز میں بولا۔شاید وہ ڈر رہا تھاکہ اڈّین سن لے گا:

''اگر دیوواقعی میں اس سے زیادہ طاقتور میں جتنے کہ ہم خود ہیں تو یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اُن سے جنگ کرنے کا کیا یہی درست طریقہ ہے!''

'' یہی تو میں کہہ رہی تھی۔'' فریجا بولی۔ '' دیووں کے خلاف ہم جتنی جنگیں لڑیں وہ اتنے ہی زیادہ جنگی بنتے جائیں گے۔ ہمیں اس بارے میں اُن سے کچھ کرنا چاہیئے ----- ''

''ان کے ساتھ محبت کی جائے!'' لوکی نے ناک بھوں چڑھائی۔

'' ----- ہمیں صرف اپنے ہی بارے میں نہیں سوچتے رہنا چاہیئے۔'' فریجا نے اپنی بات جاری رکھی۔''ہمیں انسانوں کے بارے میں بھی سوچنا چاہیئے۔ جس طریقے سے ہم انھیں اپنی حفاظت اور دفاع کے لئے رکھتے اور استعمال ہیں اس سے تو ہر کوئی ہمارے بارے میں یہی سوچے گا کہ وہ ہمارے لئے دیوتا ہیں۔ حالانکہ یہ ہم ہیں جنھیں اُن کی حفاظت کرنی چاہیئے۔''

''ہاں!'' تھور بولا۔ ''یہی تو میں کہتا ہوں' اگر میں دیووں کو اپنے ہتھوڑے سے کوٹ کوٹ کر کچل نہ دوں تو وہ مڈگارڈ میں پہنچ سکتے ہیں۔''

''اور تم اُن کو جتنا کوٹو اور کچلو گے وہ اتنے ہی اور زیادہ ہوتے جائیں گے کیونکہ وہ ابھی تک'' محبت و جماع '' کرتے ہیں!'' لوکی بولا۔

دیوتاؤں پر دردناک خاموشی چھائی ہوئی تھی: سب سے بڑا مسئلہ دیوتاؤں کی تعداد تھی جو بہت ہی کم تھی اور جو تعداد میں بڑھتے نہیں تھے۔ لیکن فریجا اتنی پریشان وحیران تھی کہ اس کی آنکھوں سے آنسو کی ندیا پھوٹ پڑی۔

'' اچھاتو اب تم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ انسان جو تعداد میں بہت ہی زیادہ ہیں وہ ہماری جو کہ تعداد میں کم ہیں اُن کی حفاظت کریں گے لیکن' یہ تو سوچو کہ انھوں نے اپنی تعداد کیسے بڑھائی۔ ایک دوسرے پر جنگیں مسلط کرتے رہنے سے نہیں----- اس طرح سے تو وہ تعداد میں بہت ہی کم ہو گئے ہوتے۔ اس لئے ہمیں مردہ جنگجوؤں کو جمع کرتے ہوئے انھیں جنگ پر اکسانا نہیں چاہیئے۔''

''مرد جنگ کے میدان میں گرنے کی بجائے بستر میں کہیں بہتر لیٹتے اور جماع کرتے ہیں۔'' لوکی پھر بول پڑا تھا۔ اوڈین کو جب کوئی حتمی بات کرنی ہوتی تھی تو وہ اکثر دانائی کے لفظ منمنانے لگتا تھا' بولا:

'' شدید و شہ زور جذبات اکثر و بیشتر عاقل و فرزانوں کو بیوقوف بنا دیتے ہیں۔ مجھے بتاؤ کہ تمھارا کیا خیال ہے۔''

'' میں فریجا سے اتفاق کرتا ہوں۔'' فرییر بولا۔

'' ----- اور میں بھی۔'' نجورڈ نے کہا۔

'' میں تھور سے متفق ہوں۔'' سیف بولی۔

'' میں اپنے آپ سے متفق ہوں۔'' تھور بولا۔

'' اور میں بھی'' تیر نے کہا۔

اڈین نے سر سری نگاہ سے فریگ کو دیکھا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا سوچے بجز وہی کہ جو اڈین سوچتا تھا۔ اڈین کی بیوی کے ناطے وہ بیاہ شادیوں کی دیوی تھی اور اُس کا خیال نہیں تھا کہ محبت کی دیوی کے ہونے کی کوئی ضرورت تھی ہاں مگر خود محبت کی دیوی کی اپنی ذات کے لئے۔ لیکن محبت کی دیوی کے طور پر اسے فریجا کی نسبت زیادہ کچھ نہیں کرنا پڑتا تھا۔اور وہ انسانوں سے اتنی قربانیاں اور دعائیں بھی نہیں پاتی تھی۔ اور اس بات پر وہ نالاں تھی۔اس کے خیال میں فریجا ' محبت کی دیوی نہیں ہونی چاہیئے تھی اور خاص کر اس لئے کہ اس کا اپنا خاوند بھی نہیں تھا۔ایک افواہ یہ تھی کہ فریجا اور فریر' دونوں اُن کی اپنی ہی چچی کے بچے تھے اور ان کے باپ نجورڈ نے اپنی ہی بہن سے بچے جنے تھے۔ یہ ایک رسم تھی جس کے بارے میں کیا جاتا تھا کہ وانز' آپس میں اس پر عمل کرتے تھے۔ یقیناً دیوتا بننے سے پہلے وہ ایسا ہی کرتے رہے ہونگے۔لیکن یہ اڈین ہی تھا جس نے خود فریجا کو محبت کی دیوی بنایا تھا اور اپنی ہی بیوی کو ایک طرف نظر انداز کر دیا تھا۔فریگ اس کے متعلق جب سوچتی تو اڈین اور فریجا' دونوں کے لئے اس کا غصّہ اور غضب ایک جیسا برابر ہوتا۔

''میں اڈین سے متفق ہوں۔'' اُس نے کہا۔

اڈین نے بلدر کی طرف دیکھا۔

'' اسے ایک نا انصافی ہی کہا جائے گا کہ جنگ میں مرنے والے تمام جنگجو والہالا میں جائیں۔'' بلدر بولا۔

'' ہاں!'' لوکی نے مداخلت کی۔

'' انصاف تو یہی ہو گا کہ اُن میں سے آدھے اڈین کے ''والہالا قلعے '' میں جائیں اور باقی نصف فریجا کے ہال' فولکے وانگ یعنی ''دیار آوارگان'' میں!'' وہ بولا۔

''بہتر!'' اڈین بولا۔'' سب سے اہم ترین بات دیوتاؤں میں اتحاد ہے۔فریجا اور میں' دونوں میدانِ جنگ میں ہاتھ بٹائیں گے: آدھے کشتگان وہ لے لے گی۔اور اسی کے ساتھ اب اجلاس ختم ہوا۔''

اسی لمحے اڈین بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اُٹھا جب کہ تھور اور تیر دونوں بھڑکے' وہ دونوں غصّے میں دکھائی دے رہے تھے۔اُن کے سامنے فریر اور فریجا ' دونوں بڑے حیران و متعجب کھڑے تھے۔انھیں ایک طرح کی فتح حاصل ہو چکی تھی۔ بعد میں اُن پر ظہور ہوا کہ فریجا کے پاس جانے کی امید میں جب وہ میدانِ جنگ میں گریں مریں گے تو اس سے مرد قریب قریب کم جنگجو بن جائیں گے۔

بلدر کو یکایک واقعیت کا احساس ہوا اور اُس نے فوراً لوکی کے کان میں سرگوشی کی۔اور لوکی جو کچھ ہی دیر پہلے قہقہے لگا رہا تھا اب چپ منہ بند تھا۔

'' یاد رکھو۔'' لوکی ' بلدر سے بولا۔'' اڈین ہر وہ چیز جانتا ہے جسے رونما ہونا ہے۔اس لئے اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ دیوتاؤں کو زوال سے محفوظ رکھنے کے لئے' مردہ جنگجوؤں کی ایک بڑی فوج کا ہونا بھی ضروری ہے۔''

دیوتاؤں کی اپنی زبان میں ''دیوتاؤں کا زوال'' ----- ''راگناروک'' کہلاتا تھا۔ اور یہ ان کی زبان کا سب سے زیادہ منحوس و پلید اور نا مبارک لفظ تھا۔

اِڈّون اور اُس کے سیب

اسگارڈ میں مقدس جھنڈ کے بیچ ایک باغیچہ بھی تھا اور اس باغیچے میں سیب کا ایک ایسا درخت تھا جس کے سیب صرف دیوتاؤں کو کھانے کی اجازت تھی۔ وہ جو یہ سیب کھا لیتے تھے انھیں باطنی صحت اور نوجوانی حاصل ہو جاتی تھی۔ یہ ایک آفاقی خوبی تھی۔ اور دیوتا اس میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے کہ کوئی دوسرے انسان ان سیبوں کو کھائیں ----- خاص طور پر دیو! کیونکہ پھر وہ بھی دیوتاؤں کی طرح کے بن سکتے تھے۔

دیووں کا دعویٰ تھا کہ دیوتاؤں کے سیب جو بھی کھاتے تھے وہ حقیقی طور پر کبھی بڑھتے ہی نہیں تھے' بالکل خود اُن کی طرح' کیونکہ وہ ایسا کر چکے ہوئے تھے۔ لیکن شاید وہ کینہ پرور تھے۔ دیووں کے لئے اس سے بہتر کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سیبوں تک اُن کی رسائی ہو جائے اور اگر پورا درخت ان کے ہاتھ آجائے تو پھر بات ہی کچھ اور تھی۔ اس طرح سے وہ دیوتاؤں کو اُن کی صحت و تندرستی اور نوجوانی سے یکسر محروم کر سکتے تھے۔ اور وہ اپنی لمبی عمروں اور موت کے خلاف تحفظ بھی مہیا کر سکتے تھے۔ باغیچے پر پہرہ بہت ہی کڑا ہوا کرتا تھا۔ اس میں صرف اعلیٰ دیوتاؤں ہی کو داخلے کی اجازت مل سکتی تھی لیکن انھیں اس بات کی قطعاً اجازت نہیں ہوتی تھی کہ وہ درخت سے سیب توڑ کر کھا سکیں۔ بہت ہی لمبا عرصہ پہلے ' تھور نے بہت زیادہ سیب کھا لئے تھے اور وہ اپنی قوت کو قابو میں رکھنے میں نا کام ہو گیا تھا۔ ان میں سے اب صرف ایک کو سیب توڑنے اور اکٹھے کرنے اور سردیوں کے موسم میں انھیں محفوظ رکھنے اور دوسرے دیوتاؤں میں تقسیم کرنے کی اجازت اور ذمہ داری سونپی دی گئی تھی۔ یہ تھی ''اِڈّون'' دیوی ' صحت و جوانی کی دیوی! جو اپنے آپ میں بھی واقعی صحت و جوانی کا ایک لازوال نمونہ تھی۔

براگی' شاعری کا دیوتا' اِڈّون پر ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اس کی بصارت کا اندازہ لگا رہا ہو۔ اس نے اپنی بین اٹھائی اور اِڈّون کی خوبصورتی پر گیت گانے لگا۔ اِڈّون کے گالوں پر اتنی سرخی ابھر آئی کہ وہ بالکل اپنے سیبوں کی طرح دکھائی دینے لگے۔ اِڈّون نے شاید ہی کبھی اپنا باغیچہ چھوڑا ہو۔ اس کے پاس وہاں کرنے کے لئے کئی کام ہوتے تھے اور پھر یہ دینا کے ہر مقام سے بڑھ کر کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔ وہ دیوتاؤں کی کونسل کے اجلاسوں میں بھی شاذونادر ہی شامل ہوا کرتی تھی اور براگی' جو کسی کام سے رغبت نہیں رکھتا تھا وہ اسے اپنی آنکھوں سے دور نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔ آخر وہ سیاسی معاملات میں بھی تو کوئی دلچسپی نہیں لیتا تھا۔

ایک دن جب اِڈون اکیلی تھی ----- براگی اس کے پاس سے اُٹھ کر چلا گیا ہو ا تھا تاکہ اس کے لئے اپنی تمناؤں اور آرزوؤں والا ایک گیت لکھ سکے---- لوکی اُس کے پاس سرخ سیبوں سے بھرا ایک تھیلا لئے آیا۔لوکی ہر وقت حرکت میں رہتا تھا۔وہ ایک پرندے کی طرح پرواز کر سکتا تھا اور ایک خرگوش کی طرح دوڑ سکتا تھا اور' اُس نے ایک جنگل میں 'جو منجمد دیووں کی زمینوں سے کچھ زیادہ دور فاصلے پر نہیں تھا وہاں سیب کا ایک ایسا پیڑ دیکھ لیا ہوا تھا جو اسے اِڈون کے باغیچے میں اُگے سیب کے پیڑ کی یاد دلاتا تھا۔ان دونوں پیڑوں کے سیبوں میں بھی بہت ہی زیادہ مشابہت تھی اور لوکی انہیں ایک دن پہلے چکھ بھی چکا ہوا تھا۔تب سے وہ عمر ہیں ایک دن بھی اوپر کا نہیں ہوا تھا۔اس کا یہ خیال پختہ ہونے لگا تھا کہ جنگل کے سیب بھی اِڈون کے سیبوں جیسی ہی قوت اور اثرات رکھتے تھے۔

اِڈون نے لوکی کی طرف دیکھااور سیبوں پر نگاہ ڈالی۔ادھر لوکی نے بھی سیبوں پر نگاہ ڈالتے ہوئے اِڈون کو دیکھا۔انھوں نے آپس میں کوئی بات تو نہ کی لیکن لوکی جانتا تھا کی اِڈون کیاسوچ رہی تھی: ''اگرسیب دیووں کے ہاتھ لگ جائیں تو ! ----- لیکن کیا میں لوکی پر اعتماد کر سکتی ہوں؟'' اِڈون نہیں جانتی تھی کہ لوکی کیا سوچ رہا تھا۔

''میں نے تمھارے سوا کسی کو کچھ بھی نہیں بتایا۔'' لوکی بولا۔'' دوسرے دیوتاؤں کو بے وجہ ڈرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔فیصلہ کرنے کا انحصار تم پر ہے۔ تمھیں سیبوں کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔''

اس نے اِڈون کو ایک سیب تھمایا۔جس نے اسے دانتوں میں لے کر اس کا کچھ حصہ کھا لیا اور پھر چند ایک لمحوں تک اپنے منہ میں اس کا ذائقہ محسوس کرتی رہی۔

''اس کا ذائقہ تو کم و بیش میرے ہی سیبوں جیسا ہے۔'' وہ بولی۔

''میں نے بھی یہی سوچا تھا۔'' لوکی بولا۔'' اگرچہ میں اتنا ماہر تو ہوں نہیں جتنی تم ہو' لیکن ہمیں جلد بازی نہیں کرنی ہوگی۔ہاں! کیوں نہ ہم ایک تجربہ کریں۔میں اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے پر تیار ہوں۔اگلے دس دونوں کے لئے میں وہ سیب کھاؤں گا جو میں خود لایا ہوں اور تمھارے سیبوں کو نہیں کھاؤں گا اور' اگر میں کوئی فرق محسوس نہ کر سکا تو پھر تم خود یہ فیصلہ کرنا کہ ہمیں اس بارے میں کیا کرنا ہے۔''

اور پھر ایسا ہی ہوا۔لوکی نے اپنے دس جنگلی سیب کھائے اور دس دن کے بعد وہ اِڈون کے پاس واپس آیا اور اِڈون کو تسلیم ہی کرنا پڑا کہ اس نے لوکی کو کبھی بھی نوجوان اور خوبصورت لگنے والا نہیں دیکھا تھا۔ہاں اُس نے اس کا اظہار کبھی نہیں کیا تھا۔ وہ اگرچہ خوبصورتی اور جوانی بارے بہت ہی اونچی سوچ رکھتی تھی اور' آخر یہ اس کا پیشہ بھی تو تھا۔وہ لوکی کو دیکھ کر خوش نہیں ہوئی تھی۔اس بات پر اس کے اپنے گھمنڈاور غرور کو ایک زبردست دھچکہ لگا کہ اُس کے سیبوں کی طرح کے سیب دوسری جگہوں پر بھی پیدا ہوتے تھے۔ بالکل ویسے ہی ''بے مثال سیب'' جیسے کہ اُس کے اپنے تھے۔اب اُس کے اپنے سیب ''بے مثال'' نہیں رہے تھے۔''تم دوسروں کو کچھ بھی نہیں بتاؤ گے۔'' اس نے زور دیتے ہوئے لوکی سے کہا۔

''مجھے میری اپنی عزت کی قسم!'' لوکی بولا۔''ہم دونوں اس کو راز رکھ سکتے ہیں۔جہاں تک میرا تعلق ہے' ہمارے لئے تمھارے ہی سیب کافی ہیں' اور یہی بہتر ہے ----- ''

لوکی اب خاموش ہو گیا تھاوہ پریشان دکھائی دے رہا تھا۔اس بار اِدّون جانتی تھی کہ وہ کیا سوچ رہا تھا۔کم سے کم وہ یہ ضرور جانتی تھی کہ لوکی وہی سوچ رہا تھا جو اس وقت وہ خود سوچ رہی تھی ----- یعنی یہی کہ اگر دیووں نے ان سیبوں کو دریافت کر لیاتو----- !''

اس نے اپنی بات جاری رکھی۔'' اگر دیووں نے وہ سیب دریافت کر لئے ' جو اصل میں میرے ہی سیب ہیں ---- میرے سیب! جو ''خود رو'' ہیں ----- ''

اتنا کہنے کے بعد وہ تو چپ ہو گئی تھی لیکن لوکی بولا۔

'' ----- پھر! پھر تو یہ ''دیوتاؤں کا زوال'' ہو گا!''

اس نے ایکبار پھر وہی اذیت ناک منحوس الفاظ '' دیوتاؤں کا زوال'' استعمال کئے تھے اور اِدّون نے انہیں دہرایا تھا۔وہ ایسے دکھائی دے رہی تھی جیسے اُس کے منہ میں زہر آگیاہو۔براگی ' جو کسی بھی صورت میں اِدّون کو ایک لمبے وقت کے لئے اپنی آنکھوں سے دور رکھنے

کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا وہ بڑی پھرتی سے آیا۔وہ اِدّون کو یوں پریشان دیکھنا برداشت نہیں کر سکتا تھا اور چاہتا تھا کہ وہ اسے لوکی سے الگ' اپنے ساتھ باہر لے جائے لیکن' اِدّون نے براگی سے کہا کہ وہ اس وقت مصروف تھی۔اُس نے اس سے پہلے براگی کو کبھی ایسی بات نہیں کہی تھی اور براگی پژ مردہ وہاں سے مایوس چل دیا تاکہ جاکر ''بے غرض محبت اور حسد کی درد ناکی'' پر ایک ''نوحہ ''لکھے۔

'' کیا ہم اُس پیڑ کو وہاں سے اکھاڑ کر یہاں نہیں اُگا سکتے؟'' اِدّون نے لوکی سے کہا۔

''یقیناً! ہم ایسا کر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے ہمیں تھور کو کہنا پڑے گا کہ وہ ہماری مدد کرے۔'' لوکی بولا۔

'' نہیں۔'' اِدّون بولی۔'' تھور جو کچھ جانتا ہے وہ تمام دیوتا جانتے ہیں۔میں خود اُس درخت کو دیکھنا چاہتی ہوں۔تمھیں مجھے وہاں تک اُڑا کر لے جانا ہو گا۔''

'' ہر گز نہیں! ' لوکی بولا۔'' یہ بہت ہی خطرناک ہے۔پرواز میں تو کوئی خطرہ ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو بہت ہی لطف اندوز ہے لیکن' میرا مطلب یہ ہے کہ اگر دیووں کی نظر ہم پر پڑ گئی تو!''

اِدّون' جو عموماً اپنا سارا وقت اپنے باغیچے میں ہی صرف کرتی تھی اس نے اب اپنے دل میں باہر جانے' فضاؤں میں اُڑنے اور سیب کے پیڑ کو دیکھنے کا ارادہ کر لیا تھا۔جوانی و صحت کی دیوی ہوتے وہ نہ تو ڈرپوک تھی اور نہ ہی اسے انکار کرنا آسان تھا اس لئے لوکی کو اس کی خواہش پوری کرنی ہی تھی۔اگلی صبح جب اِدّون دیوتاؤں کو معمول کے مطابق سیب بانٹ چکی تو اُس نے براگی کو ایک پیغام دیکر باہر بجھوا دیا اور پھر وہ دونوں اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔لوکی نے اپنے آپ کو ایک'' عقاب'' کے روپ میں ڈھالا اور اپنے لئے آسانی پیدا کرنے کی خاطر تاکہ وہ اِدّون کو اٹھا سکے اُس نے اِدّون کو ایک''مینا'' کے روپ میں ڈھال دیا اس کا بڑا مقصد یہ تھا کہ دیو اس کا کھوج نہ لگا سکیں۔

جونہی لوکی اور اِڈّون نے اُڑان لی ان کی روحوں میں تازگی آ گئی اور وہ ہنسی مزے کرنے اور زندہ دلی محسوس کرنے لگے۔ بالکل اسی طرح جیسے انسان سفر میں دلگی کرتے ہیں۔ لوکی نے کم مسافت راستہ نہیں اپنایا تھا اور اب جب کہ وہ باہر کی دنیا میں تھے وہ اِڈّون کو اس دنیا کا کچھ دکھانا چاہتا تھا۔ اور اِڈّون خود بھی شاید بھول رہی تھی کہ وہ کتنے اہم مشن پر نکلے تھے۔ باآخر جب وہ درخت تک پہنچے تو' اِڈّون نے خود اپنی آنکھوں سے فوراً ہی دیکھ لیا کہ وہ سراسر ایک مختلف درخت تھا۔ اس سے وہ اور بھی جوش میں آ گئی۔ کیونکہ اب کوئی خطرہ تو تھا نہیں۔ لیکن اس نے جب لوکی کو دیکھا' جو اپنے آپ کو ایک ''عقاب'' سے اب ایک دیوتائی صورت میں ڈھال چکا تھا' وہ یہ نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ وہ اتنا خوبصورت کیسے دکھائی دے رہا تھا جب کہ اس نے کئی دنوں سے سیب بھی نہیں کھائے تھے۔ ''تو کیا یہ مجھے محض بیوقوف بناتا رہا ہے؟ یا پھر یہ ویسے ہی بوڑھا ہو ہی نہیں سکتا' بھلے وہ کیا کھائے؟''

لوکی جانتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی تھی۔ وہ ہنسا۔

عین اسی لمحے آسمان تاریک ہو گیا۔ اب تک پہلے اوپر سے فضا میں اتنی چمک تھی کہ وہ

دور' منجمد دیوؤں کے ملک کو دیکھ سکنے کے قابل تھے۔ اب ایک بڑا بھاری بادل بتدریج عین اُن کے اوپر نازل ہو رہا تھا ----- اور' بس آنکھ جھپکنے میں اِڈّون غائب ہو گئی تھی۔ یہ بادل ایک ''دیو پرندہ'' نکلا ----- اِڈّون اب ایکبار پھر اُڑ رہی تھی۔ اگرچہ اب اس کا رخ '' اُتگارڈ'' کی جانب تھا۔ اصل میں تو وہ ایک دیو تھا جس نے ایک عظیم الجبہ مہیب پرندے کا روپ ڈھال رکھا تھا تاکہ اِڈّون کو اُٹھا کر اُڑ سکے۔ اِڈّون اچانک غائب ہو گئی تھی اور لوکی دل برداشتہ' دیوتاؤں کی طرف واپس لوٹا تاکہ ان کو پیغام دے۔

براگی سب سے پہلا تھا جس نے اِڈّون کی گمشدگی بارے پتہ لگایا۔ وہ بڑی اونچی آواز میں آہ و زاری کر رہا تھا اور باغیچے کے سارے پرندے بھی اس کے ساتھ اس رونے پیٹنے میں شامل ہو گئے تھے۔ اگلی صبح جب دیوتا باغیچے میں آئے تو انہیں یہ جان کر سخت صدمہ پہنچا کہ اِڈّون وہاں نہیں تھی۔ اب اُن کے لئے یہ پہلا موقع تھا کہ جتنے سیب چاہتے کھاتے لیکن اُن کی تو بھوک ہی جاتی رہی تھی۔ وہ ایکدوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ یکدم کتنے تھکے ہوئے اور بے حس سے ہو گئے تھے۔ جب محبت و جوانی کی دیوی ہی وہاں نہیں تھی اُن کے لئے اب صرف سیب ہی کافی نہیں رہے تھے۔ یہ ایک ایسا لمحہ تھا کہ دیوتاؤں نے فوری طور پر موقع پر ہی اپنی کونسل کا اجلاس بٹھایا اور اس کے لئے اجلاس کے لئے متعین ''برگد کے درخت کے نیچے کی جگہ'' کے ہونے کی بھی پرواہ نہیں کی تھی۔

کون تھا وہ جس نے اِڈّون کو آخری بار دیکھا تھا؟

براگی ہی تو اُسے دیکھنے والا ''آخری'' تھا ----- لوکی کے ساتھ!

تمام دیوتاؤں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور 'اڈین دیوتا '' برج' سے نیچے اُترا اور خود اُن سب کو اپنی ایک آنکھ سے تعظیم بجا لایا۔ ''برج'' سے اُس نے دیکھ لیا تھا کہ ایک دیو پرندہ ڈاکے کے مال و اسباب کے ساتھ دیوؤں کے ملک کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ اور اس کے '' پہاڑی کوّں '' نے اسے بتایا تھا کہ لوکی اور اِڈّون' دونوں' پرندوں کے روپ میں '' اسگارڈ'' سے جا چکے تھے۔ اس وقت ہر ایک لوکی کے لئے چلا رہا تھا اور وہ چپکے سے ایک ایسے کتے کی صورت اختیار کر چکا تھا جسے یقین ہو کہ اس کی درگت بنائی جائے گی۔ لیکن اُس نے جب اُن سب کی غصیلی آنکھوں کو دیکھا تو وہ کھڑا ہو گیا اور ٹکٹکی باندھ کر انھیں دیکھنے لگا۔ پھر اس نے اُن سب کو جنگل میں سیبوں کے بارے میں بتایا اور یہ بھی کہ پچھلے بارہ دنوں سے اُس نے صرف جنگل کے سیب ہی کھائے ہیں اور وہ بالکل ٹھیک محسوس کر

رہا تھا جب کہ دیوتا' جو اِدّون کے سیب کھاتے رہے تھے ایسے دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ غش کھا کر گرنے والے ہیں۔لوکی نے یہ بھی بتایا کہ اِدّون جنگل میں سیبوں کو ہر صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا تہیہ کئے ہوئے تھی۔شاید وہ خیال کرتی تھی کہ لوکی نے اصل میں سیب اُسی کے باغیچے سے اُڑائے تھے۔دیوتاشاذ ونادر ہی لوکی کے کہے پر یقین کیا کرتے تھے۔

دیوتا اور خاص کر تھور بھی چلایا کہ لوکی پر اس بارے ہیںبالکل اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اصل میں دیو تانہیں تھااور یہ کہ وہ دیوں کی ہی جماعت میں سے تھا۔اور اسے ہمیشہ کے لئے ایک ہی بار سبق سکھایا جانا ضروری تھا۔تھور اپنے ہتھوڑے کی جانب بڑھا۔لیکن بلدر بول پڑا:

'' اِدّون کو ہمارے پاس واپس کون لا سکتا ہے؟''

'' اب وہ سب خاموش ہو گئے تھے کیونکہ' وہ جانتے تھے کہ یہ کام صرف لوکی ہی کر سکتا تھا۔''

''میں کوشش کروں گا۔'' لوکی بولا۔

'' ----- اور اگر تم اِدّون کو اپنے ساتھ نہیں لاؤ گے تو پھر تم خود بھی واپس مت آنا!'' تیر بولا۔

'' یہ دیوتاؤں کا زوال ہو گا۔'' لوکی وہاں سے چلتے ہوئے بولا۔دیوتا جانتے تھے کہ وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔لیکن انھیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اُس کے ایسا کہنے کا مقصد کہیں یہ تو نہیں تھا کہ دیوتا اِدّون کے بغیر نیست و نابود ہو جائیں گے یا خود لوکی نہ ہو گا تو وہ تباہ وبرباد ہو جائیں گے۔

اب وہ ''بیکار ہونے'' کے برابر ''اچھے'' تھے کیونکہ اِدّون اور لوکی دونوں ہی جا چکے تھے۔وہ خود کو کمزور اور بے دفاع محسوس کر رہے تھے اور انھوں نے ہشیار و چاک و چوبند رہنے کی ٹھان لی تھی۔ہیمدال ''قوس و قزح'' کے پل پر جا کھڑا ہوا تھا اور اپنا صور پھونکنے کے لئے بالکل تیار تھا۔اڈین واپس اپنے قلعہ کے اوپر '' برج'' میں جاچکا تھا اور پوری دنیا پر ''ایک آنکھ'' رکھے ہوئے تھا خاص کر لوکی پر جو کہ اب دوبارہ مسلسل پرواز پر تھا۔اس نے تبدیلی کے لئے اپنے آپ کو ایک ''عقاب'' کی طرح ڈھال رکھا تھا۔اڈین بڑے انہماک سے اِدّون کی تلاش میں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا لیکن دیوں نے اسے یوں چھپا رکھا تھا کہ اڈین کو اس کا کوئی سراغ نہیں مل پا رہا تھا۔وہ اپنی بوڑھی عمر کی وجہ سے خود کوکافی کمزور سمجھ رہا تھا۔اور اب ''سیب دیوی'' بھی غائب ہو چکی تھی----- آخر وہ ظہور وقت ہی سے وہاں پر تھا۔اب وہ گردن کو دائیں بائیں انکار کی صورت میں ہلاتاہوا' بیٹھا' اپنی آنکھ کو کھولے رکھنے میں مشکل محسوس کر رہا تھا۔ لیکن پھر اچانک اُس نے اپنا سر اوپر اُٹھایا اور اپنی پوری آنکھ کھولدی۔اس نے ایک ''عقاب'' کو ''اُٹگارڈ'' کی جانب سے پرواز کرتے آتے ہوئے دیکھا جس نے اپنے پنجوں میں کوئی ایک '' گٹھڑی نما'' چیز اُٹھا رکھی تھی۔اور بہت دور اُس کے پیچھے----- وہی عظیم پرندہ تھا جو اُس نے پہلے دیکھا تھا۔یہ دیو تھا جواِدّون کو اُٹھا کر لے گیا تھا اور جس سے اب لوکی نے اِدّون کو واپس چھین لیا تھا ----- اور اس کے پنجوں میں وہ گٹھڑی سی شے 'اِدّون ہی تھی۔لیکن وہ ''دیو پرندہ'' تو اب '' عقاب'' جو کہ اس سے چھوٹا تھا اُس تک پہنچنے ہی والا تھا۔اڈین نے اپنے خادم ' ہرمد کو حکم دیا۔جس نے بڑی پھرتی سے نیچے جا کر '' اسگارڈ احاطے'' کے بڑے پھاٹک پر '' آگ کے الاؤ'' کو اور اونچا بھڑکا دیا۔ لوکی ' اپنی عقابی آنکھ سے اسے دیکھ سکتا تھا اور جان سکتا تھا کہ وہ ''احاطے'' کے اوپر سے پرواز کرنے والا ہے; لیکن دیو' جو '' احاطے'' کو تو نہیں جانتا تھا لیکن اُس کی آنکھوں کی بصارت کم و بیش اتنی ہی تیز تھی جتنی کہ لوکی کی----- وہ پرواز کرتے ہوئے بڑے دروازے سے

اندر داخل ہو گیا تھا اور شعلے اس کے ارد گرد بھڑک رہے تھے۔ یہ ایک دردناک منظر تھا دیکھنے کے لئے اور سننے کے لئے بھی دردناک! دیو بڑی اونچی آواز میں دھاڑا 'چیخا اور پھر دھوئیں سے اس کا دم گھٹ گیا۔

عقاب نے ''گٹھڑی '' کو '' سیب والے باغیچے'' ہیں پہنچا دیا تھا اور ----- اب تمام دیوتا اِڈون کے گردا گرد کھڑے تھے اور جونہی اُس نے انھیں ان کے سیب دیئے اور انھوں نے انہیں کھایا ان میں جان آ گئی اور اُن کے گال پھر سے سیبوں کی مانند سرخ و سپید ہو گئے۔ براگی نے جذبات و احساسات سے بھرپور ایک رزمیہ گیت گایا۔ لوکی ہنس رہا تھا۔

ایک ہی رات میں اڈون کئی سال آگے بڑھ گئی تھی اور اس کی دانشمندی میں بھی اضافہ ہو گیا تھا لیکن' اُس کو دیکھنے سے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس نے براگی کو دیوؤں کے ساتھ اپنے قیام کے بارے میں بتایا: انھوں نے اُس کے ساتھ بڑا مہربانہ سلوک روا رکھا تھا' لیکن اُس نے دن کی روشنی نہیں دیکھی تھی ----- یہ اُس کے لئے بہت خوفناک اور ڈراؤنی بات تھی! پھر لوکی وہاں پر ایک سانپ کی طرح کہیں سے در آیا اور اُس نے اسے ایک عجیب سی ''گٹھڑی نما'' شے میں بدل دیا تھا جو بہت ہی نا معقول اور عجب نوعیت کی تھی۔

''تمھیں لوکی کے ساتھ آئندہ کبھی بھی پرواز پر نہیں جانا چاہیئے۔'' براگی بولا۔

''لیکن اُس نے تو میری جان بچائی ہے۔'' اِڈون بولی۔ '' ----- اور تمھاری جان بھی ------ خاص کر اگر یہ حقیقت ہے کہ تم میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔''

بیراگی ' اِڈون کے جواب کی کچھ زیادہ پرواہ کئے بغیر اپنی بین کی جانب یوں آگے یوں بڑھا جیسے اس بار لوکی نے اپنے آپ کو بین کی صورت میں ڈھال رکھا ہو۔

کچھ ہی دیر بعد ایک گھڑسوار' زرہ بکتر پہنے' تیر و کمان سے مسلح ''اسگارڈ'' میں پہنچا۔

اڈین اور ہیمدال نے سوار کو بڑی دور ہی سے دیکھ تو لیا ہوا تھا لیکن چونکہ وہ اکیلا تھا اس لئے انھوں نے اسے روکا نہیں تھا اور جانے دیا تھا۔ تاہم جب سوار بہت قریب پہنچا تو وہ ایک نوجوان'' دیونی'' نکلی۔ اُس نے بتایا کہ اس کا نام ''سکاڈی'' ہے اور وہ بڑے دیو ''تھیازی'' کی بیٹی ہے جسے دیوتاؤں نے حال ہی میں قتل کر دیا تھا اور اب وہ انتقام لیناچاہتی تھی۔

تھور نے جب دیکھا کہ وہ تو محض ایک ''دیونی'' ہے اُس نے اپنا ہتھوڑا چھوڑ دیا۔'' اس پر کرم کرتے ہوئے اسے اُسی راستے سے واپس اپنے گھر جانے کی اجازت دی جاتی ہے جس سے یہ یہاں تک پہنچی ہے۔'' تھورنے انتہائی مہربانہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔ اور ''سف'' بھی یقیناً اسی رائے کا اظہار کرنے والی تھی۔

تیر نے اسے مشورہ دیا کہ وہ جلدی سے چلی جائے۔ اس کے مردہ باپ نے ایک دیوی کو اغوا کر لیا تھا اور اس وجہ سے اسے انصاف کی گولی کھلائی گئی تھی اور اب ''انتقام'' کا تو کوئی سوال ہی نہیں تھا۔

سکاڈی بولی کہ اس کے باپ' تھیازی نے دیوی کے ساتھ ایک معاہدہ کیاتھا جسے بڑی شرمناکی سے توڑ دیاگیا تھا۔ تھوراپنے ہتھوڑے کی جانب بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اُسے اٹھاتا اُس نے لوکی کو دیکھنے کے لئے اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں جو' وہاں نہیں تھا۔اس سے پہلے کہ تھور کچھ کہتا'بلدر بولنے لگا:

'' اس وقت اگر تم انتقام کا مطالبہ کرو گی تب ہم بھی بدلے کا مطالبہ کریں گے اور پھر تم دوبارہ انتقام چاہو گی اور ہم بھی بدلہ لینا چاہیں گے اور ----- یہ سلسلہ ہمیں کہیں بھی تو نہیں چھوڑے گا۔ صلح و تصفیہ' تنازعے اور جھگڑے سے بہتر ہے۔''

''تم نے تو میرے ہی منہ کے الفاظ چھین لئے ہیں۔'' سکاڈی بولی۔ ''یہی وجہ ہے کہ میں خود یہاںآئی ہوں۔دیو اپنے دل سے پر امن ہیں اور وہ رہنا بھی پرامن ہی چاہتے ہیں۔اور اسی بات کے لئے کہ ''دیوتاؤں'' اور'' دیووں'' کے درمیان ہمیشہ امن رہے اُس کا باپ ' تھیازی ' جو کہ رنڈوا تھا (کیونکہ اس کی ماں مر چکی ہوئی تھی) وہ ایک دیوی کے ساتھ شادی کرنے کا خواہشمند تھا ----- ''

دیوتاؤں کی ایک دوسرے کے ساتھ کانا پھوسی کی وجہ سے سکاڈی اپنی بات جاری نہ رکھ سکی لیکن ایک تھوڑے سے توقف کے بعد وہ پورے زور سے بلند آواز یوں بولی ----- اور ' اس کی آواز ایک ''دیو مرد'' کی سی آواز تھی۔

''----- لیکن اِدّون دیوی کو بڑے شرمناک طور پر '' دیووں کے ملک'' سے اغوا کر لیا گیا تاہم اب میں خود کسی ایک دیوتا کو اپنا خاوند بنانے پر تیار ہوں۔''

دیوتاؤں نے اب اونچی آوازوں میں کھسر پھسر شروع کر دی تھی اور تھور تو بالکل ہی چلّا پڑا۔لیکن سکاڈی اُس سے بھی اونچی آواز میں چلّائی:

'' اگر تم اس تجویز پر متفق نہیں ہو توپھر ہم '' بدلے'' کا مطالبہ کریں گے اور یوںدیووں کی ایک فوج تیار کرونگی۔''

دیوتانیوں میں سے بھی اتنی مردانگی کا مظاہرہ کبھی کسی نے نہیں کیا تھا۔اور جنگ کا دیوتا تھور' جو ابھی تک' دیوتانیوں میں سے اپنے لئے ''شریکِ جنگ کی حیثیت میں'' بیوی تلاش کرنے میں ناکام رہا تھا' اُس نے سکاڈی کو بڑی عزت بھری نگاہ سے دیکھا۔ بلدرنے اسے محسوس کر لیا تھا۔وہ پھربولا کہ لڑائی جھگڑے سے صلح و صفائی ہی بہتر ہوتی ہے۔اس نے پوچھا کہ اگر ان میں کوئی ایسا غیر شادی شدہ تھا جو'' دیوتاؤں ''اور'' دیووں'' کے درمیان' امن کی علامت کے طور پر' سکاڈی کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہو۔اس کے ساتھ ہی اُس نے بڑی گہری نگاہ سے تھور کو دیکھا۔جو سکاڈی پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

اس میں اب کوئی شک نہیں تھا کہ بلدر ہی دیوتاؤں میں سب سے خوبصورت تھا اوراپنی غیر جانبداری میں ''جانبدار'' بھی نہیں تھا۔ سکاڈی' جو پہلی بار دیوتاؤں کے درمیان تھی' اس نے اتنا خوبصورت دیوتا پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا' اُس نے کہا کہ وہ بلدرسے شادی کرنے کی خواہش رکھتی ہے۔

بلدر اس پر بالکل پیلا پڑ گیا اور پہلے سے بھی زیادہ انصاف اور تہذیب و شائستگی کا مجسمہ

دکھائی دینے لگا تھا ----- سکاڈی اور زیادہ فریب کھا رہی تھی۔ تھور منہ بھر کر ہنس رہا تھا لیکن کوئی اُس سے بھی اونچی آواز میں ہنس رہا تھا' یہ لوکی تھا۔ جو نجانے کہاں سے اچانک در آیا تھا۔ تھور کی ہنسی فوراً رک گئی تھی اور وہ جاننا چاہتا تھا کہ لوکی نے اس ''عیاری و چالاکی'' پر اُن کے ساتھ کیا لین دین کیا تھا۔ بلدر بھی فوراً ہی تھور کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے' لوکی سے اس سوال پر جواب طلب کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اِس گورکھ دھندے سے نکل سکے جس میں وہ پھنس گیا تھا۔ لیکن لوکی تو اُن کی بات سننا ہی نہیں چاہتا تھا۔ ''میں ایک اچھا کھیل جانتا ہوں''۔ وہ بولا۔ ''تمام اَن بیاہے' دیوتا اپنے اپنے جوتے اور فوجی بوٹ اتاریں اور اپنی اپنی رضائی میں یوں گھس جائیں کہ صرف اُن کے ننگے پاؤں باہر دکھائی دیتے رہیں۔'' بے شک یہ پاؤں ہی تھے ----- جو ہمیشہ زمین پر ہی ہوتے تھے جبکہ سروں میں تو ہر وقت بیوقوفانہ خیالات ہی بھرے رہتے تھے۔ لہٰذا اب سکاڈی کو ایک دیوتا کے پاؤوں سے اس کی قابلیت کا اندازہ لگانا اور اُسے اپنے لئے منتخب کرنا تھا۔

اوڈین اگر وہاں ہوتا تو وہ اس کھیل کے کھیلے جانے کی کسی بھی صورت اجازت ہی نہ دیتا لیکن وہ تو اوپر '' برج'' میں بیٹھا دنیا بھر کی صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا۔ فریگ' جو بیاہ شادیوں کی دیوی تھی بولی کہ اَن بیاہے دیوتا تو کافی تعداد میں تھے----- اور ' دیویاں! اس نے غصیلی آنکھوں سے فریجا کی جانب دیکھا۔ لیکن فریجا فریگ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی:

'' محبت کے بغیر دیوتاؤں کے لئے شادی بے معنی ہے اور دیویوں کے لئے بھی۔ اور وہ پاؤوں جو سکاڈی اپنے لئے چنے گی اگر انہوں نے اُسے انکار کر دیا تو پھر اُسے اپنے جنگی مطالبات واپس لینے ہونگے اور دوسرے بھی۔''

دیوتاؤں نے اسے ایک منصفانہ بات قرار دے دیا اور تعجب کی بات تھی کہ سکاڈی نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ بلدر کو بڑی آسانی کے ساتھ اس کے پاؤوں سے پا لے گی اور وہ جو اپنے آپ میں اتنا دوست قسم کا دکھائی دیتا تھا وہ انکار کر دے گا ----- یہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ لوکی بڑی چالاکی سے پہلے ہی رضائیاں اُٹھا لایا تھا۔ اور ----- جب سکاڈی کی آنکھوں پر پٹی باندھی جا رہی تھی' بلدر ' تیر' فرییر ' نجورڈ اور لوکی سب اپنے اپنے سروں پر رضائیاں اوڑھ چکے تھے اور پھر جب----- سکاڈی کی آنکھوں سے پٹی اتاری گئی تو اس نے دیوتاؤں کے پنجوں کو بڑے غور سے دیکھا اور وقت صرف کئے بغیر استقلال و جوانمردی سے بلدر کے بڑے پنجے کو گرفت میں لے لیا۔

لیکن یہ بلدر تھا نہیں! جب رضائیاں ہٹائی گئیں تو ظاہر یہ ہوا کہ بڑا پنجہ تو نجورڈ ' سمندر کے دیوتا کا تھا۔ جو کہ تب سے اکیلا رہ رہا تھا جب سے وہ دیوتا بنایا گیا تھا۔ وہ ابھی تک دیوتا کی ہی مانند جوان اور خوبصورت بھی تھا اگرچہ بلدر کی طرح کا نہیں تھا۔ بلدر اعانت کر چکا تھا اور نجورڈ اسے چاپلوسی سمجھ رہا تھا کہ اس کے پیروں کو سب سے خوبصورت تصور کیا جا رہا تھا؛ اُسے خیال آیا کہ سکاڈی ایک دلیر نوجوان دیوتی تھی اور اسکی پسند کا معیار بھی بلند تھا۔ سکاڈی کو اگر کوئی مایوسی ہوئی بھی ہو تو بھی اُس نے اِس کو ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔ اب وہ بالآخر ایک قسم کی ''دیوتانی'' تو ہوگی اور ساتھ ہی محبت کے دیوتا کی سوتیلی ماں بھی! فرییر اور فریجا' دونوں نے اپنے بوڑھے باپ اور نئی ماں کو گلے سے لگایا۔ اور یہ شادی ''دیوتاؤں'' اور ''دیووں'' کے درمیان '' امن کی تقریب'' کے طور پر منائی گئی ' ہاں ایسا تھا کہ اس میں خود سکاڈی کے علاوہ دوسرے دیووں میں سے کوئی بھی شامل نہیں تھا ----- ایسا خطرناک بھی تو ہو سکتا تھا۔

یہ ایک ناکام شادی تھی۔ نجورڈ اور سکاڈی ایک دوسرے سے بہت ہی مختلف تھے اور ان کی عادتیں بھی ایک دوسرے سے بڑی مختلف تھیں۔ نجورڈ' سمندر کے ساتھ اپنے'' پتھریلے ہال 'نوآٹن'' میں رہنے کا عادی تھا ----- اور سکاڈی بڑے جنگلوں میں رہنے کی۔ وہ دونوں بڑے ناخوش تھے جب کہ دوسرے بہت ہی زیادہ خوش۔ نجورڈ' بھیڑیوں کا واویلا اور پکار نہیں سن سکتا تھا اور سکاڈی

سمندری مرغابیوں کی چیخ و پکار برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ایک وقت تک تو وہ دونوں کسی نہ کسی طرح کبھی ایک تو کبھی دوسری جگہ پر رہتے رہے ' پہلے جنگل میں اور پھر سمندر کے کنارے ' لیکن پھر وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر الگ الگ رہنے لگے; اگرچہ وہ اب بھی آپس میں ملتے تھے ----- خاص کر جب دیوتا ضیافتیں دیتے تھے۔نجورڈ ''اُٹگارڈ'' میں کبھی دیووں کے پاس ملنے نہیں گیا تھا۔وہ جگہ کسی دیوتا کے لئے تھی ہی نہیں۔

بھیڑیا اور ناگ !

فنریر بھیڑیا اور مڈگارڈ ناگ' دونوں اتنے عجیب الجثۃ 'ایسے مافوق الفطرت تھے کہ بس وہی تھے۔لیکن شروع میں وہ چھوٹے ہی تھے۔اور یہی وجہ تھی کہ دیوتا اس بات کا فوراً اندازہ نہ لگا سکے کہ وہ کتنا بڑا خطرہ تھے۔انھیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ آئے کہاں سے تھے----- بس اچانک وہ وہاں ''اسگارڈ'' میں درختوں کے جھنڈ میں تھے۔یہ تیر تھا جس نے انھیں دریافت کیا تھا' اکٹھے کھیلتے ہوئے۔اپنی مضبوط و سخت ٹانگوں پر کھڑا' بھیڑیئے کا بچہ بڑے بے ڈھنگے پن سے ناگ پر جھپٹ رہا تھا' جو اپنی دُم کے بل کھڑا تھا---- ناگ اپنے آپ میں ایک ''دم'' ہی تو تھا۔وہ پھنکارتے ہوئے' بھیڑیئے پر اپنی چھوٹی سی زبان سے آگ کے تیر برسا رہا تھا۔تیر جو کہ اکثر و بیشتر اکیلا ہوتا تھا اور ''ترش رو'' دیوتا تھا اسے یہ عجیب و غریب جانور بڑے دلچسپ لگے; دوسرے دیوتا بھی اس کے ساتھ آن ملے اور انھوں نے بھی بڑی دلچسپی کا اظہار کیا اور خوب قہقہے لگائے۔لوکی بولا۔

''ہاں' بچے تو ہمیشہ ہی پیارے ہوتے ہیں!''

بلدر جو کبھی نہیں ہنسا تھا' اور سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا:

''لیکن وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پیارے نہیں رہ سکتے۔'' وہ بولا۔

اُس نے مکمل طور پر سوچ لیا تھا کہ وہ کوئی'' معمولی'' بھیڑیئے کا بچہ نہیں تھا۔اور نہ ہی وہ دوسرا کوئی ''عام ناگ بچہ'' تھا۔ناگ کا رنگ بھورا زرد' بھیڑیئے کی مانند تھا اور بھیڑیئے کا رنگ ناگ کی طرح زرد بھوری باریک لائینوں والا۔اور وہ دونوں ٹکٹکی باندھے یوں شوق سے دیکھتے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چمک اُٹھتیں۔اب تھور بھی بے اطمینانی محسوس کرنے لگا تھا۔

'' یہ شاید ''دیوزاد'' ہیں۔'' وہ بولا۔اس نے تیزی سے اپنا ہاتھ اپنے ہتھوڑے کی جانب بڑھایا۔'' میں انہیں کچل دوں گا!''

''نہیں' یہ افسوسناک ہوگا!'' فریجا بولی۔

تیر' جس نے ان جانوروں کو سب سے پہلے دیکھا تھا اس کا خیال تھا کہ وہی ان کے بارے میں دوسروں سے زیادہ جانکاری رکھتا تھا۔

'' دیوزاد یہاں ''اسگارڈ'' کے عین وسط میں کہاں سے آ سکتے ہیں؟'' اُس نے کہا۔

بلدر نے لوکی کی جانب دیکھا اور دوسروں نے بھی ایسا ہی کیا۔ لوکی نے کسی پر بھی نگاہ نہیں ڈالی تھی۔ دوسروں کو نہ دیکھنے کا لوکی کا اپنا ہی ایک انداز تھا۔

''----- اور اگر یہ ''دیووں کے بچے'' بھی ہیں تو بھی اب یہ ہمارے ہیں۔'' تیر نے اپنی بات جاری رکھی۔ '' اور اگر یہ بڑے جوان ہو گئے اور خطرناک بھی بن گئے تو یہ خطرہ ''دیووں'' کے لئے ہی ہو گا۔ ہمیں انھیں مناسب طریقے سے تربیت دینی چاہیئے۔''

''ہاہاہا!'' لوکی ہنسا۔'' دیوتاؤں کے خفیہ ہتھیار!''

اسی لمحے' اڈین بھی اپنے قلعے کے ''برج'' سے نیچے اتر آیا تھا اور اُن کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

'' اگر تم شیطان سے ملو تو اس کو بخوبی جاننے میں کوئی کسر نہ چھوڑو اور اپنے دشمنوں کو کبھی فضا میں آزاد نہ رہنے دو!'' وہ بولا۔

یہ دانشمندانہ الفاظ بولتے ہوئے اُس نے اپنی چھاتی پھلائی۔ چھوٹے دیوتا نہیں جانتے

تھے کہ بڑوں کی باتوں میں مداخلت کریں تو کیسے اور کبھی کبھار اگر وہ کوئی سوال پوچھ بھی لیتے تو اڈین کا عموماً ایک ہی جواب ہوتا تھا:

'' ایک عقلمند آدمی اپنے سوال کا جواب خود ہی تلاش کر سکتا ہے اور اگر وہ اپنے سوال کا خود ہی جواب نہ دے سکے تو وہ عقلمند نہیں کہلا سکتا۔''

بلدر اور تھور نے سوچا کہ اڈین' کے خیال میں دونوں جانور بدخصال پاپی قسم کی خاص مخلوق تھے اور ان کے ساتھ اسی لحاظ سے سلوک کیا جانا چاہیئے تھا۔ تیر کا خیال تھا کہ اُنھیں دشمن کے خلاف استعمال کیا جانا چاہیئے۔

'' ہمیں انتظار کرنا اور دیکھنا چاہیئے کہ یہ کتنے بڑے ہو سکتے ہیں۔'' وہ بولا۔

''----- تو پھر یہ ذمہ داری اب تمھیں اٹھانی ہو گی۔'' تھور بولا۔ '' تم اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ ان کی تربیت میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔''

تیر نے اُن جانوروں کی تربیت کے لئے فوری بندوبست کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے بھیڑیئے کے بچے کو ''فنریر'' نام سے پکارنا شروع کیا اور کچھ ہی وقت میں بھیڑیا بچہ سمجھ گیا کہ اس کا کیا نام ہے۔ اسے جب بھی اس نام سے پکارا جاتا وہ فوراً آ جاتا۔ اور ایسا وہ ہر وقت کرتا تھا۔ جہاں کہیں تیر' فنریر' فنریر' فنریر کا آوازہ لگاتے ہوئے' ادھر آؤ' درندے کے بچے! ادھر آؤ! پکارتا' اُدھر بھیڑیئے کی آواز سنائی دینے لگتی۔ پہلے پہل یہ بڑی دھیمی آواز ہوتی تھی لیکن جوں جوں دن گزرتے جا رہے تھے اس کی آواز بھاری سے بھاری تر چیخ میں بدلتی جا رہی تھی۔ جو کانوں میں بہت ہی کرخت سنائی دیتی تھی۔

ناگ کے ساتھ اِس سے بھی بڑا مسئلہ تھا۔ تیر نے اُس کا نام ''یرمنڈ گنڈ'' رکھا تھا لیکن جب بھی اسے اس نام سے پکارا جاتا وہ کبھی کوئی جواب ہی نہ دیتا لیکن اس میں شاید حیرانگی کی بھی کوئی بات نہیں تھی کیونکہ وہ تو ہر وقت یہاں وہاں' جہاں وہ خوش رہ سکتا تھا' وہاں رینگتا پھرتا رہتا تھا اور پھر اس کا بل تک سراغ لگانا مشکل ہو جاتا تھا۔ تاہم اب یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں رہا تھا۔ وہ اب اتنا بڑا ہو گیا تھا کہ وہ خود کو اب چھپا نہیں سکتا تھا۔ اب وہ ہر ہفتے' پہلے ہفتے کے مقابلے میں دوگنا زیادہ لمبا اور ہوتا جاتا تھا۔ پہلے چند ہفتے تو اسے کوئی خاص توجہ نہ دی گئی لیکن پھر یہ سب کی نظروں میں

آ گیا۔اور پھر ایک دن ناگ ' خود کی گھسیٹتا' رینگتا' اِڈون کے سیب کے درخت والے باغیچے میں جا نکلا اور خود کو اُس کے سیب کے درخت کے ارد گرد لپیٹ لیا۔اِڈون نے جب یہ دیکھا تو وہ بولی کہ جب تک وہ اِس ناگ سے چھٹکارا حاصل نہیں کر لیتے وہ کوئی اور کام کرے گی ---- اس ناگ کا تو سانس تک زہریلا ہے اور ہر کوئی اس کی بو سونگھ سکتا ہے۔اِڈون کا سانس پھولا ہوا تھا۔اور وہ کسی سے یہ وعدہ بھی نہیں کر سکتی تھی کہ اب اُس کے سیب متاثر ہونے سے محفوظ تھے۔

''میں اس دیو کے بچے کی کھوپڑی کچل دونگا!'' تھور بولا۔

''تم اس ناگ کے ساتھ جو چاہو سو کرو' ویسے بھی تو یہ سر کش اور بے لگام ہے۔'' تیر بولا۔ یہ تو اپنا نام تک نہیں جانتا۔ لیکن تمھیں' فنریر کو ہاتھ بھی نہیں لگانا ہے اور نہ ہی اُس کے کاموں میں مداخلت کرنی ہوگی۔ وہ وہی کرتا ہے جس کے لئے اُسے کہا جاتا ہے اور پھر اب تو میں نے اُسے بولنا بھی سکھا دیا ہے۔اور اگر وہ بڑا ہو کر نا قابلِ قابو ہو گیا تو میں خود اُس کو راہ پر لے آؤنگا۔''

''میں اس ناگ کی کھوپڑی کچل دونگا!'' تھور بولا۔ لیکن لوکی بولا کہ ناگ کی کھوپڑی تو ہوتی ہی نہیں' وہ تو بس ایک سا ملائم ہوتا ہے' ملائم! ---- اور تھور نے اگر اس پر اپنا ہتھوڑا چلایا تو ہو سکتا ہے وہ اُس میں ایسے گھس جائے کہ تھور اسے باہر ہی نہ نکال سکے۔اور پھر ناگ تو زہر سے بھرا ہوا تھا جو ہتھوڑے کی ضرب پڑنے سے ہر طرف بکھر اور پھیل سکتا تھا۔اور اگر'' مقدس اسگارڈ'' کو خون خرابے اور زہر کے پھیلنے سے محفوظ رکھنا ہے تو پھر اس ناگ کو سمندر میں ڈبو دینا ہی سب کے لئے بہتر ہے۔'' اڈّین نے اس تجویز کی منظوری میں اپنی گردن کو نیچے اوپر ہلایا اور پھر تھور ناگ کو باہر ہانکنے لگا تھا۔ان میں وہی تھا جو اُس کو اُٹھا سکتا تھا۔اس نے ناگ کو اٹھانے کے لئے آہنی دستانے پہن لئے تھے تا کہ ''ملائم'' ناگ کے جسم پر وہ مضبوط گرفت رکھ سکے۔ ناگ نے اپنے آپ کو تھور کے گرد لپیٹ لیا تھا جس سے وہ گھبراہٹ محسوس کر رہا تھا ---- گھبراہٹ یا حیرانی' یا پھر دونوں باتیں ایک ساتھ ! وہ ناگ کو اُٹھائے' سمندر کے کنارے دور ایک ایسی پہاڑی کی چوٹی پر جا چڑھا جہاں تہہ میں سمندر نیاسگارڈ کا ساحل بہا دیا ہوا تھا۔ سارے راستے میں اُس نے ناگ کے زہریلے جبڑے کو اپنی آہنی گرفت سے دبائے رکھا اور اس پر غراتے ہوئے بڑے طیش میں جوش کھاتا رہا! ----- اور اُن اجڈ بہادر دیوتاؤں پر بھی جنھوں نے ناگ کو خود اپنی ہی چھاتی پر پالا تھا۔

اسگارڈ میں ''مقدس جھنڈ'' میں تیر ابھی تک اپنے فنریر کے ساتھ اچھل کود اور بھاگ دوڑ رہا تھا۔'' اس طرح یہ ''رکھوالی کرنے والا ایک بہتر کتا'' بن سکتا ہے۔'' وہ بولا۔ بلدر نے اپنا سر ہلایا اور لوکی ہنس رہا تھا۔

دیو ہیکل دیوار

دیوتاؤں کے کاروبار کا یہ معمول تھا کہ وہ مڈگارڈ کے سفر پر جایا کرتے اور جب بھی ضروری ہوتا انسانوں کے معاملات میں مداخلت کیا کرتے۔ دیوتا' یقیناً انسانوں کی دعائیں سنا کرتے تھے لیکن وہ اُن سب کو پورا بھی تو نہیں کر سکتے تھے۔اور پھر سبھی قسم کے مختلف لوگ بھی تو ایک ہی چیز کے لئے دعائیں نہیں کرتے تھے۔ جنگ کے دنوں میں' دونوں فریق فتح کے لئے دعا کرتے تھے۔ جنگ سے پہلے وہ اکثر و بیشتر' اڈّین جو کہ سربراہ اور مطلق دیوتا تھا اُس کے حضور قربانیاں چڑھاتے تھے۔ایک وقت تھا جب اڈّین خود اپنی آٹھ گھوڑوں والی بگھی پر سوار ہو کر میدانِ جنگ میں جایا کرتا تھا اور دونوں طرف کے لئے اپنا دل کھول دیا کرتا تھا۔ لیکن اب حالیہ دنوں میں اسے ایسے سفر پر جانے کی کوئی خواہش نہیں رہی تھی۔اُس نے محسوس کر لیا تھا

کہ وہ جو جنگ میں ہار جاتے تھے اُن کا اُس پر سے اپنا ایمان واعتماد بھی اُٹھ جاتا تھا اور وہ اُس کی بجائے تھور کو اپنی قربانیاں بھینٹ کرنے لگتے تھے۔ اب جب کبھی دو فوجیں ایک دوسری کے خلاف جنگ لڑ رہی ہوتیں تو بیشتر تھا کہ وہ ان کی نسبت انسانوں پر کچھ قدرے زیادہ مہربان تھی۔ اور خود وہ جب کبھی ''ہلڈ سکیالف...... برج'' کا رخ کرتا وہ جان

بوجھ کر اپنی نظریں موڑ لیتا اور کبھی یہ نہ دیکھتا کہ فریجا زمین پر کیا کر رہی ہوتی تھی۔

اڈین اب پریشان اور خائف تھا کہ اُس نے فریجا کو '' اسگارڈ'' سے باہر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ اس کی پریشانی بے وجہ نہیں تھی۔ پچھلی بار جب وہ ایک خطرناک مہم پر تھا تو ''ہرونگیز'' نام کے ایک دیو نے اسے روکا اور اُس سے پوچھا تھا کہ یہ کس قسم کا عجیب الخلوق گھوڑا تھا جس پر وہ سواری کر رہا تھا---- اگر اسے سرپٹ دوڑائے جانے کی کبھی کوشش کی جائے تو یہ یقیناً اپنی آٹھوں ٹانگوں پر ٹھوکر کھائے گا۔ اب ''ہرونگیز'' کا اپنا گھوڑا ''سنہریمان'' بالکل ہی مختلف تھا: اِس کی بالکل ویسی ہی چار ٹانگیں تھیں جیسی کہ دوسرے گھوڑوں کی ہونی چاہئیں۔ اور وہ 'آٹھ ٹانگوں والے ''بھاڑے کے ٹٹو'' سے دوگنا زیادہ تیز بھی بھاگ سکتا تھا! یہ سراسر شیخی بگاڑنے کے مترادف دعویٰ تھا۔ اڈین نے ان ملحدانہ کلمات کا جواب دینے کی بجائے' اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اسے سمندر اور آسمان کے اوپر سرپٹ دوڑانے لگا۔ ہرونگنیر نے بھی اپنے سنہریمان پر اس کا پیچھا کیا اور اگرچہ وہ اڈین کی گبھی تک نہ پہنچ سکا لیکن دیو کے گھوڑے کو روکا نہیں جاسکتا تھا----- یہاں تک کہ '' اسگارڈ'' کے بڑے دروازے کا چوکیدار بھی ایسا نہ کر سکا۔ اب جب ہرونگیز بڑے دروازے سے اندر داخل ہو ہی چکا تھا ''ایزروں'' نے اس کے ساتھ نہ صرف دوستانہ رویہ اپنانا چاہا بلکہ اس کے اظہار کے لئے شراب بھی اُڑائی۔ لیکن اُس کے لئے دیوتاؤں کی شراب بہت ہی زیادہ نشے والی تھی اور جب وہ منہ بھر بھر کر شراب پی چکا تو اس کے منہ سے بڑے بڑے الفاظ نکلنے لگے: ''میں پورے ''والہالا'' پر قبضہ کر لونگا اور اسے ''اُٹگارڈ'' میں منتقل کر دونگا۔ میں ''اسگارڈ'' کو زمین بوس کر دونگا اور تمام دیوتاؤں کو مار دونگا---- میں ''فریجا'' کو اُٹھا کر اپنے ساتھ لے جاؤنگا کیونکہ وہ بہت ہی خوبصورت ہے۔''

خوش قسمتی سے تھور گھر پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنا ہتھوڑا بلند کیا ہی تھا کہ ہرونگنیر چلایا' دیو کسی غیر مسلح آدمی پر ہتھیار اُٹھانا سوچ بھی نہیں سکتے لیکن اُن جیسے گنوار پنے کا مظاہرہ شاید تھور ہی کر سکتا ہے اور اگر تھور واقعی میں ایسی جرأت کرتا ہے تو پھر وہ بھی'' مقابلے کی ایماندارانہ لڑائی'' کے لئے تیار تھا۔ لیکن جونہی اس کا نشہ کم ہوا اور وہ اپنے آپ میں آگیا تو اس نے اپنے کہے پر معذرت کی' کیونکہ جب دیو نے' تھور کو دیکھا تو اس پر ایسی دہشت چھائی کہ اُسکی ٹانگیں کانپنے لگیں پھر: تھور نے جب اپنا ہتھوڑا پھینکا تو وہ دھڑام سے نیچے گر گیا۔ اور بس یہی کچھ تھا جو ہوا تھا۔ اڈین نے سوچا کہ دیو کے منہ سے جو الفاظ نکلے تھے وہ دراصل اُس کے پتھر دل کی آواز تھے---- دراصل یہ دیو کا منحوس منصوبہ تھا جو اس نے اتفاقاً ظاہر کر دیا تھا! اب یہ ممکن ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ فریجا کو ''اسگارڈ'' سے باہر جانے دیا جائے; انھیں' دیووں کے حملے کے خلاف'' اسگارڈ'' کے تحفظ ودفاع کو مضبوط بنانا ہوگا۔

خوش قسمتی ساتھ دے رہی تھی کہ پتھروں کے ماہر ایک کاریگر ایک ''راج'' نے سارے '' اسگارڈ'' کے اردگرد ایک دیوار تعمیر کرنے اور اسے تین سال میں پورا کرنے کی پیش کش کر دی: دیوار مضبوط ترین اور ایسی ہوگی کہ اس میں سے گذر ممکن ہی نہیں ہوگا---- اور جہاں کہیں پہاڑیوں میں ''پوشیدہ درے'' تھے وہاں وہاں سے یہ خاص بلند ہوگی۔ اسگارڈ بہت ہی بڑے رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ طول و عرض میں اسکی لمبائی و چوڑائی بلندی و نشیبی اور مرتفعائی محل وقوع! دیوتاؤں نے کبھی یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ اس کے اردگرد کوئی دیوار بھی بنائیں گے۔ انھوں نے تو صرف لکڑی کی ایک باڑ لگا رکھی تھی۔ لیکن جب ہرونگیز دیو اپنے گھوڑے پر سوار سیدھا'' اسگارڈ'' میں آگھسا تھا تب انھوں نے سوچا کہ صرف لکڑی کی باڑ پر اکتفا نا کرنا ناکافی اور غیر محفوظ تھا اور جس طرح ''راج'' نے مشورہ دیا تھا بالکل اسی طرح کی دیوار کا ہونا انتہائی سود مند اور ضروری تھا۔

''دیوزاد مسلسل پھیلتے رہتے ہیں۔'' تھور بولا۔

'' لیکن اس طرح کا بندوبست ہوتے ہوئے اور پھر بڑے دروازے پر فنزیر جیسے '' چوکیدار کتے'' کا پہرہ! ہم تمام دیووں کے خطرے سے محفوظ رہیں گے!!'' تیر بولا۔

یہاں تک کہ خود ہیمدل' جو اُس روز کونسل کے اجلاس میں موجود تھا اس نے بھی یہی خیال ظاہر کیا کہ ایسی دیوار' نگرانی و چوکیداری کرنا آسان بنادے گی۔ لیکن بلدر بولا:

''تم سب یوں باتیں کر رہے ہو جیسے دیو ہم پر ابھی کسی وقت حملہ کرنے والے ہیں' لیکن یہ ہم ہیں-----اور خاص کر----- ' تم' تھور! ----- جو اُن پر حملہ کر رہے ہو۔ کیا دیوتا' دیووں سے زیادہ طاقتور نہیں ہیں؟''

''لیکن دیووں کی تعداد کے مقابلے میں ہم کم ہیں۔'' تھور بولا۔ '' اور وہ ہر قسم کے فریب و شعبدہ بازی پر بھی اترے ہوئے ہیں۔''

'' -----اور شاید یہ بھی شعبدہ بازی اور کوئی کرتب ہی ہے کہ ایک آدمی ایسی کوئی دیوار تعمیر کر سکتا ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو وہ کوئی آدمی نہیں بلکہ ایک دیو ہے۔''

''ایک عام آدمی تو بھلے کیا ہو کسی بھی قیمت پر' ایسی دیوار قیمت کے بغیر تعمیر کر کے دینے کی پیشکش نہیں کر سکتا۔'' لوکی نے لقمہ دیا۔ اس میں ضرور کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہو گی۔''

تب انھوں نے ''راج'' سے پوچھا کہ وہ دیوار تعمیر کرنے کے لئے کیا چاہتا ہے۔ راج بولا کہ وہ صرف فریجا کو اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔ اس پر دیوتا دل کھول کر ہنسے۔

'' ایک خالص اور اصل انسانی خواہش!'' لوکی بولا۔ وہ سب سے اونچا ہنس رہا تھا۔

'' یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان' فریجا کو کتنا چاہتے ہیں۔ تم بھی تو انھیں چاہتی ہو نا! ----- کیوں فریجا؟ راج اگر ایسی انسانی خواہش رکھتا ہے تو یقیناً پھر وہ دیو نہیں تھا۔''

'' ابھی ہمارے ہاں ایسی ہی خواہش رکھنے والا ایک دیو تھا۔'' فریجا بڑے غصے میں بولی۔

'' -----ہاں' لیکن کون ہے جو فریجا سے محبت نہیں کرتا اور ہے کوئی ایسا جسے فریجا محبت نہیں کرتی؟''

''تم نہیں!'' فریجا چلائی۔ اس کی آنکھیں سنہری آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

'' تو مطلب یہ ہوا کہ تم میرے بغیر رہ سکتی ہو' لیکن کیا رہ سکتی ہو!'' لوکی نے اسے طعنہ دیا۔ '' تو پھر تم ''مڈگارڈ'' ہی میں کیوں نہیں چلی جاتیں یہاں سے اپنے راج کے ساتھ؟ آخر تم تو پہلے ہی اپنا بیشتر وقت وہاں ہی صرف کرتی ہو!''

فریجا کے چہرے کی لالی بھڑک اٹھی اور اس کی جھائیاں چنگاریاں دینے لگیں تھیں:

''محبت کی دیوی صرف کسی ایک آدمی سے تعلق نہیں رکھ سکتی۔''

'' ہاں' ہر ایک سے!'' لوکی بولا۔

'' محبت کی دیوی کا شادی شدہ ہونا لازمی ہے۔'' فریگ بھی خاموش نہ رہ سکی۔

اگرچہ فریگ بلدر کی ماں تھی لیکن اُس کے لئے اب یہ سب کچھ بہت زیادہ تھا۔

'' اَبے تم دیوتاؤ!' وہ چیخا' کیا تم سنجیدگی کے ساتھ ----فریجا کو کسی سے بدلنے کا سوچ رہے ہو؟''

'' کسی بھی لحاظ سے نہیں!'' لوکی بولا۔ ''بہر حال کتنا اچھوتا خیال ہے۔ اتفاقاً' تم ایسی سخت شرائط بھی تو رکھ سکتے تھے کہ انھیں پورا کرنا ممکن ہی نہ ہوتا۔''

فریجا اور فریر' نجورڈ اور بلدر کے خیال میں اب ایسی کوئی بات نہیں تھی جس پر بحث کی جا سکتی تھی لیکن دوسرے دیوتا ابھی تک بحث جاری رکھنا چاہتے تھے۔ صرف اڈین ابھی تک خاموش تھا۔ لوکی بولا:

''اسے یہ شرط پیش کرو کہ یہ دیوار اُسے خود اکیلے تعمیر کرنی ہوگی اور وہ بھی صرف ایک سال کے اندر اندر' بصورت دیگر بحث کے لئے کوئی دوسری بات ہی نہیں۔''

اور پھر دیوتاؤں نے راج کے آگے اپنی شرط رکھ دی۔ راج نے کہا کہ وہ اسے منظور کر لے گا بشرطیکہ اُسے اپنا'' افزائشِ نسل والا گھوڑا'' جس کا نام '' سوادلفاری'' تھا اسے پتھر ڈھونے کے لئے ستعمال کرنے کی اجازت دے دی جائے اور اگر اسے خود پتھر ڈھونے ہونگے تو دیوار کی تعمیر میں دو سال مزید لگیں گے۔

یہ جان کر کہ دیوتا اسے اب دیوار کے بدلے میں راج کے حوالے کرنے پر تیار ہو رہے ہیں' فریجا بہت بہت ہی پریشان اور بے چین ہو رہی تھی اور یہی حالت بلدر کی بھی تھی۔ وہ اس سال آپس میں اس بارے میں بہت زیادہ بات چیت اور سوچ بچار کرتے رہے۔

راج پوری تندہی سے اپنا کام کرنے لگا تھا اور وہ بڑی تیزی سے پیشرفت دکھا رہا تھا۔

وہ اور اس کا سوادلفاری یعنی '' اسپِ شہوتی'' دونوں اس طرح کام میں مشغول تھے کہ انھیں دیکھنے والے دنگ رہ جاتے تھے۔ ہر روز دیوار کی لمبائی میں کافی اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ جنگ کا دیوتا بڑے جوش وجذبے اور ولولے سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا اور دیوار اتنی بڑھتی جا رہی تھی کہ تھور بھی اسے ہلا نہیں سکتا تھا۔ دیوار کی تعمیر کا کام شروع ہوئے کچھ ہی دن ہوئے تھے اور پیشرفت کی یہ صورت حال دیکھ کر بلدر نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اب اُس نے کوششیں شروع کر دیں کہ دوسرے اس معاہدے کو کسی طرح توڑ دیں; دیوار مکمل ہو جانے کے بعد تو وہ معاہدے کو کسی بھی طرح توڑ نہیں سکتے تھے۔ سوال یہ تھا کہ اگر وہ اپنا معاہدہ توڑ دیتے تو کیا انسان دیوتاؤں پر یقین واعتقاد قائم رکھنے کے قابل رہتے؟

''یہ آدمی نہیں ہے۔'' تیر بولا۔'' انسان تو اس طرح سے دیو کی قوت قبضے میں نہیں رکھتے۔''

'''اگر یہ دیو ہے تو پھر یہ ایک بیہودہ شعبدہ ہے اور ہم اپنے معاہدے پر قائم رہنے کے پابند نہیں ہیں۔'' تھور بولا۔

'' پھر تو دیو بھی ہمارے ساتھ کسی قسم کے معاہدے کے پابند نہیں رہیں گے۔'' بلدر بولا۔

'' ----- بہر حال' وہ پہلے بھی تو ایسا نہیں کرتے۔'' تھور بولا۔

اب سال تقریباً پورا ہونے کو تھا اور دیوار بھی مکمل ہونے ہی والی تھی۔ فریجا آہ و زاری کرتی اور روتی ہوئی شکایت کرتی رہی کہ کم و بیش سبھی دیوتاؤں نے اس کی بے عزتی کی ہے اور اگر وہ چاہتے تو اس صورت حال کو اپنے طریقے سے بھی طے کر سکتے تھے----- اب اسے ''راج'' کے ساتھ مڈگارڈ میں جانا ہی ہوگا اور وہ دوبارہ کبھی بھی اسگارڈ میں اپنے قدم نہیں رکھے گی۔

اس سب کچھ کے دوران جنگ کے دیوتا کی کچھ اپنی ہی سوچ تھی۔ انھوں نے اپنی کونسل کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا۔ اس مرتبہ انھوں نے تمام صورت حال کے لئے لوکی کو موردِ الزام ٹھہرایا: یہ وہی تھا جس نے انھیں راج کے ساتھ مذاکرات کے لئے اکسایا اور آمادہ کیا تھا۔ اور اب وہی تھا جسے انھیں اس گند سے باہر بھی نکالنا تھا جس میں اُس نے انھیں دھکیل دیا ہوا تھا۔ یہ وہی تھا جس نے اڈون کو اُٹھایا تھا اور اب ----- وہی ہے جو انھیں فریجا کو اُٹھالے جانے میں مدد مہیا کرنے والا ہے۔ وہ لوکی کی شعبدہ بازی سے تنگ پڑ چکے تھے۔ اور اگر اب وہ دیووں کو اُن کے مکروہ ارادے میں ناکام کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو تھور اپنے ہتھوڑے سے اُس کی کھوپڑی کچل دے گا۔

'' ----- تو پھر میرے بغیر تم کیا کرو گے ؟'' لوکی نے پوچھا۔ اس کا انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اڈین نے بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا اور بولا کہ اہم ترین بات دیوتاؤں کا آپس میں متحد رہنا ہے۔''

اب جب' اسپ شہوتی'' سوادلفاری'' جناتی دیوار کی تعمیر کے لئے آخری پتھروں سے لدا آ رہا تھا' اچانک ایک مشکی چنچل گھوڑی نہ جانے کہاں سے اور کیسے اچھلتی ناچتی عین' اُس کے سامنے آن کھڑی ہوئی' اور وہ جو پچھلے کئی ماہ سے مسلسل صرف پتھر ہی پتھر ڈھو رہا تھا اسے یکدم کوئی نیا اور مختلف کام کرنے کا خیال آیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی پشت سے پتھروں کا بورا الٹ دیا اور مشکی چنچل گھوڑی کے پیچھے سرپٹ بھاگ کھڑا ہوا اور پھر کبھی واپس نہ لوٹا۔ اب سال گذرنے ہی والا تھا اور پھر; وقت گذر گیا۔ راج نے ایک دیو کے طیش و غضب میں باقی بچے ہوئے بھاری پتھروں کو دیوتاؤں پر اُٹھا پھینکا۔ اب دیوتاؤں نے دیکھا کہ وہ تو ایک دیو تھا' دغا باز' مکار فریبی!' اور پھر کسی قسم کی پرواہ کئے بغیر' تھور نے اپنا کارگر ہتھوڑا اُٹھایا اور پلک جھپکنے میں دیو کی کھوپڑی کچل کر رکھ دی۔

دیوتاؤں نے بہت ہی خوشی کا اظہار کیا----- اُن میں بیشتر تو بہت ہی زیادہ خوش تھے۔ فریجا' جس کے اس موقعہ پر بہت زیادہ خوش ہونے کی بہت زیادہ وجوہات تھیں اس کا پورا بدن کانپ رہا تھا۔ اور بلدر اپنا سر ہلا کر رہ گیا تھا۔ اگر دیوتا ہی اپنا معاہدہ توڑ دیں اور شعبدہ بازی سے ناطہ جوڑ لیں تو وہ بھی دیووں کے مقابلے میں کچھ کم اچھے نہیں ہو سکتے' اگرچہ اس بات کا اظہار کسی ایک نے بھی کھل کر نہیں کیا تھا لیکن وہ سبھی سمجھتے تھے کہ یہ کام لوکی ہی نے کیا ہے۔ اس نے خود کو ایک مشکی چنچل گھوڑی میں بدل کر' اپنے آپ کو ''سوادلفاری' ' جیسے '' اسپِ شہوتی'' کے عین سامنے پیش کرتے ہوئے اسے جماع کرنے پر اکسایا۔ بہت بعد میں بعض تو یہاں تک کہنے لگے کہ لوکی نے گھوڑے کے بچے کو جنم بھی دیا تھا۔

اب دیوار تو تعمیر ہو چکی تھی اور دیوتاؤں کے لئے یہ بہت ہی آسان تھا کہ وہ اس کا باقی ماندہ رہ گیا ہوا حصہ خود ہی مکمل کر لیں۔

'' ----- لیکن میرے بغیر تم کیا کرو گے ؟'' لوکی نے پوچھا۔

بلدر کے خواب

ایک رات' جب بلدر جاگا تو وہ ایک لمبے وقت تک کیلئے لیٹا ہی رہا' مردے کی طرح بے حس و حرکت بالکل خاموش' یہ تصور کرتے ہوئے کہ وہ منکروں کے لئے دوزخ' زیر زمین مردوں کی سلطنت میں تھا۔ موت کا خیال ایک ایسے دیوتا کے لئے جو صدیوں سے زندہ رہتا چلا آرہا تھا (کم از کم انسان یہی سمجھتے تھے) بہت ہی غیر قدرتی تھا۔ وہ نہ تو یہ یاد کر سکتا تھا کہ ہوا کیا تھا اور نہ ہی اسے بھول سکتا تھا۔ اس نے اسے بھلانے کی کوشش کی تو وہ اسے یاد آگیا اور پھر یاد آتے ہی اسی وقت وہ اسے بھول بھی گیا۔ اور عین اُسی لمحے وہ جان گیا کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ جو کچھ تھا اس نے خواب میں دیکھا تھا---- وہ اسگارڈ میں اپنے ''بریڈابلک'' نامی ہال میں تھا نہ کہ جہنم ہیں منحوس و بدنصیب روحوں کے ساتھ۔ لیکن وہ تھا بڑی گھبراہٹ کے عالم میں اور پھر پورا دن اس پر کم و بیش یہی کیفیت طاری رہی اور وہ ایک دیوتا کی حیثیت میں اپنی ذمہ داریاں بھی پوری کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

اُس روز اُس نے اپنے بھائیوں کو ایک نئی روشنی میں دیکھا۔ تھور اور تیر' دونوں کا نقطۂ نگاہ'

خود اُس کے اپنے خیالات سے مختلف تھا لیکن اس نے اُن کی نیک نیتی پر تو کبھی بھی شک نہیں کیا تھا۔ اب اُسے تھور پر غصہ آرہا تھا جو ہمیشہ ہی دیووں کو کچلنے کے لئے تیار رہتا تھا; تیر کے ساتھ' جو ہمیشہ منحوس' شرارتی بھیڑیئے کے ساتھ آوارہ گھومتا رہتا تھا; اور بیراگی کے ساتھ کہ جسے ہمیشہ گاتے رہنے کے سوا کوئی اور کام نہیں تھا اور جس نے عقلمندی کا کبھی ایک لفظ نہیں بولا تھا۔ صرف ہُد ہی تھا' جو کبھی کچھ بولا ہی نہیں تھا اور جسے دوسرے سبھی محض اس لئے نظرانداز کرتے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا تھا بلدر کو اس ہیں اپنے لئے اچانک پہلے سے کچھ زیادہ ہی دکھائی دیا۔ خواب نے اسے کچھ ایسا احساس دے دیا تھا جس نے اُسے چیزوں کو ایک الگ روشنی میں دیکھنے کے قابل کر دیا تھا۔ جب وہ لوکی سے ملا تو اُسے اس کیلئے کچھ ایسا احساس ہوا کہ اس سے پہلے اُس نے ایسا کبھی محسوس ہی نہیں کیا تھا---- تاہم اُسے یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ کیا تھا۔

اگلی رات بھی اُس نے وہی خواب دیکھا اور اُس کے بعد والی رات بھی وہی خواب تھا; اب یہ ایک ناپاک و منحوس خواب بن گیا تھا کیونکہ وہ اس سے اچھی طرح سے آشنا ہو چکا تھا۔ جہاں تک ایک خواب' خواب ہو سکتا ہے وہ بالکل حقیقی و معتبر تھا اور اب وہ باتیں جو خواب میں رونما ہوئی ہوں وہ کسی نہ کسی طرح حقیقت میں بھی تو ظہور پذیر ہو سکتی ہیں ---- اُن وقتوں میں ہر ایک کی یہی سوچ ہوا کرتی تھی اور یہی کچھ وہ کہا بھی کرتے تھے۔

چوتھی رات بلدر نے اپنے آپ کو بیدار رکھا۔ اسے ڈر تھا کہ وہ وہی خواب پھر دیکھے گا۔ لیکن پانچویں رات بھی اُس نے جب اپنے آپ کو بیدار رکھنے کی کوشش کی تو اُس کی انکھوں کے سامنے بصارت کا ڈھیر لگ گیا اور جب اُس نے اس پر اپنی آنکھیں موند لیں تو وہ پھر خواب کی رواں دلدل میں بہنے لگا۔ ہر صبح وہ خود کو پچھلی شام سے کمزور سمجھنے لگا۔ اور کچھ ہی دنوں بعد اُس پر اس کے آثار بھی دکھائی دینے لگے۔ اُس کی ماں فریگ کو بھی تشویش لاحق ہوئی اور اُس نے اس سے پوچھا کہ وہ اپنے سیب کھانا تو یاد ہی رکھتا ہو گا۔ اِدّون نے اُسے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ سیب دینے

شروع کر دیئے تھے' لیکن یہ تو اُسے صرف حقیقی زندگی ہی میں زندہ رکھ سکتے تھے---- اور اُسے خواب میں قتل ہونے سے تو نہیں روک سکتے تھے۔ ہد ہی وہ واحد دیوتا تھا جو بلدر میں ان تبدیلیوں کو دیکھ سکتا تھا اور بلدر نے بھی اسی پر اپنے خواب کا انکشاف کیا:

''ہم اسگارڈ میں مقدس درختوں کے جھنڈ میں برگد کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہر کوئی یوں خوشی و مسرت محسوس کر رہا ہے جیسے کوئی بہت بڑا خطرہ سر سے ٹل گیا ہو---- ایک ایسا خطرہ جو خاص طور پر میرے ہی لئے تھا۔ ہر ایک نے پہلے مجھے گلے لگایا اور پھر سب نے مسکراتے ہوئے مجھے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ لیکن پھر اچانک تھور نے مجھ پر کچھ پھینکنا شروع کر دیا اور پھر دوسروں نے بھی ایسا ہی کیا اور سب نے مجھ پر کچھ پھینکنا شروع کر دیا۔ پیارے بھیّا! تم ہی تھے جس نے مجھ پر کوئی بھی چیز نہیں پھینکی تھی۔ اور نہ ہی لوکی نے ایسا کیا تھا: وہ تمھارے ساتھ کھڑا تمھیں بتاتا جا رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ شروع میں تو یہ سب کچھ محض ہنسی مذاق اور دلگی کے لئے تھا اور تیر صرف اپنے بائیں ہاتھ سے پھینک رہا تھا---- اُس کا دایاں ہاتھ نہیں ہے---- فریر نے اپنی تلوار استعمال نہیں کی تھی۔ انھوں نے صرف پتھر' ڈنڈے اور کلہاڑیاں اور تیشے پھینکے' لیکن میں اِن سب سے خوفزدہ نہیں ہوں---- یہ تو ویسے ہی ہے جیسے میں جانتا ہوں کہ یہ تو صرف ایک خواب ہے۔ مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی ہر چیز سرسری سی دکھائی دیتی تھی اور پھر اُس کا رخ بھی مڑ جاتا تھا۔ اور پھر میرے باپ نے' کسی سے بھی روکا نہ جا سکنے والا اپنا نیزہ اُٹھایا اور میں نے اسے روک دیا اور' تھور نے' اپنے ہدف ہی پر نشانہ لگانے والے اپنے ہتھوڑے کو اُٹھایا اور وہ لگا ہی نہیں تھا۔ لیکن تھور بہت غصے میں محسوس ہو رہا تھا اور اس کا چہرہ لال و سرخ ہوتا جا رہا تھا اور اپنی قوت سے کھلبلی و افراتفری پھیلانے پر تیار نظر آ رہا تھا۔ اب انھوں نے سب کچھ' جو کچھ بھی تھا' مجھ پر پھینک دیا تھا: میرے ارد گرد کی فضا' نیزوں' کلہاڑوں' برچھیوں اور تلواروں وغیرہ سے بھاری ہو گئی تھی اور انھیں یہ سب کچھ بند کرانے کے لئے میں بڑے زور سے چلایا۔ اور اچانک میں نے اپنے سینے میں درد محسوس کیا---- میں گرا---- اور سوچنے لگا کہ میں دوزخ میں ہوں۔ میں یہ خواب ہر رات دیکھتا ہوں۔''

''اتنا بھیانک و خوفناک!'' ہد بولا۔

''تمھارے خیال میں کیا وہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں؟'' بلدر نے پوچھا۔

''نہیں۔'' ہد بولا۔ ''وہ---- ہم---- تم سے تو ہم سب محبت کرتے ہیں۔''

''شاید اُن کے پاس مجھ سے نفرت کرنے کی کوئی وجہ ہو۔'' بلدر نے سرگوشی کی۔ ''میں ایسی باتیں کیسے سوچ سکتا ہوں---- اپنے ہی بھائیوں کے بارے میں ایسی باتیں؟''

''یہ صرف ایک خواب ہی تو ہے!''

''ایک خواب کیا ہے؟ اگرچہ یہ سچ نہیں اور محض ''خیالات'' ہیں تو بھی تو یہ میرے ہی خیالات و تصورات ہیں' اور پھر' اس خیال آرائی کے ساتھ' میں کون ہوں؟ کیا ہوں میں؟ میں مَیں ہوں کیا؟'' بلدر بولا۔

''ہر ایک یہی کہتا ہے کہ تم اُن سب کے بہترین دیوتا ہو۔''

''تو پھر ہم سب گمراہ ہیں۔'' بلدر بولا۔ ''تم کسی کو بھی یہ نہ بتانا۔ شاید تمھارے سامنے میرا اپنے خواب کا اظہار کر دینا' کچھ مدد کر دے۔''

اُس شام بلدر کچھ جلدی بستر پر چلا گیا۔ لیکن رات میں جب وہ جاگا تو خوف سے مفلوج کافی دیر تک بستر پر ہی تب تک لیٹا رہا جب تک اُس میں آہستہ آہستہ زندگی دوبارہ نہیں آ گئی تھی۔ وہ دوزخ میں ہونے سے خائف نہیں تھا البتہ وہ اپنے بالکل ہی '' لاوجود'' ہونے سے ضرور خائف تھا۔ اور پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد اُس نے محسوس کیا کہ اُس کا سر' بازو اور ٹانگیں اور اُس کا سارا بدن واقعی میں موجود و قائم تھا۔ کچھ تکلیف کے ساتھ' وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا اور اُس نے محسوس کیا کہ اُس کے ارد گرد کی ہر شے ------ بریڈابلک' اسگارڈ ----- ویسے ہی وہاں موجود تھے جیسے ہوتے تھے یا جیسا کہ انہیں ہونا چاہیئے تھا۔ تو یہ سب کچھ صرف خواب ہی تھا۔

لیکن کیسا خواب! ایک ایسا خواب جو اُس کے سر میں ایک ایسا سوراخ بن گیا تھا جو اُس کے خیالات و تصورات کو باہر بہا رہا تھا۔ دن بھر وہ یوں چلتا پھرتا رہا جیسے نیند میں چل پھر رہا ہو۔ اُس نے کسی سے کوئی بات بھی نہیں کی تھی ----اور یہ ایک خوش قسمتی ہی تھی کہ اس روز دیوتاؤں نے کونسل بھی نہیں بٹھائی تھی۔ شام کے وقت وہ کسی بڑی بری انہونی کے ہونے کا خدشہ محسوس کر رہا تھا اور سونے کے تصور سے خوفزدہ تھا' لیکن وہ اتنا تھکا ہوا اور اپنے آپ کو کمزور سمجھ رہا تھا کہ اُس میں سیدھا کھڑا ہونے کی ہمت بھی نہیں تھی' اور اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی ایسے اتھاہ غار میں گر رہا ہو جس کی دیواریں '' شیش ناگوں'' کے جسموں اور فرش بھیڑیوں کے جبڑوں سے بنایا گیا تھا---- پھر جب وہ اپنے آپ میں دوبارہ واپس آ گیا تو اُسے اپنے خیالات و تصورات کو غار کی بھول بھلیوں سے' جہاں ہر چیز تباہ و برباد ہو چکی تھی' وہاں سے باہر نکالنا پڑا۔

ایک بہت ہی بڑی جنگ کے حوالے سے ایک منحوس لفظ ''راگناروک ..... دیوتاؤں کا زوال'' دیوتا اکثر استعمال کرتے تھے اور لوکی تو اس کا بکثرت استعمال کرتا تھا۔ اپنے آپ میں اس لفظ کی جو بھی ساحرانہ' طلسمی حیثیت تھی یا نہیں تھی اُس کے باوجود' بلدر کے لئے یہ ایک محض لفظ تھا بالکل ویسے ہی جیسے کہ موت ایک لفظ ہے۔ لیکن اب یہ دونوں لفظ ایک حقیقت بن چکے تھے اور دوسری طرف وہ جو حقیقی تھے اب غیر حقیقی بن چکے تھے۔ یہ زندگی کا رنگ اور آواز کھو چکے تھے اور اب محض '' سایوں کی دنیا'' میں بدل گئے تھے; بالکل جیسے دوزخ! مردوں کی سلطنت زمین کے اوپر ابھر آئی ہو---- اسگارڈ کے بیچ' ----- اسگارڈ جو کہ بہت ہی محفوظ مانا جاتا تھا اور جس کے ارد گرد ایک دیو ہیکل دیوار بھی تھی اور ان سب کے علاوہ ہیمدل ' مچان سے پہرے اور چوکیداری کا بھی سخت بندوبست تھا اور ہزاروں مردہ جنگجو بھی دفاع و تحفظ کے لئے موجود تھے اور پھر اوڈین کا نیزہ' فریر کی تلوار اور تھور کا ہتھوڑا بھی تھا۔ خواب میں یہ سب کچھ کافی نہیں تھا۔ کیا حقیقت میں یہ سب کچھ کافی رہے گا؟ حقیقت' جواب اتنی اصلی نہیں رہی تھی جتنی کہ پہلے تھی۔

خواب میں اُس نے ''اپنے آپ کا ہونا'' ترک کر دیا تھا۔

وہ کسی بھی جگہ موجود نہیں تھا اور ہر جگہ حاضر بھی تھا۔

وہ کچھ بھی نہیں تھا اور سبھی کچھ بھی تھا۔

وہ رونما ہو رہی ہوتی ہر شے سے الگ تھا البتہ وہ شے اس میں موجود تھی اور وہ اسے ہی پیش آ رہی تھی۔

ہر شے حرکت میں تھی' ہر شے بدن میں الگ الگ حصوں میں حرکت کر رہی تھی اور دنیائیں بھی۔

ایک اتنا بڑا بھیڑیا کہ جو اپنی اگلی ٹانگیں پھیلائے اپنے کھروں سے زمین اور آسمان کے درمیان پل قائم کر کے' سورج کو نگل رہا تھا۔

ایک شیش ناگ اتنا بڑا کہ سمندر جس کے بدن سے بھر گیا تھا اور وہ زمین پر باہر نکل کر ہر طرف ایسا زہر اور آگ اگل رہا تھا کہ کرۂ ارض جل بھن جائے۔

اسگارڈ میں برگد کا درخت' زلزلوں سے ہل گیا تھا اور اسے آگ لگ گئی تھی۔ اس کی جلتی ہوئی شاخیں دنیا بھر میں پھیل رہی تھیں اور ستاروں کو نیچے نوچ رہی تھیں۔

ہیمدل اپنا بگل بجا رہا تھا' آسمانی کڑک اور گھن گرج سے بھی بلند آواز میں۔ والہالا سے جنگجوؤں کے دستے' اڈا کے میدان میں متعین ہو چکے تھے; لیکن دیو پرندے' جھنڈ کے جھنڈ' بگولوں کی صورت میں امڈ آئے تھے اور وہ جنگجوؤں پر جھپٹ جھپٹ کر انھیں کچلتے ہوئے مارتے جا رہے تھے۔

ادھر مڈگارڈ میں لوگ یوں باہر نکل آئے تھے جیسے چیونٹیاں اپنے بلوں سے نکل آئی ہوں۔ دیووں کی فوج ان کے اوپر سے پیشقدمی کرتی قوس قزح کا پل بھی پار کر گئی تھی جس کے بعد وہ پل گر گیا تھا۔ بھیڑیا اپنی ٹانگیں اسگارڈ تک پھیلائے ہوئے تھا اور شیش ناگ اپنی دم پر تن کر کھڑا اِڈون کے ''برج' ہلڈسکیالف'' کی طرف جبڑے کھولے رینگتا جا رہا تھا۔

قدرت و طاقت والے دیوتا بہت ہی چھوٹے اور بونے سے لگ رہے تھے۔ وہ جلتے ہوئے آسمان کے سامنے محض دھوئیں کے سایوں کی طرح کھڑے تھے۔ اڈّین نے اپنا نیزہ پوری قوت سے بھیڑیئے کی جانب پھینکا جس نے نیزے کو اور اس کے ساتھ ہی اڈّین کو نگل لیا۔

تیر نے بھیڑیئے کے خلاف اپنا بازو بلند کیا' لیکن یہ اس کا بایاں بازو تھا کیونکہ اس کا دایاں بازو تو تھا ہی نہیں اور اب اس کا یہ بایاں بازو بھی جاتا رہا۔

فریر اپنی وہ تلوار کھو چکا تھا جو اپنے آپ دائیں بائیں آگے پیچھے' حدف کو نشانہ بنا سکتی تھی; اس نے مقابلے کی کوشش کی مگر ناکام۔

تھور نے ناگ پر ہتھوڑا پھینکا اور اس کا سر کچل دیا; زہر اس یوں سے فوّارے کی طرح چھوٹ پڑا' اور تھور چکرا کر دھڑام سے زمین پر گر گیا۔

برگد کا پیڑ بس دھوئیں میں بدل چکا تھا۔ اسگارڈ دھوئیں میں بدل گیا تھا' سمندر مڈگارڈ کو بہا لے گیا تھا۔

دیو پرندے اوپر بلند ہوئے' ان کے پروں سے آگ نکل رہی تھی اور وہ آناً فاناً یوں غائب ہو گئے جیسے دھوئیں میں چنگاریاں۔

بلدر نے اپنا یہ خواب ہد پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ ہد جس نے کوئی چیز دیکھی ہی نہیں تھی' ابھی تک ایک ایسی دنیا میں تھا جو قائم و دائم کھڑی تھی اور بلدر کا اتنا دل گردہ نہیں تھا کہ وہ اس کو ہلا سکے۔

اور پھر اُس نے ایکبار اپنا خواب جب ہدکے سپرد کر دیا تو بلدر نے اپنی موت کے بارے میں خواب دیکھنے بند کر دیئے۔ لیکن دنیا کے--- -- دیوتاؤں کے زوال ----- کے خواب اسے مسلسل آتے رہتے۔ وہ کس پر اعتماد کر سکتا تھا؟ کون اس پر یقین کرے گا؟

کشف جو اُس نے خواب کے ذریعے حاصل کیا تھا اگر وہ اس کے اپنے خوف کی پیداوار تھا جس طرح کے خواب اسے آئے تھے تو اس میں اُس کے دیوتا ہونے کا کوئی بڑا پہلو نہیں تھا۔ اپنے اس خیال پر وہ بڑا شرمندہ ہوا۔

لیکن کشف اگر سچ تھا' اور وہ دوسروں کو اس سے آگاہ نہیں کرتا تو پھر وہ کوئی بھی دیوتائی پہلو نہیں رکھتا۔

رات ہوئی تو وہ بستر میں جانے اور نیند لینے سے بہت ہی خائف تھا' تب وہ سیر کے لئے جنگل میں نکل گیا۔ ستارے ابھی تک چمک رہے تھے اور اسے خیال آیا کہ اُس نے کسی جانور کی دو آنکھوں کو ستاروں کی روشنی میں شعائیں چھوڑتے دیکھا تھا۔ ادھر جھاڑیوں میں کسی چیز نے حرکت کی اور وہ ذرا سا سہم کر کچھ پیچھے ہٹا۔ اسے خیال آیا کہ شاید یہ بھیڑیا تھا جو اُس پر جھپٹنے والا تھا

----- لیکن' یہ کیا! اچانک وہاں اُس کے سامنے تو یہ لوکی کھڑا تھا:

''اچھا تو بلدر دیوتا سو نہیں رہا! کیا تمھیں خراب خواب آتے ہیں؟ کیا تم میرے بارے میں خواب دیکھتے ہو؟'' لوکی بولا۔

''نہیں! '' بلدر بولا۔ لوکی ہنسا۔

''تم اتنے سفید پڑ گئے ہو' اتنے سفید کہ ہر کوئی تمھارے آر پار دیکھ سکتا ہے۔'' لوکی بولا۔

بلدر لوکی کے آگے سے اُس کے پار نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بلدر کو اگر لوکی پر اعتماد کرنا تھا تو لوکی کو وہ سب سے آخر میں سمجھتا تھا اور دوسری طرف' ہد کے علاوہ لوکی ہی اُن میں وہ واحد تھا جس نے بلدر کو اُس کے خواب میں مارنے کی خواہش نہیں کی تھی۔ اڈین کے علاوہ لوکی یقیناً کوئی بات جانتا تھا دوسرے جس سے بے خبر تھے۔ معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بلدر کے بارے میں بھی جانتا ہے۔

'' تم کسی بات سے خوفزدہ ہو؟'' لوکی نے بات جاری رکھی۔ میرے خیال میں یہ میں تو نہیں ہو سکتا؟''

''نہیں۔'' بلدر بولا۔ لیکن وہ اپنے خواب سے اس قدر خوفزدہ تھا اور وہ خوف اس میں اتنا جاذب ہو چکا تھا کہ وہ اسے چھپا نہیں سکتا تھا۔ اس کو مدنظر رکھے بغیر وہ بولا:

''تمھارا کیا خیال ہے یہ سب کچھ کیسے ختم ہو گا؟''

''یہ؟'' لوکی بولا۔ ''تمام چیزوں کا خاتمہ اُن کے اختتام ہی سے تو ہوتا ہے' تم' اڈین' اپنے باپ سے پوچھو ----- وہ ہر اُس چیز کو جانتا ہے جسے ابھی رونما ہونا ہے!''

لوکی نے بھی وہی بات برملا کہہ دی تھی جو بلدر خود سوچتا رہا تھا۔ اڈین ہر ایک بات جانتا ہے۔ ایک لمحے کے لئے اپنے اس خیال پر بلدر نے قدرے اطمینان اور آرام محسوس کیا۔

لیکن اڈّین اگر جانتا تھا کہ انجام یوں ہونا ہے تو پھر اُس نے اس کو بدلنے کی کوئی کوشش کیوں نہیں کی؟ اُس نے بھیڑیئے کو یوں ایک خطرے کی طرح بڑھنے ہی کیوں دیا؟''

اور اگر وہ یہ نہیں جانتا تو پھر اڈّین ہر ایک بات بھی نہیں جانتا اور اگر ایسا ہے تو پھر وہ کس قسم کا دیوتا ہو سکتا ہے؟''

لیکن اڈّین تو یقیناً ہر بات جانتا ہی ہے' اور اپنی اس باخبری کے باوجود اگر اُس نیبرے اختتام کو روکنے کے لئے کوئی اقدام نہیں لئے تھے تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ ایسا برا انجام نہیں ہونے والا تھا۔ یہ محض بلدر خود ہی تھا جس پر یہ کشف' منکشف ہو رہے تھے۔

''لوکی!'' وہ چلایا----- لیکن لوکی اندھیرے میں غائب ہو چکا تھا۔

بلدر خود بھی اندھیرے میں غائب ہو جانا چاہتا تھا لیکن ''اُس کے اندھیرے'' میں تو غیض و غضب اور تاؤطیش کا تندور بھڑک رہا تھا-----ایک دنیا آگ ہیں تھی۔

تمام چیزیں ختم ہو گئیں اپنے اختتام کے ساتھ ! ایک ہولناک جنگ کا اختتام!!

بھیڑیئے کی گردن میں زنجیر

نجورڈ' جو سمندر میں زرخیزی اور پیداوار کا ذمہ دار تھا' اسے مچھیروں کی جانب سے شکایات پر شکایات مل رہی تھیں; کہ ایک ناگ' سمندر میں مچھلیوں کو کھاتا جا رہا ہے اور اسے اپنے زہر سے زہریلا کر رہا ہے۔ ایسی شکایات اب سبھی ساحلوں سے آنے لگیں تھیں' اور اس کا مطلب یہی تھا کہ ہر طرف ناگ ہیں یا پھر کوئی ایک بہت ہی بڑا ناگ پورے سمندر کو بھرے ہوئے تھا۔

نجورڈ نے یہ معاملہ دیوتاؤں کی کونسل میں پیش کیا۔ دیوتاؤں کو ایک مضبوط شبہ تھا کہ تھور جو ناگ سمندر میں ڈبو کر آیا تھا وہ پوری طرح سے ڈوبا ہی نہیں تھا----- اُس کا ڈوبنا ایسا ہی ہوا تھا جیسے کوئی مچھلی پانی ہیں ڈوبتی ہے۔ انھوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور خاص کر لوکی کو نشانہ بنایا کیونکہ اس معاملے میں اس نے کسی دوربینی سے کام نہیں لیا تھا۔ اور آخر وہ سب خاموش ہو گئے' کیونکہ اب وہ نہیں جانتے تھے کہ انھیں کیا کرنا ہے۔ اس موقع پر بلدر بولا:

''-----تو پھر بھیڑیئے کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

اس پر سب نے تیر کی طرف دیکھا۔ لیکن تیر بولا کہ یہ ایک الگ معاملہ ہے۔ فنریر مچھلیاں

نہیں کھاتا اور نہ ہی کوئی مشکل پیدا کرتا یا تکلیف دیتا ہے۔ وہ تو صرف وہی کچھ کرتا ہے جس کے لئے اسے کرنے کو کہا جائے اور بے شک اسے ترغیب و تحریک دی جا سکتی ہے۔

لیکن فنریر اب کچھ بڑا ہو چکا تھا---- اگرچہ وہ ابھی ''بانکا'' ہی تھا لیکن پھر بھی کم سے کم وہ اتنا اونچا ضرور تھا جتنا کہ تیر تھا۔ دوسرے بانکے چھلیلوں کی طرح وہ کھیلتا اور دیوتاؤں کے ساتھ اچھلتا کودتا اور مسخریاں کرتا رہتا تھا اور خاص کر دیویوں کے ساتھ مسخریاں کرنا اور کھیلنا کودنا تو اُسے بہت پسند تھا۔ ان میں سے کچھ کو تو وہ نیچے بھی گرا چکا تھا۔ تیر کہہ چکا تھا کہ بھیڑیا اگر کبھی گڑبڑ کرنے لگے لگا تو وہ خود بھیڑیئے کو پٹا ڈال دے گا اور اب وہ وقت آ گیا تھا۔ فنریر اب گڑبڑ کرنے لگا تھا۔

تیر کے خیال میں ایسا کیا جانا ضروری نہیں تھا۔ لیکن دوسرے تمام دیوتا اور خاص کے دیویاں اور بلدر ایسا کئے جانے کے حق میں تھے۔ تیر بولا کہ ایسا کوئی مضبوط پٹا دستیاب ہی نہیں جو اسے قابو رکھ سکے۔ اب دوسروں کے خیال میں ایسی صورت حال میں فنریر کو پٹا ڈالنا اور بھی ضروری تھا۔ لیکن کوئی معمولی پٹا یا رسی اس طرح کے غیر معمولی بھیڑیئے کے لئے موزوں نہیں تھی۔ اس لئے انھوں نے ایک نہایت ہی غیر معمولی قسم کی ایک خاص سنگلی بنائی----اس طرح کی یا اس کے مقابلے میں پہلے ایسی کوئی سنگلی ان کے پاس نہیں تھی۔ لیکن تیر نے یہ سنگلی بھیڑیئے کے گلے میں ڈالنے سے انکار کر دیا اور دوسرے بھی اس میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لے رہے تھے؛ تھور مداخلت کرتے ہوئے بولا کہ وہ اس بھیڑیئے کے بچے کو فوراً گرا کر چھوڑے گا۔

اس موقع پر، لوکی نے اپنے آپ کو ایک رضاکار کے طور پیش کر دیا۔ اس نے بھیڑیئے کو بتایا کہ وہ ایک دلچسپ کھیل جانتا ہے: یہ ایک سنگلی ہے جو خود تھور بھی نہیں توڑ سکتا اور یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ تھور اتنا طاقتور اور جسمانی طور پر اتنا مضبوط ہے کہ جب وہ آرام کر رہا ہوتا ہے تب بھی اس کے پٹھے پھولے ہوئے اور کرکرار ہے ہوتے ہیں۔ دراصل اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اگر تم تھور سے زیادہ طاقتور ہو۔ فنریر کو اب بالکل گھیر لیا گیا تھا۔ وہ پھوں پھوں کرتا اپنی دم دائیں بائیں ہلا رہا تھا لیکن اس سارے عمل میں کوئی احتجاج شامل نہیں تھا۔ اس نے اپنی گردن آگے بڑھائی اور لوکی نے سنگلی اس کی گردن ہیں ڈال دی اور تھور نے اسے بڑی مضبوطی کے ساتھ ایک چٹان کے ساتھ کس کر باندھ دیا---- آناً فاناً فنریر نے اپنے پٹھے تھوڑے سے پھولائے اور پھر---- سنگلی ٹوٹ گئی۔ دیوتاؤں کے پاس اب اور تو کچھ باقی نہیں رہا تھا سوائے کہ وہ اپنی شرمندگی بچاتے؛ وہ اس سارے کھیل سے خوفزدہ ہو گئے تھے لیکن لوکی، اس سے متاثر ہوا اور اس کا رویہ بھی ہمدردانہ تھا:

''میں نے تمھیں کیا کہا تھا!'' وہ بولا۔

دیوتاؤں نے اب ایک نئی زنجیر بنائی جو پہلی سنگلی سے کہیں زیادہ مضبوط تھی۔ اتنی مضبوط زنجیر پہلے کبھی بنائی ہی نہیں گئی تھی، انہوں نے بھیڑیئے کو بتایا---- اور اس کے لئے یہی جاننا کافی تھا۔ انہوں نے کہا کہ اگر فنریر اس زنجیر کو توڑ دے گا تو وہ بہت ہی مشہور ہو جائے گا۔ فنریر بھی مشہور ہونا چاہتا تھا۔ ایکبار پھر زنجیر اس کی گردن کے گرد ڈال دی گئی تھی۔ زنجیر بہت بھاری تھی جس سے کچھ دیر کیلئے تو وہ اچھلا لیکن پھر اس نے اپنے پٹھے گرماتے ہوئے انھیں پھولایا اور زنجیر سینکڑوں ٹکڑوں میں ٹوٹ گئی۔ یہ ٹکڑے ارد گرد کھڑے دیوتاؤں میں سے کئی کو لگے اور ان میں سے بیشتر درد سے کراہنے لگے۔ لیکن اس کے باوجود، اس بار وہ پرجوش دکھائی دینے پر مجبور تھے۔ تیر تو پہلے بھی کوئی شک نہیں رکھتا تھا اور اب تو وہ بہت ہی متاثر ہو گیا تھا:

''بھیڑیا کسی بھی دیو کے مقابلے کے لئے بہتر رہے گا۔'' وہ بولا۔

لیکن دوسرے اس معاملے کو بہت ہی سنجیدہ سمجھ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے اسلحہ خانے کے اوزار سازوں کو حکم بھیجا کی وہ اس مرتبہ اپنی جان مار کر ایک ایسا رسّا بنائیں کہ اگر اسے دیوتاؤں اور دیووں کے درمیان رسہ کشی میں بھی استعمال کیا جائے تو بھی یہ کسی طرح سے ٹوٹ نہ

سکے۔ اوزار ساز اپنے دوسرے کام کاج چھوڑ کر رسا بنانے میں لگ گئے۔ دن اور ہفتے گزر گئے اور اس دوران بھیڑیا پھلتا پھولتا رہا۔ دیوتا اور خاص کر دیویاں' فنریر کی جسمانی پیشرفت کو بڑی حیرانگی اور تجسّس سے دیکھ رہے تھے۔ رسّے کی تیاری میں اتنا زیادہ وقت لگ جانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اوزار سازوں کو ایک غیر معمولی مواد کی تلاش تھی جو مطلوبہ رسّا بنانے کے لئے بہت ہی اہم تھا۔ یہ مواد کئی چیزوں کو ملا کر بطور خاص بنایا جاتا تھا۔ اس میں بلیّوں کا قیمہ' عورتوں کی داڑھیاں' مچھلیوں کی سانسیں' پرندوں کا لعاب اور اسی طرح کی متعدد دیگر اشیاء استعمال ہوتی تھیں۔ فریجا کی بلی اب زمین نہیں نوچ سکتی تھی۔ رسّا تیار تھا: اتنا ملائم و نرم اور ہاتھ سے یوں پھسل جانیوالا جیسے ریشم! لیکن تھور جو اس سنگلی اور زنجیر دونوں کو بڑی آسانی کے ساتھ توڑ سکتا تھا اگر چاہتا بھی تو یہ رسا نہیں توڑ سکتا تھا۔

اس بار دیوتا بہت سنجیدہ اور کچھ کر گزرنا چاہتے تھے لیکن انھوں نے بھیڑیئے کو یہی باور کرنے دیا کہ وہ تو صرف ایک کھیل کھیل رہے تھے۔ وہ وہاں سے کشتیوں پر ایک جھیل کے عین بیچ میں واقع ایک جزیرے پر جا اترے اور ایسا لگ رہا تھا کی جیسے وہ صرف سیر و تفریح کے لئے وہاں آئے تھے; لیکن وہ بھیڑیئے سے چھٹکارا پانے کا تہیہ کئے ہوئے تھے۔ تیر بھی اُن کے ساتھ تھا لیکن وہ دوسرے دیوتاؤں کے ساتھ بات چیت ختم کر چکا ہوا تھا اور وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کے لئے فنریر کے ساتھ بات کرنے کا بھی کوئی موقع نہیں تھا۔ جزیرے پر پہنچتے ہی انھوں نے رسے کو بہت ہی بھاری بھر کم پتھر سے کس کر باندھ دیا; پھر انھوں نے فنریر کو بلایا' جو ابھی تک اپنا نام پکارے جانے پر کان کھڑے کر لیتا اور جواب دیتا تھا۔ لیکن اُس نے جب ابریشمی رسّے کو دیکھا تو وہ اپنی تھوتھنی اوپر اٹھاتے ہوئے بڑبڑایا کہ انھیں اس طرح کا دھاگہ لانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ دیوتا اب سخت مشکل اور حیرانی میں تھے اور ان کی آنکھیں پتھرانے سی لگی تھیں۔ انھیں' بھیڑیئے کو یہ یقین دلانا تھا کہ رسا اُس سے کہیں زیادہ مضبوط تھا جو وہ بظاہر دیکھ رہا تھا اور دوسری طرف وہ اسے یہ بھی نہیں بتا سکتے تھے کہ حقیقت میں وہ بھی کتنا مضبوط تھا۔ لیکن فنریر جو یہ ثابت کر چکا ہوا تھا کہ وہ تھور سے زیادہ طاقتور تھا اس نے اُن کے معقولات کو جانتے سمجھتے ہوئے کہا کہ اگر وہ اُس کو اسی رسے کے ساتھ باندھنے والے ہیں تو پھر رسے کو اس سے کہیں زیادہ مضبوط ہونا چاہیئے جو وہ بظاہر دکھائی دیتا ہے اور اس میں کہیں نہ کہیں '' گرفت کی ایک جگہ '' تو لازمی ہونی چاہیئے۔ اب ہر کوئی سن سکتا تھا کہ فنریر نہ صرف بولنا سیکھ گیا ہوا تھا بلکہ اپنی اس عمر میں اسے جس طرح کا عقلمند ہونا چاہیے تھا وہ اس بھی کہیں زیادہ ہشیار و عقلمند تھا۔ وہ جان چکا تھا کہ وہ اُس سے خائف اور سہمے ہوئے ہیں ----- اور یہ بات ان کو بھی معلوم تھی کہ فنریر کیا جان چکا تھا اور صرف یہی تھا جو انھوں نے اب تک حاصل کیا تھا۔ پھر لوکی نے یہ دیکھنا چاہا کہ وہ کیا کر سکتا تھا:

'' اگر ہم نے دیکھا کہ تم اس طرح کے '' باریک سے دھاگے '' تک کو نہیں توڑ سکتے تو پھر ہمیں تمھاری طاقت و قوت سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی اور ہم تمھیں فوراً ہی کھول دیں گے۔ ''

'' بعینہٖ ! بالکل ! ! '' تیر اپنے چیلے کی طرف سر ہلاتے ہوئے بولا۔ '' اب جب ہم آگے بڑھ رہے ہیں تو ہمیں یہ سب روک دینا چاہیئے۔ ''

لیکن لوکی نے فنریر سے پوچھا کہ اگر وہ واقعی ہی ڈرپوک اور بزدل تھا۔ اس سے بھیڑیا غضب آلود ہو کر طیش میں آگیا اور شور مچانے لگا:

'' کون سب سے زیادہ ڈرپوک اور خائف ہے ! تم میری قوت سے ڈرتے ہو ' اور میں تمھاری ہشیاری و چالاکیوں سے۔ اگر مجھے کوئی '' خطرہ مول لینا '' ہی ہے تو تمھیں بھی ایسا ہی کرنا ہوگا۔ تم میں سے اگر کوئی اپنا ہاتھ میرے جبڑوں میں ڈالے' تو میں اپنے آپ کو پابند رکھوں گا اور پھر ہمیں ایک دوسرے پر '' کم ہمتی '' کا الزام نہیں لگانا ہوگا۔ ''

دیوتا اب ایکبار پھر مشکل و دقت سے دوچار حیران و پریشان تھے۔ وہ جانتے تھے کہ انھوں نے فنریر کو اگر اب نہ باندھا تو پھر کبھی نہیں باندھ سکیں گے۔ انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا لیکن وہ اپنے خیالات کا ایک دوسرے پر زبانی اظہار کرتے' اس کے لئے کسی میں جرأت نہیں تھی۔

جیسا کہ وہ مصیبت کے وقت ہمیشہ کیا کرتے تھے انھوں نے لوکی کی جانب یوں دیکھا جیسے صرف وہی ایک تھا جو انھیں اس وقت مدد مہیا کر سکتا تھا اور جسے مدد کرنا بھی چاہیئے تھی۔ لیکن لوکی نے خفگی کے سے اظہار میں کندھے چڑھائے اور کہا کہ یہ وہ نہیں تھا جو بھیڑیئے کی تربیت کا ذمہ دار بھیڑیئے کی تربیت کا ذمہ دار رہا تھا۔

اس موقع پر' تیر اٹھا اور بھڑیئے کی جانب سیدھا آگے بڑھتے ہوئے اس نے اپنا پورا بازو اس کے جبڑوں میں گھسیل دیا ---- اپنا دائیں مکمل بازو! بظاہر اس نے سوچا ہی نہیں تھا کہ بھیڑیا رسّے کے ساتھ پابند نہیں رہے گا اور یہ کہ وہ اس کے بازو کو کاٹ دے گا۔ دوسرے سبھی بے حس و حرکت' خاموش' بالکل ٹھیک کھڑے اس پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔ بلدر نے اپنے سر کو جھٹکا دیا: تیر نے بھی اپنا سر جھٹکا لیکن اُس کے ایسا کرنے کی وجہ شاید کچھ اور تھی۔

''----تو اب کر گزرو!'' وہ بھیڑیئے ہی کی آواز میں چلایا۔

اب فنریر تیسری بار بھی کچھ کرنے پر مجبور ہو گیا تھا ---- اس بار ''رسّے'' کے ساتھ۔ فنریر نے اپنے سارے پٹھوں کو تنا اور رسّے کو بھی' تن جانے سے وہ مضبوط تر ہو گیا تھا اور رسے کا گھیرا اور بھی تنگ ہو کر سخت ہو گیا تھا: پھر بھیڑیئے کے جبڑوں سے لعاب بہنے لگا اور ساتھ ہی۔---- اچانک تیر کے بازو سے خون بھی' جسے اس نے کاٹ کھایا تھا۔ اپنے بائیں بازو سے تیر نے اپنے دائیں بازو کو پکڑنا چاہا لیکن وہ اب وہاں تھا ہی نہیں۔ اپنے طیش و غضب میں فنریر مکمل طور پر رسے میں الجھ کر پھنس گیا تھا اور رسہ توڑنے کے لئے زور لگاتے ہوئے وہ اپنے جبڑے بند کر کے دانت پیسنے لگا تھا۔ تھور بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ایک تلوار بھیڑیئے کے جبڑوں میں گھسیڑ دی تاکہ وہ دوسرے لوگوں کے بازو نہ کاٹ سکے اور وہیں کا وہیں رہتے ہوئے فاقوں مرتا رہے۔

جزیرے سے کشتیوں پر واپس سفر کرتے ہوئے دیوتاؤں نے کچھ بھی نہیں کہا تھا اور وہ بمشکل ہی تیر کی جانب دیکھنے کی جرأت کر سکتے تھے۔ تیر کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ ایسا انھوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کیا اس کی یہ حالت اس لئے تھی کہ وہ اپنے بازو سے محروم ہو گیا تھا یا پھر اس لئے کہ اس نے اپنا بھیڑیا کھو دیا تھا؟

بلدر اپنے ہاتھوں کو کانپنے سے روکنے کے لئے انہیں آپس میں مروڑ رہا تھا۔ اب تیر کا صرف ایک ہی بازو رہ گیا تھا ---- بالکل ہو بہو ویسے ہی جیسا اس کے خواب میں تھا!

فنریر کی محبت

اڈین نے فریجا کو ''اسگارڈ'' چھوڑنے سے منع کر دیا ہوا تھا۔ یہ بہت ہی خطرناک تھا۔ دیو پہلے ہی دور دراز سے بہت کچھ بہت بڑی تعداد میں '' مڈگارڈ'' میں چرا لائے ہوئے تھے' اور اب صرف اپنے موقع کی تلاش میں تھے کہ اسے بھی اغواء کر لائیں۔

فریجا افسوس و طیش کے سنہری آنسو بہاتی رہی۔ محبت کی ایک دیوی جس نے بذات خود مردوں کی خوش و ناخوش محبت کے کاموں میں کبھی کوئی حصہ نہیں لیا تھا' لیکن اُن سب سے اوپر بیٹھی اُن کے '' محبتی تعلقات'' کے انتظام و بندوبست کا خیال رکھتی تھی ---- فریجا وہ نہیں تھی۔

'' یہ اس لئے ہے کہ وہ محبت سے نفرت کرتا ہے۔'' فریجا اپنے بھائی فرییر سے بولی۔'' انسانوں کے درمیان محبت۔ انسانوں اور دیوتاؤں' ----- یا دیویوں کے درمیان محبت۔ اور محبت دیوتاؤں کے درمیان۔''

'' یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ دیوتاؤں اور دیویوں کے درمیان۔'' فرییر بولا۔

فرییر' جو ابھی تک اپنے' سنہری خشخشی داڑھی والے سور پر سوار ہو کر مڈگارڈ کے سفر پر جایا کرتا تھا' اس نے میدانوں پر سے گزرتے ہوئے ابھی تک دیووں کی کوئی چیز نہیں دیکھی تھی۔ اس نے اور فریجا نے بات کی----بلکہ سرگوشی کی' تاکہ اڈین کا پہاڑی کوا ان کی یہ بات چیت نہ سن لے 'یہ کتنا عجیب تھا کہ اڈین کسی کو بھی اپنے ''ہلڈ سکیالف' برج''میں اوپر جانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ شاید اس کے پاس ایسا کرنے کی اپنی کوئی معقول وجوہات تھیں---- لیکن کون سی وجوہات؟ کیا وہ چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا وہ کچھ دیکھ ہی نہ سکے جو وہ خود وہاں سے دیکھتا تھا؟ یا پھر وہاں دیکھنے کی کوئی شے تھی ہی نہیں اور اڈین صرف وہی کچھ دیکھتا تھا جو وہ خود دیکھنا چاہتا تھا---- اور کیا یہ کہ دوسرے دیوتا اسی پر یقین و اعتقاد رکھیں؟

یہ دوسری بات تو''کفرانہ خیالات'' تھے' اور فرییر اور فریجا' اپنے ایسے خیالات کے آنے پر بہت خوفزدہ تھے---- یہ خیالات انھیں آئے کیسے! اب ایسے خیالات سوچ لینے کے بعد وہ انہیں اپنے ذہنوں سے باہر نہیں نکال سکتے تھے۔ ایک دن' جب اڈین نے حتمی فیصلہ کر لیا کہ وہ آٹھ ٹانگوں والے اپنے گھوڑے والی بگھی پر سواری کے لئے جا رہا ہے تو' فرییر ''والہالا'' میں داخل ہوا اور' جب اسے یقین ہو گیا کہ کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا تھا وہ سیڑھی سیڑھی' چڑھتا ہوا زینے سے ''ہلڈ سکیالف'' کی جانب بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ جوں جوں اوپر چڑھتا جا رہا تھا اس کے لئے جگہ کھلتی جا رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اڈین باہر تھا لیکن وہ اس خیال کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتا تھا کہ ہو سکتا ہے وہ ابھی تک یہیں کہیں کھڑا ہو۔

بالآخر جب وہ اوپر بلندی تک پہنچ گیا تو وہ بہت تھک چکا تھا---- یا شاید پھر ڈرا ہوا تھا اور یہ ممکن تھا کہ وہ ڈرا اور تھکا' ایک ساتھ دونوں کیفیتوں میں تھا---- اس کے آنکھوں کے سامنے ہر چیز سیاہ پڑ گئی تھی۔ وہ وہاں کھڑا کچھ دیر کے لئے اپنی آنکھیں جھپکتا رہا لیکن پھر اس نے جب آنکھیں کھولیں تو وہ کھلی کی کھلی رہ گئیں: اس کے سامنے ایک عجیب منظر تھا! وہ ساری دنیا کو ایک نگاہ سے دیکھ سکتا تھا۔ اڈین جھوٹ نہیں بولتا رہا تھا---- فرییر کو ایک ایسا شوخ چشمی خیال آیا کہ وہ خود ہی شرمندہ سا ہو کر رہ گیا۔

اگرچہ وہ چٹانوں' پہاڑوں اور دیواروں کے اندر سے دوسری اطراف نہیں دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی اسے ان چٹانوں' پہاڑوں اور دیواروں کے پیچھے موجود چیزیں دکھائی دے سکتی تھیں لیکن فرییر ہر چیز دیکھ سکتا تھا۔ پہلے اس نے اپنی بہن فریجا دیکھی' جو جانتی تھی کہ وہ اوپر جا چکا ہوا تھا اور وہ خود اُس کو اوپر جاتے اپنی آنکھوں سے تب تک دیکھتی رہی تھی جب تک وہ غائب نہیں ہو گیا تھا۔ فرییر فریجا کو سیدھا اس کے چہرے سے دیکھ سکتا تھا بالکل ویسے جیسے کہ وہ عین اس کے سامنے کھڑی ہو۔ فرییر نے ایسا سوچا بھی نہیں تھا---- کہ اڈین ''ہلڈ سکیالف' برج'' سے دیوتاؤں پر بھی نگاہ رکھ سکتا تھا۔ ---- اور اسے اس کا بھی یقین نہیں تھا کہ اڈین کی آنکھیں اُس کے نیزے کی طرح ہر چیز کے اندر سے دوسری طرف پار جا سکتی تھیں: چٹانوں' پہاڑیوں' دیواروں اور مَردوں کے کوٹوں کے اندر سے سیدھا اُن کے دلوں میں جھانک اور دیکھ سکتا تھا۔

اُس نے سامنے ''مڈگارڈ'' کی جانب دیکھا' سبز و سنہری کھیتوں اور میدانوں کے اوپر' پر فریب نظاروں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے' وہ اپنے آپ میں مگن تھا کہ پھر اچانک اس نے انسانوں کو دیکھا جو ادھر اُدھر ایک دوسرے میں گھلے ملے گھوم پھر رہے تھے۔ لیکن جب اُس کی نگاہ شوق و تجسّس ''اُٹگارڈ'' پر پڑی' تو اس نے فوری طور پر اپنی نظریں جھکا لیں---- اور پھر جب لمحے بعد اس نے انھیں شعوری طور پر بڑی آہستگی سے کھولا تو اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ '' اٹگارڈ'' سمندر کے ساتھ اتنی دور تک پھیلا ہوا تھا اور '' منجمد دیووں'' کا ملک اتنا شکستہ حال اور اتنا بنجر تھا۔ اور اس کے باوجود تعداد میں دیو بے تحاشا اور نا قابل گنتی تھے اور دیو یائی شہروں میں یوں گنجان آباد تھے کہ چٹانوں کی بنی عمارتیں ان سے بھری ہوئی تھیں۔ اور خود دیو بھی کیا نظارہ تھے ! وہ دیوتاؤں کی طرح دکھائی نہیں دیتے تھے اور نہ ہی بڑے آدمیوں کی طرح کے : اُن میں سے کچھ اتنے اونچے تھے جیسے مینار' اور کچھ اتنے چوڑے کہ جیسے کھلیان ---- ایک بہتر ہدف' لیکن شاید نا قابلِ قتل۔ اُن میں سے کچھ کے سر حیوانوں کے تھے۔ اور کچھ کے بازو بہت زیادہ تھے۔ بعض کے پر تھے اور ایسا لگتا تھا جیسے وہ اُڑنے کی تربیت لے رہے ہوں یا کوشش کر رہے ہوں۔ کئی دوسرے بھیڑ میں زمین پر دھکم دھکا کر رہے تھے' لیکن یہ شاید بچے تھے جو کھیل رہے تھے ---- لیکن یوں متشددانہ طور پر کہ دیوتا ان میں کبھی بھی شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ وہ خوش قسمت تھے کہ دیو اُن سے اتنی دور فاصلے پر رہتے تھے۔ اب فرییر نے سوچا کہ یہ کتنا ہی اچھا ہوا تھا کہ وہ ''دیو ہیکل دیوار'' تعمیر کر لی گئی تھی۔ اس خطرے کا سامنا کرنے کے لئے دیوتاؤں کو متحد ہونا اور اکٹھے شانہ بشانہ کھڑے ہونا تھا۔ فرییر اب وہاں چیزوں کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اوڈین انہیں دیکھتا تھا ---- اوڈین یقیناً اُن سب سے زیادہ وسعت نظر رکھتا تھا !

لیکن ابھی جب وہ دیووں کے رعب و جلال کو دیکھ ہی رہا تھا اور حیرت و تعجب میں کھویا ہوا تھا اس کی نظر ''اٹگارڈ'' کے عین وسط میں ایک بہت بڑے مکان پر پڑی جسے بڑی آسانی کے ساتھ دیوتاؤں کے اپنے مکانوں سے تشبیہ دی جا سکتی تھی۔ اور پھر اس مکان کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان دیونی اندر سے باہر نکلی اور اُس کے نور کی شعاؤں سے پورا ''اٹگارڈ'' منور ہو گیا۔ ہر چیز اب ایک نئے رنگ میں نظر آ رہی تھی۔ سب کچھ چمکتا ہوا۔ ہر کوئی رنگ و نور میں نہایا ہوا' شاداں و خراماں' یہاں تک کہ وہ ہیبت ناک دیو بھی اپنے آپ میں خوبصورت و جاذب نظر دکھائی دے رہے تھے اور وہ واہیات دیو بچے' کتنے معصوم و خوبصورت اور دلفریب سے لگ رہے تھے۔ فرییر نے اپنی پلکیں جھپکیں ---- اسے اپنی ہی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا: لیکن دوسری نوجوان دیونیاں بھی درخشاں و تاباں' نور برساتی نظر آ رہی تھیں اور وہ تب تک ایسی ہی رہیں تاآنکہ وہ نوجوان دیونی ایک دوسرے دروازے سے مکان کے اندر چلی گئی اور پھر اس کے ساتھ ہی وہاں ہر چیز اسی حالت میں آ گئی جیسے کہ پہلے تھی' تاریک و بے نور' منحوس و بے رنگ !

کیا یہ سب کچھ کوئی جنتر منتر تھا؟ دیووں کا جادو ! ساحرانہ نقش و نگاری؟ یا یہ خود اُس کے اپنے لئے کوئی سزا تھی کیونکہ اُس نے اوڈین کی جگہ لے لینے کی جرأت کی تھی؟ فرییر کوند کر نیچے اُتر آیا۔ وہاں فریجا کھڑی تھی :

''تم نے کیا دیکھا؟'' اُس نے فرییر سے پوچھا۔

'' میں نے ہر چیز دیکھی۔'' وہ بولا۔

'' تو وہاں اوپر سے ہر چیز دیکھ سکتے ہو؟ صرف دو آنکھوں کے ساتھ ؟''

''میں نے سب کچھ دیکھا ہے۔''

''مجھے بتاؤ۔''

ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ انھوں نے ایک پہاڑی سیاہ کوّے کو اپنے اوپر کائیں کائیں کرتے اڑتے سنا۔ اس نے فریر کو اوپر ''برج'' میں یقیناً دیکھ لیا ہوگا اور اب سننا چاہتا ہوگا کہ اُس نے وہاں کیا دیکھا تھا۔ فریجا خاموش ہو چکی تھی لیکن فریر بولا:

''اڈّین' ٹھیک ہے----- جب تم اُس کے نقطہ نگاہ سے دیکھو تو وہ بالکل ٹھیک ہے۔''

فریجا نے سوچا کہ فریر نے یہ سب کچھ پہاڑی کوّے کو فریب دینے کے لئے کہا تھا۔ لیکن فریر پوری آواز میں بولتا رہا:

''اڈّین کو چاہیئے کہ وہ تمام دیوتاؤں کو اوپر برج پر جانے دے تاکہ وہ تمام چیزوں کو----- دیووں کو ویسے ہی دیکھ سکیں جیسے اُس نے دیکھا تھا۔''

اب فریجا یہ نہیں سمجھ رہی تھی کہ وہ کیا مانے' اور فریر نے منہ بند کر لیا تھا۔ سارا دن وہ کچھ بھی نہیں بولا تھا اور پھر دوسرے روز بھی' اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ پہاڑی کوّے کی موجودگی اور اس کا باتوں کو سن لینے کا خطرہ تھا بلکہ اس لئے بھی کہ اس نے چیزوں کو نئی روشنی میں ایک نئے زاویئے سے دیکھنا شروع کر دیا تھا اور اسے ایکبار پھر اوپر جانے اور چیزوں کو پھر سے دیکھنے کی شدید خواہش تھی۔ وہ یہ بھول ہی گیا تھا کہ پہلی بار ''اٹگارڈ'' کو دیکھنا کتنا خوفناک لگا تھا----- لیکن اب وہ جو دیکھنا چاہتا تھا وہ اٹگارڈ یا اس کے مناظر یا پھر پوری دنیا نہیں تھی بلکہ اصل میں وہ نوجوان دیونی تھی جس کی تابانی سے پوری دنیا چمک اٹھی تھی۔ اُس کے خیال میں وہ یہ سمجھ سکتا تھا کہ اڈّین دوسرے دیوتاؤں کو برج پر اوپر جانے کی اجازت دینے کی جرأت کیوں نہیں کر سکتا تھا۔ اگر دیوتا یہ دیکھ لیں کہ ایک دیو بھی ایک طرح کا----- نہ انسان ہے' نہ ہی دیوتا' لیکن پھر بھی وہ یقیناً----------

دنیا میں جو روشنی جو تابانی فریر دیکھ چکا تھا اُس کی کچھ کرنیں ابھی تک اُس کی آنکھوں میں چمک رہی تھیں۔ اپنے بھائی کی یوں خاموشی پر پہلے تو فریجا حیران تھی لیکن پھر اُس نے سیدھا اُس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے پوچھا:

'' وہ دکھائی کیسی دیتی تھی؟''

اپنی بہن کی حیرانگی کو محسوس کرتے ہوئے اور اس کے لئے احترام کے جذبات کے ساتھ 'فریر نے دیکھا کہ وہ بھی دیونی کے لئے کچھ اسی طرح کے خیالات رکھتی تھی جیسے اُس کے اپنے تھے۔

'' وہ تمھاری ہی طرح کی ہے' لیکن تم کیسے--------'' اُس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی تھی۔

''او میرے فریر! تم قدیم زمانے سے محبت کے دیوتا رہے ہو اور تمھیں اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہے' ہاں مگر اب! وہاں' جہاں ہر دیوتا کا اپنا ایک قلعہ ہے' یہ جاننا آسان نہیں ہے کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔''

فریر اب اُس نوجوان دیونی کے علاوہ کچھ اور بات کہنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ وہ ابھی تک اُس روشنی کو آنکھوں میں لئے ہوئے تھا جس سے اُس دیونی نے دنیا بھر کو منور کر دیا تھا۔ اور اب اس نے فریجا کو ہر ایک بات بتا دی تھی------ یہ بھی کہ دیو کتنے طاقتور تھے۔ انھیں فتح کرنا تو بالکل ہی ناممکن تھا۔ اور دیوتاؤں کو دیووں کے ساتھ امن اور دوستی کے ساتھ رہنا ہوگا-----------

'' ----- اور محبت کے ساتھ!'' فریجا بولی۔ اس کی ہمیشہ سے خواہش رہی تھی کہ کاش' دیوی سے اس کے باپ کی شادی کا کوئی بہتر اور اچھا نتیجہ نکلا ہوتا لیکن بد قسمتی سے ان کی شادی تو خود ایک عذاب کی صورت میں ڈھل چکی ہوئی تھی۔

''دیوتاؤں کے دیوتانیوں کے ساتھ بچے اچھے نہیں ہوتے۔'' فریجا بولی۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

فریبیر سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی اور وہ خود بھی وہی سوچ رہا تھا۔ وہ اسی وقت اٹگارڈ کی طرف سواری کر جانا چاہتا اور نوجوان دیونی کو آزاد کرا لینا چاہتا تھا۔ وہ فوراً اپنے سنہری سور پر سوار ہوا اور اسے سرپٹ بھگا دیا۔ لیکن ادھر قوس وقزح کے پل کے سرے پر اسے ہیمدل نے روک لیا: اڈّین نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی بھی دیوتا کبھی اسگارڈ کو نہ چھوڑے اور ہرگز باہر نہ جائے۔ پہاڑی کوے شاید اُس کے کان بھرتے رہے ہونگے۔

ایک ناقابل برداشت شدت کے ساتھ' اسے یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑا اور وہ ایک لفظ بھی نہ بول سکا۔ بعد ہیں دیوتاؤں کی کونسل میں بھی وہ خاموش رہا اور ایک لفظ تک نہ بولا۔ شاید یہ اس کا خاموش احتجاج تھا یا پھر اس کے خیالات ہی کسی دوسری جگہ تھے۔ بعد میں اس کے باپ نجورڈ نے اس سے پوچھا کہ اگر وہ اپنے سیب کھانا یاد رکھتا ہے۔ لوکی نے اس سے پوچھا کہ اگر اسے برے خواب آتے رہے ہوں یا وہ اچھے خواب دیکھتا رہا ہو کیونکہ اچھے خواب بھی تو برے خواب ہو سکتے ہیں۔

پھر فریبیر نے کچھ ایسا کیا کہ وہ عام حالت میں ویسا کبھی بھی اور کسی بھی طرح نہ کرتا۔ اُس نے لوکی پر اعتماد کر لیا۔ لوکی ہی وہ واحد تھا جو اُٹگارڈ کا سفر کر سکتا اور وہاں جا سکتا تھا۔ وہ لوکی کو اپنے قلعہ کے اندر اپنے ''دیوان خاص'' میں لے گیا۔ یہاں پہاڑی کوّوں کے پہنچنے کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔ یہاں پہنچ کر اس نے لوکی کو اُس نوجوان دیونی کے بارے میں بتایا جسے وہ دیکھ تو چکا تھا لیکن اس کا نام تک نہیں جانتا تھا.............

'' ..... وہ گیرڈ!'' لوکی بولا۔

''گیرڈ؟'' فریبیر نے پہلی بار اس کا نام سنا اور دہرایا لیکن یہ آخری بار نہیں تھا۔

''گیرڈ!'' لوکی نے نام دہرایا۔'' ہیں جانتا ہوں کہ اس حسین وخوبصورت دیونی کا کیا نام ہے۔ دیووں میں سے بہت سے دیو اُس کے دعویدار تھے اور اب جب تم دل گرفتہ اس کی محبت میں مگن' بے چین وبے تاب ہو ممکن ہے وہ اب تک شادی بھی کر چکی ہو۔''

''لوکی!'' فریبیر چلایا۔'' تمھیں لازمی جانا ہو گا---- میرا مطلب ہے اُڑ کر' اٹگارڈ فوری طور پر اور اس حسینہ کو کہنا ہو گا کہ'-----''

''ہاں' میں خوب جانتا ہوں مجھے کیا کہنا ہے۔'' لوکی نے اس کی بات کاٹ دی۔'' لیکن تم کیسے یقین کر سکتے ہو کہ گیرڈ ایک ایسے دیوتا کو قبول کر لے گی جسے اُس نے دیکھا تک نہیں۔ تم اپنی کوئی ایسی چیز مجھے اپنے ساتھ لے جانے دو جو میں اُسے دکھا کر یہ یقین دلا سکوں کہ تمھارا ارادہ مضبوط' صاف اور نیک ہے۔''

''فریبیر نے اڈّون کے تین سیب نکالے۔ وہ انہیں کھانے کے لئے کوئی شوق نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی گیرڈ کے بغیر اب اسے زندہ رہنے کا کوئی شوق تھا۔''لوکی! تم یہ سیب گیرڈ کے پاس لے جاؤ اور اسے کہنا کہ-----''

ابھی وہ یہیں تک کہہ پایا تھا کہ لوکی بول پڑا:

میں بخوبی جانتا ہوں کہ مجھے کیا کہنا ہے۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی نوجوان دیوی اپنی بھرپور جوانی میں دیوتاؤں کے درمیان رہنے کو نہ کر دے گی۔''

فریر' اشتیاق میں لوکی کے گلے میں اپنی بانہیں ڈالنے ہی والا تھا کہ لوکی بول اُٹھا:

'' لیکن اس کا باپ اور دوسرے دیو اس میں کوئی خاص دلچسپی نہیں رکھتے کہ وہ وہاں سے چلی آئے۔ وہ دیوتاؤں کے بارے میں کچھ زیادہ جذبات نہیں رکھتے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اگر میں اپنی اصلی صورت میں وہاں جاؤں تو وہ مجھے اٹھا کر اٹگارڈ سے باہر پھینک دیں لیکن میں ایسا کرنے یعنی اپنی اصلی صورت ہی میں وہاں جانے کا پابند ہوں تاکہ میں بھی قابل اعتماد اور بارعب دکھائی دوں۔ تمھیں اپنی تلوار مجھے مستعار کرنی ہوگی تاکہ میں اپنا دفاع کر سکوں۔''

'' میری اپنی تلوار!'' فریر ایک طرح سے چلایا۔ تلوار یقیناً فریر ہی کی ملکیت تھی اور یہ تلوار تو سبھی تلواروں کی تلوار تھی جو اپنے آپ اپنا رخ بدل سکتی تھی اور حدف کو شکار بنا سکتی تھی۔ تھور کے ہتھوڑے کے بعد یہی تلوار ہی تو دیوتاؤں کا سب سے بڑا ہتھیار تھی---- لیکن اب ایک مدت سے اسے استعمال بھی تو نہیں کیا گیا تھا۔

'' تم اسے استعمال تو اب کرتے نہیں ہو۔'' لوکی بولا۔ '' محبت کے ایک دیوتا کو تلوار سے کیا چاہت؟ کیا تم امن کے بدلے میں تلوار کے سوا کوئی دوسری چیز دینے کے بارے میں سوچ سکتے ہو؟''

فریر نے قدرے استدلال کیا۔ تلوار صرف اس کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ہر ایک دیوتا سے تعلق رکھتی تھی۔ لیکن اپنی اس سوچ پر وہ چند لمحوں سے زیادہ قائم نہ رہ سکا۔ اگر اوڈین نے اس کو اسگارڈ سے باہر جانے سے منع کر دیا ہوا ہے تو پھر اوڈین کو اب اس کے رد عمل کا بھی سامنا کرنا ہوگا۔ اس نے سوچا اور تلوار اُٹھا لی۔

'' دھیان رکھنا کہ تمھیں تلوار سمیت کوئی دیکھ نہ پائے۔'' فریر نے تلوار لوکی کے حوالے کر دی۔

لوکی' تلوار کا دستہ تھامتے ہی غائب بھی ہو چکا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا لیکن ایسے کہ گزرتا ہی نہ ہو۔ فریر ہر رات اداس و پریشان' مقدس جھنڈ میں جاتا' ادھر اُدھر چکر لگاتا اور ہر رات بلدر بھی اسے ملتا۔ وہ دونوں کبھی آپس میں بولتے نہیں تھے' پہاڑی کوّے اُن کے اوپر منڈلاتے رہتے تھے۔

تیسرے روز لوکی' گیرڈ کو ساتھ لئے واپس لوٹا۔ تمام دیوتا اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے۔ گیرڈ اپنی طرف سے اب فریر کے لئے زیادہ انتظار نہیں کر سکتی تھی---- اس نے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو فریر کی بانہوں میں گرا دیا۔ اور جونہی فریر نے اُسے ایک لمحے کے لئے اپنے سے الگ کیا' فریجا نے اپنی نئی بھابھی کو گلے سے لگا لیا۔ نجورڈ نے بھی اپنی بہو کو بانہوں میں لیتے ہوئے گلے لگا کر پیار کیا---- اس کی بیوی سکاڈی اس وقت گھر پر موجود نہیں تھی۔ تھور بھی گیرڈ کو گلے سے لگانے ہی والا تھا کہ سِف نے اسے پیچھے ہٹا دیا؛ اور تیر' جس کا صرف ایک ہی بازو تھا' وہ کسی کو بھی گلے نہیں لگا سکتا تھا۔

لوکی نے ایک مختصر سی تقریر کی اور کہا کہ گیمر' گیرڈ کے باپ نے نیک خواہشات بجھوائی ہیں۔ لوکی نے کہا کہ وہ اور سارے دیو یہ سمجھتے ہیں کہ رشتے داری کا یہ بندھن' جو دیوتاؤں اور دیووں کے درمیان قائم ہوا ہے' دیووں کے لئے ایک عظیم خزانہ ہے اور دیوتاؤں کی اس خواہش کا

مظہر ہے کہ دیوتا اب دیووں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے امن کے خواہاں ہیں اور مزید کہ اب دیوتا اور دیو ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے الگ الگ نہیں رہیں گے۔

سبھی دیوتاؤں نے لوکی کی اس تقریر کا خیر مقدم نہیں کیا تھا۔ تھور' تیر اور سِف' سبھی ہمزبان تھے کہ گیمر کو شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ لیکن لوکی نے ابھی اپنا بیان ختم نہیں کیا تھا: گیمر سمجھتا ہے کہ دیوتا اب دیووں کے ساتھ امن چاہتے ہیں' اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ فریر نے اپنی محبت کے بدلے میں اپنی تلوار دیووں کو دے دی ہے۔

''تلوار!'' تمام دیوتا ایک ساتھ چلائے۔ وہ فریر کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن فریر خود بھی چلا رہا تھا۔ اور لوکی پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

''شاید کوئی ایسی بات ہے جو میں غلط سمجھا ہوں؟'' لوکی نے پوچھا۔ شاید تلوار تمھیں اپنی بیوی سے زیادہ قیمتی اور پیاری ہے؟ تو چلو یونہی سہی! تو پھر یہ سودا منسوخ کر دیتے ہیں۔ ہمیں پرواز کرنی چاہیئے!'' لوکی آگے بڑھ کر گیرڈ کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ لیکن فریر نے جھپٹ کر اسے لوکی سے چھڑا لیا۔ تب تھور اور تیر دونوں چلا چلا کر سودے کو منسوخ کر دینے پر زور دے رہے تھے۔ فریر اُن دونوں کو بڑی فیصلہ کن نظروں سے یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ اُن دونوں کو اپنی تلوار کے بغیر ہی دبوچ لینے والا ہو۔ لڑائی بس ہونے ہی کو تھی کہ اڈّین' اپنا نیزہ تھامے اپنے ''برج'' سے نیچے اتر آیا تھا:

''تھم جاؤ!'' اپنے نیزے کی نوک کو زمین پر مارتے ہوئے' اڈّین چلایا۔ ''دیوتا ہی اگر دیوتاؤں کے خلاف لڑنے لگے تو پھر ہلاکت خیز انجام ہوگا۔ دیوتا' دیووں سے طاقتور ہیں ہاں اگر وہ دیووں کے ساتھ نہ ہوں تو' اور' اگر دیوتا ایک ذہن نہیں رکھتے اور ایک ہی سوچ نہیں اپناتے تو پھر وہ دیووں کے مقابلے میں کمزور ہیں۔ دیو کبھی ایسا کوئی سودا منسوخ نہیں کرتے جس میں خود اُن کا اپنا مفاد پوشیدہ ہو۔ جب کوئی میری جگہ لینے کی خواہش کرنے لگتا ہے تو مجھے یہ ایک شیطانی کارستانی لگتی ہے۔''

یہ کہہ کر اڈّین' غصے میں زمین پر پاؤں مارتا ہوا وہاں سے چلد یا اور آدھے دیوتا بھی اُس کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ اس طرح فریر اور گیرڈ کی شادی صرف ''آدھے امن کی تقریب'' ہی بن سکی۔ صرف فریر کا اپنا کنبہ اور اس کے ساتھ لوکی ----- اور بلدر اس میں شامل تھے۔

لیکن بلدر اس خوشی میں اُن کا حصہ دار بننے کے قابل نہیں تھا۔ اب فریر اپنی تلوار کھو چکا تھا ----- بالکل اسی طرح جیسے بلدر نے خواب میں دیکھا تھا!

تھور کا سفرِ اُٹگارڈ

تھور بہت غصّے میں تھا۔ وہ دیوتاؤں کی وجہ سے شرمندہ تھا کہ انھوں نے دیووں کو اپنے ساتھ دھوکہ کرنے کا موقع دیا تھا۔ دیووں نے دیوتاؤں کے بارے میں لوکی سے یقیناً کوئی بالکل ہی غلط تاثر لیا ہوگا۔ شاید انھوں نے سوچا ہو کہ سبھی دیوتا' فریر اور فریجا کی ہی طرح کے تھے۔ وہ

اُن کو کچھ اور ہی سکھانا چاہتا تھا۔ وہ بذاتِ خود اُٹگارڈ جانا اور انھیں ایک اچھا سبق سکھانا چاہتا تھا۔ وہ لوکی کی طرح اُڑ تو سکتا نہیں تھا۔ لیکن اس کے پاس دنیا کے تیز رفتار بھاگنے والے دو بکروں والی بگھی تھی' ٹوتھ گرنڈر اور گاٹ ٹوتھ (یہ دونوں آپس میں بھائی تھے) وہ انھیں بگھی میں جوتنے کیلئے انھیں ساز پہنا چکا تھا لیکن پھر اُسے یاد آیا کہ وہ راستہ تو جانتا ہی نہ تھا۔ اب اس کے غصے میں یہ سوچ کر اور بھی اضافہ ہوگیا کہ یہ تو صرف لوکی ہی تھا جو اُٹگارڈ اور اُس کے گرد و نواح کو جانتا اور اس سے پوری طرح باخبر اور آگاہ تھا۔

اب اور کوئی چارہ نہ تھا---- اسے لوکی کو اپنے ساتھ لے جانا ہی تھا۔ اس نے چلّا کر لوکی کو آواز دی' لیکن لوکی ناراض تھا کیونکہ اڈّین نے اس پر اپنا غصہ جھاڑا تھا۔ اگر دیوتا اس کی گرانقدر خدمات کو نہیں مانتے اور اُن کا اگر اعتراف نہیں کرتے تو یہ اُن کا اپنا عمل تھا۔ وہ ایک ''بکرا بگھی'' میں اُٹگارڈ نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس نے تھور کو بھی ایسا ہی کرنے کو کہا۔ کیونکہ اگر وہ سفر پر نکل بھی پڑے گا لوکی بڑی خوشگواری سے مسکرایا۔ وہ سمجھ چکا تھا۔ اسے ایک لفظ بھی نہیں بولنا تھا۔ تھور کو اس پر افسوس کرنا پڑے گا۔ ایک لفظ بولے بغیر لوکی بگھی میں سوار ہوگیا اور تھور کے ساتھ پہلو میں بیٹھ گیا۔ ہیمدل نے بڑے پھاٹک پر ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا: کسی بھی دیوتا کو اسگارڈ سے باہر جانے کی اجازت نہیں! تھور بولا کہ وہ تو ایک سربراہ کے طور پر کام پر ہے۔ ہیمدل چلا رہا تھا اور تھور اس سے بھی اونچی آواز میں واویلا کر رہا تھا: اور پھر انھوں نے ''بکرا بگھی'' کو قوس قزح کے پل پر ڈال دیا تھا۔

آج کل کے زمانے میں یہ کوئی معمول نہیں تھا کہ دیوتا لوگوں سے ملنے مڈگارڈ میں جائیں; اور جب تھور بگھی پر سوار وہاں پہنچا تو اُن میں سے بہتوں نے نعرے لگا لگا کر اس کا استقبال کیا۔ لیکن تھور کسی خوشگوار موڈ میں نہیں تھا۔ اُس نے دائیں بائیں دیکھنے کی زحمت بھی نہ کی البتہ لوکی نے ہاتھ ہلا ہلا کر لوگوں کو اُن کے نعروں کا جواب دیا۔

لوکی راستہ دکھاتا جا رہا تھا اور جلد ہی اب وہ دونوں ایک بنجر و ویران دیہاتی علاقے میں پہنچ گئے تھے۔ یہاں دیکھنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ ---- خاص کر اس وقت جب کہ رات پڑ رہی تھی; تب انھوں نے رات گزارنے کیلئے ادھر اُدھر کوئی جگہ تلاش کرنی شروع کی۔ جلد ہی انھیں ایک کسان کا گھر نظر آیا اور انھوں نے وہاں جا کر شب بسری کی اجازت چاہی۔ کسان اور اس کی بیوی نے جلد ہی اندازہ لگا لیا کہ وہ کن سے بات کر رہے تھے اب انھیں اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہنا مشکل لگ رہا تھا۔ وہ غریب لوگ تھے اور ان کے پاس پیش کرنے کو کچھ بھی نہیں تھا; لیکن پھر بھی کسان نے ایک بھیڑ ذبح کرنی چاہی۔ لیکن نہیں---- تھور نے پیشکش کی وہ انسانوں کو ایسا کچھ مہیا کرے گا جیسا کہ ایک دیوتا کو کرنا چاہیئے۔ اُس نے اپنے بکروں کو مار دیا اور لوکی اپنے نوکر سے کہا کہ وہ اُن کی کھال اتارے اور انھیں بھون کر کھانا تیار کرے۔ اب تھور اور لوکی' کسان اور اس کی بیوی' اور ان کا بیٹا' تھیالفی اور اُن کی بیٹی رسکوا ایک ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ لوکی نے اب تک کوئی بات تک نہیں کی تھی لیکن وہ کھانا بالکل ٹھیک ٹھاک کھا رہا تھا۔ تھور نے اُن سے کہا کہ وہ تمام ہڈیاں بکروں کی کھالوں پر ڈالیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا سوائے تھیالفی کے۔ اس نے گودے اور مغز کیلئے ہڈیاں بھی چبا کھائیں تھیں۔ تھور نے تفریحِ طبع کے لئے ان نیک لوگوں کے ساتھ بات چیت شروع کرتے ہوئے اُن سے

پوچھا کہ کیا وہ دیووں سے ڈرتے تھے۔ نہیں ایسا نہیں۔ وہ ڈرتے نہیں تھے۔ کسان نے جواب دیا' کیونکہ وہ دیوتاؤں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

دوسری صبح' تھور نے ہڈیوں سے بھری' بکروں کی کھالوں پر اپنا ہتھوڑا دے مارا اور وہ دونوں مردہ بکرے زندہ ہو کر یکدم اٹھ کھڑے ہوئے لیکن جونہی تھور انھیں بگھی میں جوتنے کے لئے ہانکنے لگا تو اسے محسوس ہوا کہ ان میں سے ایک بکرا---- گاٹ ٹوتھ' اپنی ایک پچھلی ٹانگ سے لنگڑا رہا تھا۔ کون ہے وہ جس نے ساری ہڈیاں نہیں پھینکیں تھیں جیسا کہ میں نے کہا تھا؟ تھور غرایا۔ کسان اور اس کی بیوی جو لمحہ بھر پہلے اس بات پر خوشی محسوس کر رہے تھے کہ انھوں نے دیوتاؤں کے ساتھ خوش اسلوبی سے نبھاہ کر لیا تھا اب وہ دونوں اپنے گھٹنوں پر جھکے رحم مانگ رہے

تھے حالانکہ انھیں معلوم ہی نہیں تھا کہ اُن سے کیا گناہ سرزد ہو گیا تھا۔ لیکن اب تھیالفی بول پڑا کہ اسے معلوم نہیں تھا کہ گودا یا مغز بھی ہڈی ہو سکتا ہے: پھر رسکوا بولی کہ شاید وہ غلطی سے کوئی ایک ہڈی نگل گئی ہو گی۔ تھور جان گیا تھا کہ دونوں نوجوان ایک دوسرے کی پردہ پوشی کر رہے تھے۔ اسے ان کی یہ ادا پسند آئی اور اُس نے کنکھیوں سے لوکی کو دیکھا۔ اور بولا کہ وہ ایک لمبے عرصے سے' خادموں کے ایک بااعتبار جوڑے کی تلاش میں تھا اور اب وہ ان نوجوانوں کو ایک سزا کے طور پر اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اُن کے والدین کو کہنا ہی پڑا کہ یہ کوئی سزا تو ہے ہی نہیں بلکہ یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے کہ دیوتا کے خدمت گاروں میں شامل ہوا جائے۔

وہ اپنے بکروں کو وہیں چھوڑ جانے کے پابند ہو گئے تھے اور مشرق میں اُٹگارد کی جانب' پیدل ہی سفر پر چل نکلے تھے۔ کوئی آدھے دن کی مسافت کے بعد' وہ اُس سمندر کے کنارے تک پہنچ گئے جو مڈگارڈ اور اُٹگارڈ کو ایک دوسرے سے جدا رکھتا تھا۔ اسے انھوں نے ایک بڑی کشتی پر عبور کیا اور اس طرح باقی آدھا دن اس کام میں لگ گیا۔ جب وہ '' منجمد دیووں '' کے دیس میں پہنچے تو اندھیرا چھا رہا تھا۔ وہاں اس وقت کوئی دیو دکھائی نہیں دے رہا تھا اور نہ ہی کوئی جھونپڑا یا گھر وغیرہ تھا جہاں وہ رات بسر کر سکتے' اور منجمد دیووں کے دیس میں موسم بھی اچھا نہیں تھا۔ اب تھور کو احساس ہوا کہ اس کے پاس اس کے بکرے نہیں تھے جنہیں مار کر کھانا تیار کیا جا سکتا تھا: یہ بدقسمتی ہی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ جب اپنی منزل پر پہنچے تو ٹھیک ٹھاک اور خوش باش دکھائی دے۔ جب وہ سفر پر روانہ ہو رہے تھے لوکی نے بکروں کو نہ چھوڑنے بارے سوچا تو تھا لیکن اسے تو کچھ بولنے کی اجازت ہی نہیں تھی۔

اب اندھیرا اتنا بڑھ گیا تھا کہ وہ کوئی چیز نہیں دیکھ سکتے تھے۔ چاند اور ستارے بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ لیکن اچانک انھوں نے دیکھا کہ وہ تو کسی پناہ گھر میں تھے; یقیناً وہ کسی ایسی عمارت میں داخل ہو گئے تھے جو ایک طرف سے کھلی ہوئی تھی۔ اتنے طویل سفر کے بعد' اُن کے سر پر کسی چھت کا ہونا ہی اُن کے لئے بہت ضروری تھا اور غنیمت بھی' وہ جلد ہی سو گئے۔ لیکن جتنی جلدی وہ سوئے اس سے بھی جلدی انھیں بیدار ہونا پڑا کیونکہ عمارت لرز رہی تھی اور فرش اُن کے نیچے سے پھٹ رہا تھا۔ زلزلہ! یہ زلزلہ تھا۔ انھوں نے اندھیرے میں ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارے اور باہر نکل گئے۔ انھیں ایک اور ایسی عمارت مل گئی جو مضبوط کھڑی دکھائی دیتی تھی۔ لیکن وہ ساری رات اسی یوں سر مارتے رہے اور کچھ زیادہ سو نہیں سکے تھے۔

جب دن نمودار ہونے لگا تو تھور بھی ادھر ادھر دیکھنے کیلئے باہر نکل گیا۔ اس نے گھر کے باہر ایک پہاڑی دیکھی۔ لیکن یونہی قدرے روشنی ہوئی تو اُس نے دیکھا کہ وہ پہاڑی اوپر نیچے حرکت کر رہی تھی ---- زلزلے کے بعد' زمین شاید ابھی تک اپنی جگہ پر نہیں آئی تھی۔ لیکن اب جب خوب روشنی نکل آئی تھی تو اُس نے دیکھا کہ وہ پہاڑی تو تھی ہی نہیں' بلکہ وہ تو ایک دیو تھا سویا ہوا جو پھیپھڑے پھلا پھلا کر سانسیں لے رہا تھا---- ہاں تو یہی کچھ تو تھا جو انہوں نے سنا ہوا تھا!

تھور نے اپنا ہتھوڑا اٹھایا---- اور عین اُسی لمحے دیو بیدار ہو کر کھڑا ہو گیا تھا' طویل القامتی میں لامحدود' قامت' بے سر! بہت ہی طویل قد!! تھور کو اسے دیکھنے کیلئے اپنی گردن کو پیچھے کی جانب کر کے سر کو اوپر اٹھانا پڑا اور اس کی جانب ہتھوڑا پھینکنے کے لئے سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس نے جرأت کر کے دیو کے چہرے پر دیکھا اور اس کا نام پوچھا۔

'' میرا نام سکائمیر ہے۔'' دیو بولا۔'' مجھے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ تمھارا کیا نام ہے ----- میں تمھارے مشہور ہتھوڑے کی بنا پر بتا سکتا ہوں کہ تم یقیناً---- وہ ---- اُس' تھور کی طرح ہو جو عظیم ترین قوت والا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ تم ہی تھے جس نے میرا دستانہ اتار پھینکا تھا۔

سکائمیر نے اپنا ہاتھ نکالا جو کوئی اتنا کمزور نہیں تھا' اور اپنا دستانہ اٹھایا۔ اچھا تو یہ تھا وہ پناہ گھر جس میں وہ رات کو سوئے تھے۔ اور باہری عمارت تو صرف دستانے کا انگوٹھا تھا۔ خوش قسمتی سے' لوکی' تھیالفی اور رسکوا' تینوں پہلے ہی باہر آ چکے تھے۔ ورنہ وہ تو شاید بھینچے جا چکے ہوتے۔

سکائمیر نے پوچھا کہ کیا وہ سب ملکر اکٹھے نہیں جا سکتے تھے; وہ اس پر رضا مند ہوئے لیکن انھیں ایسا کرنا دشوار پڑ رہا تھا----- دیو جب ایک قدم اٹھاتا تو انھیں اس کے ساتھ برابر چلنے کے لئے دس بارہ یا اس سے بھی زیادہ قدم اٹھانے پڑتے تھے۔ تھیالفی بہت اچھا جا رہا تھا: اس نے تو دیو سے آگے نکل جانے کی کوشش بھی کی' لیکن تھور نے اسے واپس کھینچ رکھا---- ''ہمیں اپنی طاقت بچا کر رکھنی چاہیئے۔'' تھور منمنا رہا تھا۔ ان کے پاس پچھلے دو روز سے کھانے پینے کے لئے کوئی بھی چیز نہیں تھی اور اب وہ ایک طرح سے حالت ضعف میں تھے۔ سکائمیر چلتے چلتے ایک چھوٹے سے جنگل میں رکا اور بولا کہ اس کے خیال میں وہ سب وہاں شب بسری کے لئے ٹھہر سکتے تھے۔ انہوں نے گہرے سانس لیتے ہوئے اپنا دَم بحال کیا اور کچھ آرام محسوس کیا۔ سارا دن چلتے رہنے کی وجہ سے سکائمیر بھوکا ہونے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھکا ہوا تھا: اس نے سوچا کہ وہ ٹہلتے ٹہلتے چہل قدمی کرتے اتنا چل چکے ہیں کہ اب اُس کے لئے ان کا ساتھ دینا ممکن نہ تھا۔ اب وہ لیٹنا اور سونا چاہتا تھا۔ لیکن اگر وہ بھوکے تھے تو وہ اس کا تھیلا کھول سکتے تھے' اُن کے پاس اپنے کھانے کے سامان کے تھیلے وغیرہ تو نظر نہیں آتے تھے۔

سکائمیر نے لیٹتے ہی خراٹے لینے شروع کر دیئے تھے۔ تھور اور اُس کے نوکروں----- لوکی بھی تو اب نوکر ہی شمار تھا------ انھوں نے سوچا کہ تھیلے میں ضرور کچھ کھانے کو ہو گا لیکن انھوں نے محسوس کیا کہ وہ تو بڑی مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ تھیالفی اور لوکی دونوں گانٹھ کو کھول نہیں سکے تھے اس لئے تھور کو خود اسے کھولنا پڑ رہا تھا۔ اس نے ہر طرح سے کوشش کی لیکن وہ گانٹھ نہ کھول سکا بلکہ وہ اور بھی الجھتی جا رہی تھی اور اس کا غصہ اور بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ اس بات پر بڑے غصے میں تھا کہ وہ دیو کے ہاتھوں بیوقوف بن گیا تھا۔ اب اُس نے ہتھوڑا اٹھایا اور سکائمیر کے سر کی جانب پھینکا۔ حسبِ معمول' ہتھوڑا تھور کے ہاتھوں میں واپس آ گیا لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ ہتھوڑا اپنا شکار نہیں کر سکا تھا۔

سکائمیر نے اپنا ہاتھ نکالا جو کوئی اتنا کمزور نہیں تھا' اور اپنا دستانہ اٹھایا۔ اچھا تو یہ تھا وہ پناہ گھر جس میں وہ رات کو سوئے تھے۔ اور باہری عمارت تو صرف دستانے کا انگوٹھا تھا۔ خوش قسمتی سے' لوکی' تھیالفی اور رسکوا' تینوں پہلے ہی باہر آ چکے تھے۔ ورنہ وہ تو شاید بھینچے جا چکے ہوتے۔

سکائمیر نے پوچھا کہ کیا وہ سب ملکر اکٹھے نہیں جا سکتے تھے; وہ اس پر رضا مند ہوئے لیکن انھیں ایسا کرنا دشوار پڑ رہا تھا----- دیو جب ایک قدم اٹھاتا تو انھیں اس کے ساتھ برابر چلنے کے لئے دس بارہ یا اس سے بھی زیادہ قدم اٹھانے پڑتے تھے۔ تھیالفی بہت اچھا جا رہا تھا: اس نے تو دیو سے آگے نکل جانے کی کوشش بھی کی' لیکن تھور نے اسے واپس کھینچ رکھا---- ''ہمیں اپنی طاقت بچا کر رکھنی چاہیئے۔'' تھور منمنا رہا تھا۔ ان کے پاس پچھلے دو روز سے کھانے پینے کے لئے کوئی بھی چیز نہیں تھی اور اب وہ ایک طرح سے حالت ضعف میں تھے۔ سکائمیر چلتے چلتے ایک چھوٹے سے جنگل میں رکا اور بولا کہ اس کے خیال میں وہ سب وہاں شب بسری کے لئے ٹھہر سکتے تھے۔ انہوں نے گہرے سانس لیتے ہوئے اپنا دَم بحال کیا اور کچھ آرام محسوس کیا۔ سارا دن چلتے رہنے کی وجہ سے سکائمیر بھوکا ہونے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھکا ہوا تھا: اس نے سوچا کہ وہ ٹہلتے ٹہلتے چہل قدمی کرتے اتنا چل چکے ہیں کہ اب اُس کے لئے ان کا ساتھ دینا ممکن نہ تھا۔ اب وہ لیٹنا اور سونا چاہتا تھا۔ لیکن اگر وہ بھوکے تھے تو وہ اس کا تھیلا کھول سکتے تھے' اُن کے پاس اپنے کھانے کے سامان کے تھیلے وغیرہ تو نظر نہیں آتے تھے۔

سکائمیر نے لیٹتے ہی خراٹے لینے شروع کر دیئے تھے۔ تھور اور اُس کے نوکروں----- لوکی بھی تو اب نوکر ہی شمار تھا------ انھوں نے سوچا کہ تھیلے میں ضرور کچھ کھانے کو ہو گا لیکن انھوں نے محسوس کیا کہ وہ تو بڑی مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ تھیالفی اور لوکی دونوں گانٹھ کو کھول نہیں سکے تھے اس لئے تھور کو خود اسے کھولنا پڑ رہا تھا۔ اس نے ہر طرح سے کوشش کی لیکن وہ گانٹھ نہ کھول سکا بلکہ وہ اور بھی الجھتی جا رہی تھی اور اس کا

غصہ اور بھی بڑھتا جارہا تھا۔ وہ اس بات پر بڑے غصے میں تھا کہ وہ دیو کے ہاتھوں بیوقوف بن گیا تھا۔ اب اُس نے ہتھوڑا اٹھایا اور سکائمیر کے سر کی جانب پھینکا۔ حسبِ معمول، ہتھوڑا تھور کے ہاتھوں میں واپس آگیا لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ ہتھوڑا اپنا شکار نہیں کر سکا تھا۔

سکائمیر نے اپنا ہاتھ نکالا جو کوئی اتنا کمزور نہیں تھا، اور اپنا دستانہ اٹھایا۔ اچھا تو یہ تھا وہ پناہ گھر جس میں وہ رات کو سوئے تھے۔ اور باہری عمارت تو صرف دستانے کا انگوٹھا تھا۔ خوش قسمتی سے، لوکی، تھیالفی اور رسکوا، تینوں پہلے ہی باہر آ چکے تھے۔ ورنہ وہ تو شاید بھینچے جا چکے ہوتے۔

سکائمیر نے پوچھا کہ کیا وہ سب ملکر اکٹھے نہیں جا سکتے تھے؛ وہ اس پر رضا مند ہوئے لیکن انھیں ایسا کرنا دشوار پڑ رہا تھا----- دیو جب ایک قدم اٹھاتا تو انھیں اس کے ساتھ برابر چلنے کے لئے دس بارہ یا اس سے بھی زیادہ قدم اٹھانے پڑتے تھے۔ تھیالفی بہت اچھا جا رہا تھا؛ اس نے تو دیو سے آگے نکل جانے کی کوشش بھی کی، لیکن تھور نے اسے واپس کھینچ رکھا---- ''ہمیں اپنی طاقت بچا کر رکھنی چاہیئے۔'' تھور منمنا رہا تھا۔ ان کے پاس پچھلے دو روز سے کھانے پینے کے لئے کوئی بھی چیز نہیں تھی اور اب وہ ایک طرح سے حالت ضعف میں تھے۔ سکائمیر چلتے چلتے ایک چھوٹے سے جنگل میں رکا اور بولا کہ اس کے خیال میں وہ سب وہاں شب بسری کے لئے ٹھہر سکتے تھے۔ انہوں نے گہرے سانس لیتے ہوئے اپنا دَم بحال کیا اور کچھ آرام محسوس کیا۔ سارا دن چلتے رہنے کی وجہ سے سکائمیر بھوکا ہونے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھکا ہوا تھا؛ اس نے سوچا کہ وہ ٹہلتے ٹہلتے چہل قدمی کرتے اتنا چل چکے ہیں کہ اب اُس کے لئے ان کا ساتھ دینا ممکن نہ تھا۔ اب وہ لیٹنا اور سونا چاہتا تھا۔ لیکن اگر وہ بھوکے تھے تو وہ اس کا تھیلا کھول سکتے تھے، اُن کے پاس اپنے کھانے کے سامان کے تھیلے وغیرہ تو نظر نہیں آتے تھے۔

سکائمیر نے لیٹتے ہی خراٹے لینے شروع کر دیئے تھے۔ تھور اور اُس کے نوکروں---- لوکی بھی تو اب نوکر ہی شمار تھا----- انھوں نے سوچا کہ تھیلے میں ضرور کچھ کھانے کو ہو گا لیکن انھوں نے محسوس کیا کہ وہ تو بڑی مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ تھیالفی اور لوکی دونوں گانٹھ کو کھول نہیں سکے تھے اس لئے تھور کو خود اسے کھولنا پڑ رہا تھا۔ اس نے ہر طرح سے کوشش کی لیکن وہ گانٹھ نہ کھول سکا بلکہ وہ اور بھی الجھتی جا رہی تھی اور اس کا غصہ اور بھی بڑھتا جارہا تھا۔ وہ اس بات پر بڑے غصے میں تھا کہ وہ دیو کے ہاتھوں بیوقوف بن گیا تھا۔ اب اُس نے ہتھوڑا اٹھایا اور سکائمیر کے سر کی جانب پھینکا۔ حسبِ معمول، ہتھوڑا تھور کے ہاتھوں میں واپس آگیا لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ ہتھوڑا اپنا شکار نہیں کر سکا تھا۔ سکائمیر نے اپنا ہاتھ نکالا جو کوئی اتنا کمزور نہیں تھا، اور اپنا دستانہ اٹھایا۔ اچھا تو یہ تھا وہ پناہ گھر جس میں وہ رات کو سوئے تھے۔ اور باہری عمارت تو صرف دستانے کا انگوٹھا تھا۔ خوش قسمتی سے، لوکی، تھیالفی اور رسکوا، تینوں پہلے ہی باہر آ چکے تھے۔ ورنہ وہ تو شاید بھینچے جا چکے ہوتے۔

سکائمیر نے پوچھا کہ کیا وہ سب ملکر اکٹھے نہیں جا سکتے تھے؛ وہ اس پر رضا مند ہوئے لیکن انھیں ایسا کرنا دشوار پڑ رہا تھا----- دیو جب ایک قدم اٹھاتا تو انھیں اس کے ساتھ برابر چلنے کے لئے دس بارہ یا اس سے بھی زیادہ قدم اٹھانے پڑتے تھے۔ تھیالفی بہت اچھا جا رہا تھا؛ اس نے تو دیو سے آگے نکل جانے کی کوشش بھی کی، لیکن تھور نے اسے واپس کھینچ رکھا---- ''ہمیں اپنی طاقت بچا کر رکھنی چاہیئے۔'' تھور منمنا رہا تھا۔ ان کے پاس پچھلے دو روز سے کھانے پینے کے لئے کوئی بھی چیز نہیں تھی اور اب وہ ایک طرح سے حالت ضعف میں تھے۔ سکائمیر چلتے چلتے ایک چھوٹے سے جنگل میں رکا اور بولا کہ اس کے خیال میں وہ سب وہاں شب بسری کے لئے ٹھہر سکتے تھے۔ انہوں نے گہرے سانس لیتے ہوئے اپنا دَم بحال کیا اور کچھ آرام محسوس کیا۔ سارا دن چلتے رہنے کی وجہ سے سکائمیر بھوکا ہونے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھکا ہوا تھا؛ اس نے سوچا کہ وہ ٹہلتے ٹہلتے چہل قدمی کرتے اتنا چل چکے ہیں کہ اب اُس کے لئے ان کا ساتھ دینا ممکن نہ تھا۔ اب وہ لیٹنا اور سونا چاہتا تھا۔ لیکن اگر وہ بھوکے تھے تو وہ اس کا تھیلا کھول سکتے تھے، اُن کے پاس اپنے کھانے کے سامان کے تھیلے وغیرہ تو نظر نہیں آتے تھے۔

سکائمیر نے لیٹتے ہی خراٹے لینے شروع کر دیئے تھے۔ تھور اور اُس کے نوکروں---- لوکی بھی تو اب نوکر ہی شمار تھا----- انھوں نے سوچا کہ تھیلے میں ضرور کچھ کھانے کو ہو گا لیکن انھوں نے محسوس کیا کہ وہ تو بڑی مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ تھیالفی اور لوکی دونوں گانٹھ کو کھول نہیں سکے تھے اس لئے تھور کو خود اسے کھولنا پڑ رہا تھا۔ اس نے ہر طرح سے کوشش کی لیکن وہ گانٹھ نہ کھول سکا بلکہ وہ اور بھی الجھتی جار ہی تھی اور اس کا غصہ اور بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ اس بات پر بڑے غصے میں تھا کہ وہ دیو کے ہاتھوں بیوقوف بن گیا تھا۔ اب اُس نے ہتھوڑا اٹھایا اور سکائمیر کے سر کی جانب پھینکا۔ حسبِ معمول، ہتھوڑا تھور کے ہاتھوں میں واپس آگیا لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ ہتھوڑا اپنا شکار نہیں کر سکا تھا۔ سکائمیر نے اپنا ہاتھ نکالا جو کوئی اتنا کمزور نہیں تھا، اور اپنا دستانہ اٹھایا۔ اچھا تو یہ تھا وہ پناہ گھر جس میں وہ رات کو سوئے تھے۔ اور باہری عمارت تو صرف دستانے کا انگوٹھا تھا۔ خوش قسمتی سے، لوکی، تھیالفی اور رسکوا، تینوں پہلے ہی باہر آ چکے تھے۔ ورنہ وہ تو شاید بھینچے جا چکے ہوتے۔

سکائمیر نے پوچھا کہ کیا وہ سب ملکر اکٹھے نہیں جا سکتے تھے; وہ اس پر رضامند ہوئے لیکن انھیں ایسا کرنا دشوار پڑ رہا تھا---- دیو جب ایک قدم اٹھاتا تو انھیں اس کے ساتھ برابر چلنے کے لئے دس بارہ یا اس سے بھی زیادہ قدم اٹھانے پڑتے تھے۔ تھیالفی بہت اچھا جا رہا تھا: اس نے تو دیو سے آگے نکل جانے کی کوشش بھی کی، لیکن تھور نے اسے واپس کھینچے رکھا---- ''ہمیں اپنی طاقت بچا کر رکھنی چاہیئے۔'' تھور منمنا رہا تھا۔ ان کے پاس پچھلے دو روز سے کھانے پینے کے لئے کوئی بھی چیز نہیں تھی اور اب وہ ایک طرح سے حالت ضعف میں تھے۔ سکائمیر چلتے چلتے ایک چھوٹے سے جنگل میں رکا اور بولا کہ اس کے خیال میں وہ سب وہاں شب بسری کے لئے ٹھہر سکتے تھے۔ انہوں نے گہرے سانس لیتے ہوئے اپنا دَم بحال کیا اور کچھ آرام محسوس کیا۔ سارا دن چلتے رہنے کی وجہ سے سکائمیر بھوکا ہونے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھکا ہوا تھا: اس نے سوچا کہ وہ ٹہلتے ٹہلتے چہل قدمی کرتے اتنا چل چکے ہیں کہ اب اُس کے لئے ان کا ساتھ دینا ممکن نہ تھا۔ اب وہ لیٹنا اور سونا چاہتا تھا۔ لیکن اگر وہ بھوکے تھے تو وہ اس کا تھیلا کھول سکتے تھے، اُن کے پاس اپنے کھانے کے سامان کے تھیلے وغیرہ تو نظر نہیں آتے تھے۔

سکائمیر نے لیٹتے ہی خراٹے لینے شروع کر دیئے تھے۔ تھور اور اُس کے نوکروں---- لوکی بھی تو اب نوکر ہی شمار تھا----- انھوں نے سوچا کہ تھیلے میں ضرور کچھ کھانے کو ہو گا لیکن انھوں نے محسوس کیا کہ وہ تو بڑی مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ تھیالفی اور لوکی دونوں گانٹھ کو کھول نہیں سکے تھے اس لئے تھور کو خود اسے کھولنا پڑ رہا تھا۔ اس نے ہر طرح سے کوشش کی لیکن وہ گانٹھ نہ کھول سکا بلکہ وہ اور بھی الجھتی جار ہی تھی اور اس کا غصہ اور بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ اس بات پر بڑے غصے میں تھا کہ وہ دیو کے ہاتھوں بیوقوف بن گیا تھا۔ اب اُس نے ہتھوڑا اٹھایا اور سکائمیر کے سر کی جانب پھینکا۔ حسبِ معمول، ہتھوڑا تھور کے ہاتھوں میں واپس آگیا لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ ہتھوڑا اپنا شکار نہیں کر سکا تھا۔

سکائمیر نے اپنا ہاتھ نکالا جو کوئی اتنا کمزور نہیں تھا، اور اپنا دستانہ اٹھایا۔ اچھا تو یہ تھا وہ پناہ گھر جس میں وہ رات کو سوئے تھے۔ اور باہری عمارت تو صرف دستانے کا انگوٹھا تھا۔ خوش قسمتی سے، لوکی، تھیالفی اور رسکوا، تینوں پہلے ہی باہر آ چکے تھے۔ ورنہ وہ تو شاید بھینچے جا چکے ہوتے۔

سکائمیر نے پوچھا کہ کیا وہ سب ملکر اکٹھے نہیں جا سکتے تھے; وہ اس پر رضامند ہوئے لیکن انھیں ایسا کرنا دشوار پڑ رہا تھا---- دیو جب ایک قدم اٹھاتا تو انھیں اس کے ساتھ برابر چلنے کے لئے دس بارہ یا اس سے بھی زیادہ قدم اٹھانے پڑتے تھے۔ تھیالفی بہت اچھا جا رہا تھا: اس نے تو دیو سے آگے نکل جانے کی کوشش بھی کی، لیکن تھور نے اسے واپس کھینچے رکھا---- ''ہمیں اپنی طاقت بچا کر رکھنی چاہیئے۔'' تھور منمنا رہا تھا۔ ان کے پاس پچھلے دو روز سے کھانے پینے کے لئے کوئی بھی چیز نہیں تھی اور اب وہ ایک طرح سے حالت ضعف میں تھے۔ سکائمیر چلتے چلتے ایک چھوٹے سے جنگل میں رکا اور بولا کہ اس کے خیال میں وہ سب وہاں شب بسری کے لئے ٹھہر سکتے تھے۔ انہوں نے گہرے سانس لیتے ہوئے اپنا دَم بحال کیا اور کچھ آرام محسوس کیا۔ سارا دن چلتے رہنے کی وجہ سے سکائمیر بھوکا ہونے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھکا ہوا تھا: اس نے سوچا کہ وہ ٹہلتے ٹہلتے چہل قدمی

کرتے اتنا چل چکے ہیں کہ اب اُس کے لئے ان کا ساتھ دینا ممکن نہ تھا۔ اب وہ لیٹنا اور سونا چاہتا تھا۔ لیکن اگر وہ بھوکے تھے تو وہ اس کا تھیلا کھول سکتے تھے' اُن کے پاس اپنے کھانے کے سامان کے تھیلے وغیرہ تو نظر نہیں آتے تھے۔

سکائمیر نے لیٹتے ہی خراٹے لینے شروع کر دیئے تھے۔ تھور اور اُس کے نوکروں----- لوکی بھی تو اب نوکر ہی شمار تھا------ انھوں نے سوچا کہ تھیلے میں ضرور کچھ کھانے کو ہوگا لیکن انھوں نے محسوس کیا کہ وہ تو بڑی مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ تھیالفی اور لوکی دونوں گانٹھ کو کھول نہیں سکے تھے اس لئے تھور کو خود اسے کھولنا پڑ رہا تھا۔ اس نے ہر طرح سے کوشش کی لیکن وہ گانٹھ نہ کھول سکا بلکہ وہ اور بھی الجھتی جا رہی تھی اور اس کا غصہ اور بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ اس بات پر بڑے غصے میں تھا کہ وہ دیو کے ہاتھوں بیوقوف بن گیا تھا۔ اب اُس نے ہتھوڑا اٹھایا اور سکائمیر کے سر کی جانب پھینکا۔ حسبِ معمول' ہتھوڑا تھور کے ہاتھوں میں واپس آ گیا لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ ہتھوڑا اپنا شکار نہیں کر سکا تھا۔

سکائمیر نیند سے بیدار ہو کر اُٹھ بیٹھا تھا۔

''ابھی ابھی کیا کوئی ایک پتا میرے سر پر گرا ہے؟'' اس نے پوچھا۔ '' میں نے کچھ محسوس کیا ہے۔ کیا تمھارے پاس کچھ کھانے کو تھا؟''

سکائمیر نے دیکھا کہ اس کا تھیلا کھلا ہوا نہیں تھا۔

'' ہر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ تم مضبوط آدمی ہو ----- اور ہاں ایک مضبوط عورت بھی! یہ تو ہے کہ کوئی ایک ویسا ہی بن جاتا ہے جیسا اس کے ہم صحبت ہوتے ہیں۔ لیکن اگر تمھیں دیوؤں کے گھر تک جانا ہے تو تمھیں تھوڑا سا ضرور سو جانا چاہیئے کیونکہ صبح ہمیں بہت لمبا سفر کرنا ہے۔'' وہ بولا۔

سکائمیر دوبارہ لیٹتے ہی پھر خراٹے لینے لگا۔ جلد ہی بادل گرجنے لگے تھے۔ تھور اب پھر غصے میں پیچ و تاب لیتے اچھل رہا تھا: لوکی نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے تھور کے غصے میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا-----اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا ہتھوڑا اٹھایا اور اسے اپنے سر کے اوپر لے جا کر اپنی کمر کے پیچھے یہاں تک جانے دیا کہ وہ زمین کو چھونے لگا اور پھر اُس نے پوری قوت و شدت کے ساتھ' عین نشانے پر' دیو کے سر کی جانب پھینک دیا۔ دیو یکدم بیدار ہو گیا اور بولا:

''اب کیا بات ہے؟ کیا میرے سر پر کسی درخت کا کوئی پھل گرا ہے؟ اوہ' تھور تم ابھی تک جاگ رہے ہو؟ تم دیوتا نیند کے بغیر کیسے رہ سکتے ہو؟ میں نے تم ایزروں کے بارے میں بہت باتیں سنی ہوئی ہیں لیکن تم اس سے کہیں زیادہ مضبوط ہو جو میں خیال کرتا تھا۔''

تھور اپنے منہ ہی منہ میں بڑبڑایا اور اپنے ہمسفروں کے پہلو ہی میں لیٹ گیا۔ شور' آزردگی اور بیزاری کی وجہ سے تھور سو نہیں سکتا تھا۔ اُس نے سوچا کہ شاید وہ ہدف پر نشانہ نہیں لگا سکا تھا ----- اتنی روشنی جو نہیں تھی۔ اب اس سے بہتر کیا ہو سکتا تھا کہ وہ صبح ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ جونہی دن نکلا۔ تھور نے اپنی پوری قوت اکٹھی کرنے کے لئے اپنے پٹھوں کو گرمایا اور پھر بڑی احتیاط اور آہستگی سے اپنا ہتھوڑا اُٹھا کر دیو کی کنپٹی کا نشانہ لیا اور اسے ہدف کی جانب پورے زور سے پھینکا۔ ہتھوڑا تھور کے ہاتھوں میں واپس تو آ گیا تھا لیکن ----- دیو اُٹھ بیٹھا تھا اور اپنا سر کھجا رہا تھا:

'' کیا کسی پرندے نے مجھ پر کچھ گرایا ہے؟ سونے کے لئے یہ کوئی پرامن جگہ نہیں ہے۔

بہر حال ہمیں اب جلد ہی اپنے سفر پر جانا ہوگا۔ ارے تم' تھور! کیا تم جاگ گئے ہو؟''

تھور تو پہلے ہی سے جاگ رہا تھا۔ لوکی بھی جاگ چکا ہوا تھا اور تھور کی طرف اپنا سر ہلا رہا تھا لیکن وہ منہ سے کچھ نہیں بول رہا تھا۔ دوسری طرف' تھیالفی اور رسکوا کو جگانا بڑا مشکل ہو رہا تھا وہ بہت ہی تھکے ہوئے تھے اور بس سوتے ہی رہے تھے۔

اب وہ پھر ایکبار سارا دن چلتے رہے تھے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ دیو چلتا رہا اور دوسرے بھاگتے رہے۔ اور اگرچہ موسم گرم نہیں تھا لیکن اُن کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ بالآخر سکائمیر رکا اور بولا:

''اب اُتگارڈ کوئی زیادہ دور نہیں: مجھے کہیں اور ایک کام کے لئے جانا ہے۔ میں دیکھ چکا ہوں کہ تم کتنے قابل ہو' ورنہ میں تمھیں یہ نصیحت کرتا کہ واپس بھاگ جاؤ' یا جہاں تک ممکن ہو زیادہ توقعات وابسطہ نہ رکھنا۔ کیونکہ وہاں اُتگارڈ میں مجھ سے بھی کہیں زیادہ بڑے دیو ہیں' اور میں تو تم سے بڑا ہوں ہی----- یہ جحم کے بڑا ہونے کا معاملہ نہیں ہے۔ تم کھانے پینے اور خوراک کے بغیر کئی دن تک رہ سکنے کے قابل دکھائی دیتے ہو۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔''

اتنا کہنے کے بعد اس نے اپنا تھیلا کھولا اور کھانا کھانے کے دوران' سیدھا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

''تم سیدھا اپنی ناک چلتے جاؤ۔ تم نے جو ساتھ دیا اُس کے لئے تمھارا شکریہ۔ یہ بہت ہی پر لطف تھا۔''

تھور نے کوئی جواب نہ دیا۔

وہ چلتے رہے' چلتے رہے لیکن بڑی سست رفتاری سے۔ شام کے قریب وہ ایک اتنے بڑے قلعے کے قریب پہنچ گئے کہ وہ اسے محض ایک نگاہ میں دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ آخر اُن کو لوہے کا ایک بڑا پھاٹک نظر آیا اور وہ ادھر چل دیئے۔ لیکن وہاں کوئی دربان یا چوکیدار نہیں تھا----- دیو مداخلت بیجا کرنے والوں کے در آنے سے شاید خوفزدہ نہیں تھے۔ تھور نے تھوڑی دیر پھاٹک کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن لوکی پہلے ہی اس پھاٹک کی سلاخوں سے گذر کر دوسری طرف جا چکا تھا اور تھیالفی اور رسکوا بھی اس کے پیچھے پیچھے سلاخوں سے گذر کر دوسری طرف جا چکے تھے۔ اب تھور کو سلاخوں کے بیچ میں سے گزر کر دوسری جانب جانے کی کوشش کرنی تھی جو اس کے لئے ایک سست عمل تھا۔ بہر حال سفر کے دوران چونکہ وہ کافی وزن کھو چکا تھا ورنہ تو وہ سلاخوں کے درمیان پھنس کر رہ گیا ہوتا۔

تھور نے دیووں پر فوری حملہ کرنے کا جو منصوبہ بنایا تھا اس کا خیال اُس نے چھوڑ دیا۔ شاید اس وقت یہی بہتر تھا کہ دوستی کا نقاب اوڑھ کر دیووں کی مہمان نوازی کا پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ اتنا بھوکا اور تھکا ہونے کی وجہ سے ایسا کرنا ہی بہتر تھا۔ وہ ایک بڑے صحن میں سے گذر رہے تھے (ابھی تک انھیں کسی نے روکا نہیں تھا) وہ بڑھتے ہوئے کھانا کھانے والے بڑے ہال میں پہنچ گئے تھے۔ یہاں انھوں نے قوی ہیکل دیووں کی دو بڑی قطاریں دیکھیں۔ وہ ایکدوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک قطار کے عین درمیان میں ایک تخت پر سب سے بڑا' بہت ہی بڑا دیو براجمان تھا: وہ بظاہر سکائمیر سے بھی بڑا دکھائی دیتا تھا۔ چند ایک دیووں کی نگاہیں مہمانوں پر پڑیں اور انھوں نے احتراماً اپنی گردنیں جھکاتے ہوئے' بڑے دوستانہ انداز میں آگے بڑھ کر مہمانوں کو اپنے بادشاہ' شاہ لوکی سے ملنے کی دعوت دی۔

تھور نے جب سنا کہ دیووں کے شاہ کا نام ''لوکی'' ہے تو وہ اپنے ساتھ لائے ہوئے لوکی نوکر کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ ''لوکی'' کسی دیو کے لئے ایک عام نام تھا۔

ابھی انھیں' تخت پر بیٹھے دیو کے سامنے کھڑے تھوڑا سا وقت گزرا تھا---- اور وہ جان گئے تھے کہ وہ' اُٹگارڈ-لوکی تھا۔ لیکن جب دوسرے دیووں نے اس کی توجہ اجنبیوں کی جانب دلائی تو وہ بولا:

'' اچھا' اچھا! ہمارے ہاں کچھ معزز مہمان آئے ہیں' ہیں نا! میرا خیال ہے وہ چھوٹا چھوہرا تو یقیناً مانند تھور ہی ہوگا؟ جیسا ہم نے سن رکھا ہے اُس کے مطابق تو تم' اور جس طرح سے دکھائی دے رہے ہو اس سے کہیں زیادہ مضبوط و طاقتور ہوگے۔ اور یقیناً تمھارے ساتھی بھی ویسے ہی ہونگے۔ ورنہ تم انھیں اپنے ساتھ کیوں لاتے۔ ہمیں تمھیں آزمانا ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ جو کسی خاص قسم کا کوئی کرتب یا اسی طرح کا کوئی اور عظیم کام نہیں کر سکتے انھیں ہمارے ہاں خوش آمدید نہیں کہا جا سکتا۔''

تھور ابھی کہنے ہی والا تھا کہ دیوتا تو اپنے مہمانوں سے مقابلہ کرنے سے پہلے اُن کی تفریح طبع کا سامان پیدا کرتے ہیں لیکن ابھی اسے یہ خیال آیا ہی تھا کہ اس کی نظر ایک نوکر دیو پر پڑی جو گوشت سے بھرا ہوا ایک بہت بڑا طباق اٹھائے چلا آرہا تھا۔ تھور اس کی طرف بڑھنے ہی والا تھا کہ اُٹگارڈ-لوکی بولا:

'' ہم سب کھانے کا ہی مقابلہ کرنے والے تھے۔ اب تم بھی آگئے ہو تو آؤ دیکھتے ہیں کہ اگر تم ہمارے ''پیٹو پہلوان' -----لوگی'' کا مقابلہ کر سکتے ہو۔''

لوگی' پیٹو پہلوان اب طباق کے ایک طرف بیٹھ گیا تھا۔ اس کے جبڑے اُس کے کانوں تک کھلتے تھے اور منہ اس کے سر سے بھی بڑا بنتا تھا اور' کھانا کھاتے ہوئے جب اس کے دانت ایکدوسرے پر لگتے تو چنگاریاں نکلنے لگتیں تھی۔ تھور اور اس کے ساتھی طباق پر جھپٹنے والے ہی تھے اور اُن کا خیال تھا کہ وہ اس گوشت کا بہت زیادہ حصہ کھا سکتے ہیں اور یوں مقابلہ جیت سکتے ہیں۔ لیکن ابھی وہ کچھ اور سوچنے اور یکدم اکٹھے آگے بڑھنے ہی والے تھے کہ اُٹگارڈ-لوکی نے' تھور کے ساتھ پیچھے کھڑے' لوکی کی طرف اشارہ کیا:

'' تم' لوکی! تم سب سے زیادہ بھوکے دکھائی دیتے ہو۔ تم' ----- ایک ----- دو----- تین' تم کھانا شروع کرو!''

اب لوکی اور ''پیٹو پہلوان---لوگی'' دونوں طباق کے ساتھ اپنی اپنی جانب بیٹھے کھانے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اور ایکدوسرے پر بازی لے جانے کیلئے جلدی جلدی نوالے لے رہے تھے۔ انھیں شاید دانستہ ایسا ہی کرنا تھا۔ لقمے اٹھاتے اٹھاتے اب اُن دونوں کے ہاتھ طباق کے عین درمیان ہیں ایک دوسرے کو چھونے لگے تھے اور اُن کی ناک بھی ایکدوسرے کی ناک کو چھو رہی تھی۔ لوکی طباق میں اپنی طرف کا سارا آدھا گوشت کھا چکا تھا اور لوگی گوشت کے اپنے حصے کے ساتھ ادھا طباق اور ہڈیاں بھی چبا گیا تھا۔ لوکی ہار چکا تھا۔ لیکن اس کے لئے سب سے اہم بات یہ تھی کہ اس نے مقابلے میں حصہ لیا تھا---- وہ کھا کھا کر اپنا پیٹ بھر چکا تھا۔ تھور کو کچھ بھی نہیں ملا تھا اور وہ کھڑا ناک بھوں چڑھا رہا تھا۔ ''تم کوئی اتنے خراب نہیں کھیلے ہو'' اٹگارڈ-لوکی نے ہلکی سی جنبش لیتے ہوئے لوکی سے کہا۔ '' ہم جانتے ہیں کہ تمھارا مقابلہ ہمارے چوٹی کے ''پیٹو'' سے تھا اور پھر اس مقابلے میں تم نے اپنے آپ کو خود تو پیش بھی نہیں کیا تھا۔ لیکن اب تم جس طرح کا مقابلہ کرنا چاہو اس کا انتخاب خود کر سکتے ہو---- ارے تم! تم جھینگے!! تم بتاؤ' تم کیا کر سکتے ہو؟'' اٹگارڈ-لوکی نے تھیالفی کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

تھیالفی جو اچانک دیوتاؤں کے درمیان آگیا تھا اور اب دیووں کے بھی درمیان تھا اسے کھانے پینے کے لئے پچھلے کئی دنوں سے کچھ بھی تو نہیں ملا تھا۔ اس نے سوچا ہی نہیں تھا کہ وہ بھی کچھ کر سکنے کے قابل ہے۔ لیکن سفر کے دوران' وہ ایک دو مرتبہ سکائمیر سے چلنے میں آگے نکل گیا تھا اور سکائمیر نے بھی تو کہا تھا کہ اس کے لئے اُس کے ساتھ چلنا بہت مشکل تھا---- اُس نے سوچا کہ وہ ''دوڑ مقابلے'' میں حصہ لے سکتا ہے۔

'' یہ ایک اچھا کھیل ہے۔'' اٹگارڈ-لوکی بولا۔ '' لیکن تمھاری ٹانگیں کوئی اتنی خاص لمبی بھی نہیں ہیں اس لئے یہ ناانصافی ہوگی کہ ہم تمھارا مقابلہ اپنے سب سے تیز دوڑنے والے ''ھوگی'' سے کرائیں۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ چلایا ----- اب ایک عجیب الصورت بھاگتا ہوا حاضر ہوا: وہ ایک دیو کی نسبت '' بالشتیا'' زیادہ لگتا تھا اور اس کے پاؤں اتنے ہلکے تھے کہ شاید ہی وہ زمین کو چھوتے ہوں۔

ان دونوں نے ''بڑے ہال'' میں آگے پیچھے ایک ساتھ دوڑنا شروع کر دیا تھا۔ اور تمام دیو ''ھوگی' ھوگی! '' کے نعرے لگا رہے تھے۔ تھور اور رسکوا دونوں '' تھیالفی' تھیالفی! '' چیخ رہے تھے۔ لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا ----- لوکی کو کچھ بولنے یا کہنے کی اجازت ہی نہ تھی۔ ھوگی پہلے نمبر پر تھا لیکن صرف یوں کہ جب وہ ایک جگہ' جہاں حد مقرر تھی' اس کے قریب سے موڑ لینے ہی والا تھا کہ تھیالفی وہاں پہلے ہی پہنچ چکا ہوا تھا۔ ہر ایک کا خیال تھا کہ تھیالفی' جیت جانے کے اتنا قریب تر تھا کہ اُسے ایک اور موقع ملنا چاہیے تھا' لیکن دوسری دوڑ میں تھیالفی' ھوگی کے مقررہ حد تک پہنچنے سے پہلے ہی دوڑ جیت چکا تھا۔

'' کوئی ایک بھی بد قسمت ہو سکتا ہے۔'' اٹگارڈ- لوکی بولا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ تھیالفی پہلی دوڑ ہیں کتنا اچھا دوڑا' چلو اسے ایک اور موقع دیتے ہیں۔

تھیالفی کئی دنوں سے نڈھال ہو رہا تھا اور دو جان مار دوڑوں کے بعد تو وہ تھک کر چور ہو چکا تھا: اب

تیسری دوڑ میں وہ ہال کے اندر صرف آدھے ہی راستے میں تھا کہ اس کی ملاقات' ھوگی سے ہوئی جو دوڑ کر واپس بھی آ رہا تھا۔

تھیالفی سخت پریشانی اور الجھن و گھبراہٹ میں پھنسا ہوا تھا۔ ہار جانے کی وجہ سے وہ دیوتاؤں کے لئے ننگ و شرم کا باعث بن گیا تھا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے' اس کی بہن بھی اپنے آنسوؤں کو نہ چھپا سکی۔ اُٹگارڈ-لوکی نے جب اُس سے پوچھا کہ وہ اچھے سے اچھا کیا کر سکتی ہے تو وہ رونے اور ہچکیوں کی وجہ سے کوئی جواب نہ دے سکی۔ اٹگارڈ-لوکی بولا:

'' اچھا! تو تم رونے کے مقابلے میں شامل ہو گی!! یہ ایک اچھا نسوانی کھیل ہے۔ اور ہمارے پاس ایک پیشہ ور سوگی ہے '' فلوگی!''جو رونے کا کام یقیناً بہتر کر سکتی ہے۔''

اب ایک بہت بڑی دیونی حاضر کھڑی تھی' دیونی کیا تھی بس ''مجسم آنکھ'' تھی۔ اس کی آنکھوں سے اس قدر آنسو رواں تھے کہ جلد ہی سارا فرش لت پت ہو گیا اور سبھی کو اپنے پنجوں کو بچانے کے لئے دھیان دینا پڑا۔ رسکوا کے آنسو کچھ زیادہ متاثر کن نہیں تھے اگرچہ اب وہ پہلے سے بھی کہیں زیادہ ڈھنگ سے رو رہی تھی۔

''چلو ٹھیک ہے'' اٹگارڈ- لوکی بولا۔ '' تم ایزر' تم بڑے زندہ دل اور چنچل ہوتے ہو اور رونے میں تو تم کوئی اچھے ہو ہی نہیں۔ لیکن اب ہم بڑے مقابلے کی طرف آتے ہیں۔ تم تھور جیسے! ہم نے تھور کی بازیگری کے متعلق کچھ سن رکھا ہے اور ہم اس کے کرتب دیکھنے کو بڑے بیتاب بھی ہیں۔ تمھارے مقابلے کے لئے تو ہمارے پاس بمشکل ہی کوئی موقع ہے لیکن ہم پہلے کی طرح اپنی پوری کوشش کریں گے۔ شاید کوئی ہی ایسی چیز ہو گی جو تم ہم سے اچھی طرح سرانجام نہیں دے سکتے ہو گے لیکن نہیں' تم خود بتاؤ کہ تم خود کس چیز میں بازی لے جانا اور فائق ہونا چاہتے ہو؟''

تھور' بھوک اور پیاس سے بہت ہی زیادہ نڈھال و بد حال ہو رہا تھا ----- لوکی اور لوگی' ایکدوسرے کے مقابلے میں طباق خالی کر چکے تھے ----- اب وہ بس '' پینے کے مقابلے'' میں شامل ہونے کے سوا کچھ بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔

''ہاں' ہاں! یہ ایک اچھا مردانہ کھیل ہے۔'' اُٹگارڈ۔لوکی سر کھجاتے ہوئے بولا۔ ''اب ہم ایک ''سینگ'' منگواتے ہیں۔

اچانک ایک دیو' ایک بہت بڑے سینگ کے ساتھ حاضر ہوا جو پانی وغیرہ پینے کے لئے استعمال ہوتا تھا اور اسے خوشی کی خاص تقریبات ہی کے موقع پر استعمال کیا جاتا تھا۔

''اگر تم اسے ایک ہی گھونٹ میں پی جاؤ تو اس طرح کا پینا بہت ہی اچھا ہوگا۔'' اُٹگارڈ۔لوکی بولا۔

'' اور اگر تم اسے دو گھونٹوں میں ختم نہ کر سکو تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہوگی---- تم تو بڑی آسانی سے یہ خالی کر سکتے ہو' ہے نا! ---- یہ صرف پانی ہی تو ہے یہ کسی کے سر تو چڑھتا نہیں!''

تھور نے ''سینگ'' کی جانب دیکھا اور یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ اپنے حجم میں اتنا بڑا سینگ تو کسی بھی مقابلے کے لئے نہیں ہو سکتا تھا اور اپنی پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ ''سینگ'' کی لمبائی پر تو بالکل ہی توجہ نہ دے سکا۔ بلکہ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اس کی پیاس کے سامنے یہ ''پانی بھرا سینگ'' کیا وقعت رکھتا ہے وہ اسے ایک ہی گھونٹ میں پی ڈالے گا۔ لیکن کئی لمحوں تک سینگ کو منہ لگائے جب وہ اپنے انتقام کی پہلی پیاس بجھا چکا اور اس نے سینگ کو ایک لمحے کے لئے ہونٹوں سے الگ کیا تو وہ ابھی تک پانی سے لبالب بھرا ہوا تھا۔

''اوہ!'' اٹگارڈ۔لوکی اسے دیکھتے ہوئے بولا۔'' مجھے لگتا ہے جیسے تم نے صرف اپنی شدید پیاس بجھانے کے لئے ہی کچھ پیا ہے نا کہ ''سینگ'' کو مکمل خالی کر دینے کے لئے۔''

دیوتا ہنس رہے تھے اور لوکی نے تھور کو اشارہ تو کیا لیکن محض بیکار۔ تھیالفی کی آنکھوں میں آنسو تھے اور رسکوا' ابھی تک رو رہی تھی اگرچہ اس کا کھیل کب کا ختم ہو چکا تھا۔ تھور خاموش' کچھ بھینبھنیں بولا تھا لیکن اُس نے سینگ کو ایکبار پھر ہونٹوں کی جانب اٹھا لیا تھا: پانی اگرچہ نمکین تھا لیکن وہ ابھی بھی پیاسا تھا۔ اب وہ خوشی کے لئے نہیں پی رہا تھا لیکن جب اس نے سینگ کو ایک طرف رکھا تو سینگ میں پانی کی سطح اگرچہ قدرے نیچے گر چکی تھی لیکن وہ کچھ زیادہ بھی نہیں گری تھے۔

''تم شاید ہم سے مذاق کر رہے ہو' تھور!'' اُٹگارڈ۔لوکی بولا۔ پہلے دو گھونٹ تو چلو ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے ہی تھے۔ ان کے بارے میں اب کیا کہا جائے لیکن' اب تم یقیناً ہمیں دکھاؤ گے کہ تم اس ''پانی بھرے سینگ'' کو بڑی آسانی کے ساتھ خالی کر سکتے ہو۔''

تھور کو اب تیسری بار'' سینگ'' کو منہ لگانا پڑا: اب کی بار اس نے اتنا لمبا گھونٹ لیا اور یہاں تک پانی پیتا رہا کہ اس کا سر گھوم گیا اور وہ ایک طرح سے بدحواس سا ہو گیا تھا۔ سینگ کو ہونٹوں سے لگائے وہ ابھی تک مسلسل پانی پیئے جا رہا تھا---- اب اس نے اپنی طرف سے اگرچہ ''سینگ'' خالی کر دیا تھا لیکن' پانی ابھی تہہ تک پہنچنے سے کافی دور تھا۔

''تم نے اس طرح سے اچھا مظاہرہ نہیں کیا جیسے میں توقع کر رہا تھا۔'' اُٹگارڈ۔لوکی بولا۔'' اگرچہ تم پیاسے بھی دکھائی نہیں دیتے تھے لیکن یہ تم ہی تو تھے جس نے خود'' پانی پینے کا مقابلہ'' کرنے کو کہا تھا۔ میں تمھیں کسی اور قسم کے مقابلے کی تجویز کر سکتا ہوں لیکن میرا نہیں خیال کہ تم مزید کوئی مقابلہ کرنا چاہو گے؟''

'' تھور کا سانس ابھی تک بحال نہیں ہوا تھا اور وہ محض منمنا کر رہ گیا۔

'' مجھے تم سے ایسا ہی سننے کی خواہش تھی۔'' اُٹگارڈ-لوکی بولا۔ ہمیں اس معاملے کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیے۔ یہاں ہمارے بچے آپس میں '' مقابلے کا کھیل'' کھیلتے ہیں ''بلی کو اوپر اٹھانے کا کھیل!'' وہ آپس میں مقابلہ کرتے ہیں کہ اُن میں سے کون میری بلی کو سب سے اوپر اٹھا سکتا ہے۔ میں تمھیں کبھی بھی اس مقابلے کے لئے نہ کہتا اگر میں نے یہ نہ دیکھ لیا ہوتا کہ تم اس مقابلے کے قابل ہو۔''

پھر ایک بلی-----ایک'' بلی دیوتی'' سامنے موجود تھی۔ اب کسی بات یا بحث کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔ تھور کو بلی کی کوئی پرواہ ہی نہیں تھی۔ کوئی ایک لفظ بولے بغیر اُس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ' البیلی بلی کے پیٹ کے نیچے یوں اپنا بازو ڈالا جیسے وہ اسے ابھی چشم زدن میں اوپر اُٹھا کر کمرے کی چھت سے لگا دے گا' لیکن بلی! -----اس نے ایک کروٹ لی اور تھور نے جتنا اُسے اوپر اُٹھانے کی کوشش کی وہ اتنی ہی نیچے زمین کی طرف ڈھلکتی جا رہی تھی۔ اب اُس نے اپنے دوسرا بازو نکالا اور بلی کو دونوں بازوؤں میں لینے کی کوشش کی تو وہ بمشکل تمام اسے کچھ اوپر لا سکا لیکن یہ تو کچھ بھی نہیں دیکھا۔ بلی نے اپنا ایک پنجہ زمین سے اُٹھایا لیکن وہ باقی تین ٹانگوں پر کھڑی تھی۔ میاؤں!

'' یہ ایک بڑی بلی ہے' بڑی بلی! اور تھور دیو تو ہے نہیں کہ مقابلہ کر سکے'' اُٹگارڈ-لوکی بولا۔

تھور اب یوں کمتر ہو جانے پر اتنا غصے میں تھا کہ اس نے بڑے دیو کو گردن سے دبوچ لینا چاہا۔ وہ وہاں اس پر ٹکٹکی لگائے کھڑا غصے سے کانپ رہا تھا۔ اس کے ماتھے پر تیوریاں ابھر رہی تھیں اور اُس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ ایسی حالت میں اب تک کبھی بھی کسی بِیں تھور سے ٹکر لینے کی ہمت تو کیا سوچ تک پیدا نہیں ہو سکی تھی۔

''آئے! تم میں جو بھی ہمت رکھتا ہے!!'' تھور چلایا۔

''شاباش!'' ''اٹگارڈ-لوکی بولا۔'' اب بِیں تھور جیسے کو اُس کے اِس شعور سے بخوبی پہچان سکتا ہوں' -----ایلین!'' وہ چلایا۔ اور ایک نہایت ہی بھیانک خوفناک' دکھائی دینے والی بڑھیا لنگڑاتی ہوئی آن حاضر ہوئی۔

'' میں اپنی بوڑھی نرس کو متعارف کراتا ہوں۔'' اُٹگارڈ-لوکی بولا۔ '' یہ ابھی تک بہت سی خوبیوں کی مالکن ہے اس نے آج ہی دیووں کے ایک بیڑے کو نیچا دکھایا ہے۔ یقیناً یہاں اور بھی مضبوط و توانا دیو موجود ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ تم سے کہیں زیادہ طاقتور ہوں گے۔''

تھور ایک بوڑھی عورت کے خلاف ہاتھ اٹھانے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اور اگرچہ لوکی نے بھی اپنی ٹانگوں اور بازوؤں کی جنبش سے اسے روکنا چاہا۔ لیکن آگ بگولا' طیش میں آئے ہوئے' مشتعل تھور نے نہ تو لوکی پر دھیان دیا اور نہ ہی وہ بڑھیا کو توجہ دے سکا۔ وہ ایلین کے اوپر چڑھ بیٹھا اس نے تہیّہ کر لیا تھا کہ وہ بڑھیا کو گرا کر رہے گا لیکن' اس نے جتنا بھی زور لگایا بڑھیا ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اب تھور اس کی کمر سے لٹک کر اسے گرانے کے لئے زور لگا رہا تھا اور جتنا بھی وہ اسکو دھکیلتا بڑھیا کے پاؤں زمین پر اتنی ہی مضبوطی سے اور جم جاتے۔ اب وہ جتنا بھی زور لگاتا' خود اپنی قوت کھونے کے مترادف سمجھ رہا تھا لیکن پھر بھی وہ اپنی پوری قوت استعمال کر رہا تھا اور بے شک اسے ایک گھٹنے پر جھکا دینے کی قریب ہی تھا کہ اُٹگارڈ-لوکی چلایا:

'' ٹھہرو! رک جاؤ!! کھیل چونکہ اچھا ہی کھیلا جا رہا ہے' اسے یہیں چھوڑتے ہیں۔ ہم بڑے مہمان نواز ہیں اور ہماری روایت میں مہمانوں سے بہتر سلوک سرِفہرست ہے اور ہم اس پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے مہمانوں کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ یہ ایک منصفانہ مقابلہ تھا' اور اب ہم خوشی منائیں گے۔''

بالآخر تھور اور اس کے ساتھی اب میزوں پر دیووں کے ساتھ ہی بیٹھ گئے تھے؛ گوشت سے بھرے طباق اور پینے کے لئے گلاسوں کے طور پر سینگ لا کر سجا دیئے گئے تھے۔ لوکی کو تو بھوک نہیں تھی اور تھور بھی پیاس محسوس نہیں کر رہا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے دیووں کے ساتھ مل کر کھایا پیا لیکن ان کے ساتھ کوئی باتیں وغیرہ نہ کیں۔ تھور تو سخت غصے اور طیش میں تھا اور بات چیت کرنے کی کوئی خواہش اس کے دل میں نہیں تھی۔ لوکی کو تو اس کی اجازت ہی نہیں تھی اور تھیالفی اور رسکوا کو پتا ہی نہیں تھا کہ وہ کیا کہیں۔

''تم نے کچھ کہا نہیں؟'' اُٹگارڈ۔لوکی بولا۔ '' لیکن 'ہاں' بولنے کے لئے ہمیشہ الفاظ ہی ضروری نہیں ہوتے۔''

اب کافی دیر ہو چکی تھی' مہمانوں کو شب بسری کے لئے جگہ دے دی گئی تھی؛ صبح انھیں ناشتہ کرایا گیا اور یہاں تک کہ انھیں اپنے سفر کے لئے بھی کھانا ساتھ لے جانے کو فراہم کر دیا گیا۔ اٹگارڈ۔لوکی انھیں خود بڑے پھاٹک تک الوداع کہنے گیا:

''تمھاری تشریف آوری کا شکریہ۔'' وہ بولا۔ '' تمھاری طرح کے مشہور و غیر معمولی مہمان ہمارے ہاں کوئی ہر روز تو آتے نہیں۔ تمھاری اس آمد کو تو ہم بہت عرصے بعد ہی بھلا پائیں گے۔''

اب انھوں نے جب سفر کا آغاز کیا تو وہ گھر سے اتنی ہے دور تھے جتنا کہ وہ اُٹگارڈ سے فاصلے پر تھے۔ لیکن یہ کوئی فاتحانہ اجتماع نہ تھا۔ تھور ابھی تک ناک بھوں چڑھائے ہوئے چل رہا تھا' تھیالفی اور رسکوا دونوں میں اس کے قریب جانے کی ہمت نہیں تھی۔ لیکن لوکی ایک اچھے خادم کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ تھور منہ ہی منہ میں کچھ کہہ رہا تھا دیووں کے ساتھ مقابلہ' دیووں ہی کی شرائط پر اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ اس نے اتنے لمبے سفر کے دوران کچھ کھایا پیا ہوا بھی نہیں تھا وہ بڑبڑا رہا تھا: اگر میں اپنے گھر کے میدان میں ہوتا تو یقیناً نتیجہ اور ہی ہوتا۔ لوکی نے اس کے اظہار پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہ کیا اور تھور شاید اس کی اِس خاموشی ہی کی وجہ سے اور بھی چڑچڑا ہو رہا تھا۔ اور پھر اچانک وہ چلایا؛ '' تم کچھ بولتے کیوں نہیں ہو؟''

لوکی نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنا سر دائیں بائیں ہلا دیا۔

''بس اب تم نے بہت کچھ کر لیا ہے۔'' تھور بولا۔ '' یہ تو وہ دیو تھے جن کے ساتھ تم بات نہیں کر سکتے تھے۔''

''کیا میں اب بول سکتا ہوں؟'' لوکی نے پوچھا۔ '' اگر ایسا ہی ہے تو میں تمھیں کچھ بتاتا ہوں جو تم تب کر سکتے تھے جب سننے کا وقت تھا۔ اگر مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہوتی تو میں تمھیں بتاتا کہ کسی ایک جانب سے کسی مقابلے میں حصہ لینے کے لئے دو کا ہونا لازمی ہوتا ہے جیسا کہ میں نے لوگی کے ساتھ '' کھانے کے مقابلے'' میں حصہ لیا اور تھیالفی نے دوڑنے میں ھوگی کا مقابلہ کیا۔ لیکن ''پینے'' اور ''بلی کو اٹھانے'' کے مقابلے میں تمھارے ساتھ کون مد مقابل تھا؟ تم نے اگر دیووں میں سے کسی ایک کو تم سے بہتر کر دکھانے کو کہا ہوتا تو تمھیں اور بھی مزہ آتا اور تم کہیں زیادہ لطف اندوز ہوئے ہوتے۔ تم دیووں کے بارے میں ہمیشہ بہت باتیں کرتے ہو' اُن کی بازیگری کی کہانیاں سناتے ہو' لیکن تم نے کیوں نہ دیکھا کہ کہیں وہ کوئی شعبدہ بازی تو نہیں کر رہے؟ مجھے چاہیے تھا کہ میں تم کو بتاتا کہ اس سارے کھیل کے پیچھے کیا ہو رہا تھا لیکن تمھیں تو ہر وقت خود ہی چالاک بنے رہنا پسند ہے۔ لوگی جس کے ساتھ میں نے مقابلہ کیا تھا وہ ''شعلہ'' تھا۔ اور میں یہ بہت اچھی طرح جانتا تھا لیکن میں کھا اس لئے نہیں رہا تھا کہ جیتوں بلکہ میں بھوکا تھا اس لئے کھا رہا تھا۔ اور تھیالفی دوڑ میں جس کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا وہ ''خیال'' تھا جو کوند کر دنیا کے آخر تک پہنچ سکتا ہے۔ اور وہ فلوگی جس کے ساتھ رسکوا ''رونے کے مقابلے'' میں شامل تھی وہ دریا تھا جس کے بہتے رہنے کا کوئی آخیر ہی نہیں۔ وہ سینگھبس سے تم پی رہے تھے اور جو کچھ لمبا بھی تھا در اصل اُس کا دوسرا سرا سمندر میں تھا' اور اب جب ہم سمندر پر جائیں گے تو ہم دلدل میں دھنسے کے تو ضرور قابل ہونگے۔ بلی' جسے تم اٹھا

نہیں سکے تھے دراصل وہ اُس ناگ کا ایک حصہ تھا جسے تم کہیں دور پھینک آئے تھے جب وہ ابھی چھوٹا تھا لیکن جواب اتنا بڑا ہو چکا ہے کہ وہ پورے مڈگارڈ کے گرد گھیرا ڈال سکتا ہے; وہ بڑھیا! ----- وہ تو'' عمر ضعیف'' تھی جس کا ہر ایک دیو کو مطیع ہونا اور اسکے آگے جھکنا لازم ہوتا ہے۔ لیکن تم اسے کشتہ کر سکتے تھے' ہاں اگر تم اپنے سیب اپنے ساتھ لانا یاد رکھتے جو مجھے یقین ہے سفر پر نکلنے سے پہلے میں نے تمھیں یاد بھی کرائے تھے۔ اور وہ دیو' جسے تم کشتہ نہ کر سکے اس نے تمھاری آنکھوں کو چندھیا دیا تھا تا کہ تم یہ نہ جان سکو کہ اُس نے تمھارے ہتھوڑے کی راہ میں ایک پہاڑ گرا دیا تھا---- اور تم اس پہاڑ ہی کو اُس کے سر کا حصہ سمجھ بیٹھے تھے۔ اب جب ہم وہاں پہنچیں گے جہاں و خراٹے لے رہا تھا تم وہاں تین مستطیل وادیوں کو پہاڑ کے اندر سے دوسری طرف خود دیکھ سکو گے' یہ دراصل تمھارے ہتھوڑے ہی کے چھوڑے ہوئے نقش ہونگے۔ تمھیں بیوقوف بنایا گیا اور دھوکہ دیا گیا ہے۔ تم نے اگر میری بات سنی ہوتی تو ایسا ہر گز ہر گز نہیں ہو سکتا تھا۔ اب بھی تم نے اُن پر خوف جما دیا ہے' کیونکہ وہ نہیں سوچتے تھے کہ تم اتنے طاقتور ہو گے۔''

تھور اب بالکل خاموش' گونگا بن گیا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اپنے کو یوں بیوقوف بنائے جانے پر غصہ کرے یا اس پر فخر کرے کہ اس نے واقعی میں دیووں کو خوف میں مبتلا کر دیا تھا---- ہاں وہ خوفزدہ ہو چکے ہیں۔ اس نے سوچا۔ اس نے سامنے پھیلی ہوئی اُن وادیوں پر نگاہ ڈالی جو پہاڑ کو لگنے والے اس کے ہتھوڑے کی ضربوں سے بن جانے والے سوراخوں سے دکھائی دے رہی تھی۔ وہ بڑا مطمئن اور تسلی محسوس کر رہا تھا۔ اب سمندری دلدل سے گزرتے ہوئے بھی وہ خوش ہو رہا تھا۔ وہ اس پر بھی مشکور دکھائی دے رہا تھا کہ رسکوا اور تھیالفی اب اسے' ایک اور ہی طرح کا فرد محسوس کر رہے تھے اور وہ ویسا نہیں تھا جیسا کہ انھوں نے اسے دیووں کے گھر محسوس کیا تھا۔ تھیالفی فخر مند تھا کہ وہ ویسا ہی پھرتیلا نکلا جیسا کہ وہ سوچتا تھا۔ رسکوا کو اس بات پر تسلی تھی کہ صرف ایک ''دریا'' ہی اسے رونے کے مقابلے میں ہرا سکا۔ اس نے اب رونا بند کر دیا تھا۔

تھور نے کنکھیوں سے لوکی کی جانب دیکھا اور پوچھا:

''اور وہ' اٹگارڈ۔لوکی---- وہ کون تھا؟''

''کیوں! ' وہ دیووں کا بادشاہ تھا۔'' لوکی بولا۔

ہتھوڑا یا فریب

اڈین اوپر بُرج پر بیٹھا اپنی آنکھیں کھولے ہوئے تھا۔ اور وہ سب کچھ جو ہوا' تمام خود دیکھ چکا تھا۔ اور چونکہ وہ ایک آدمی سے کہیں زیادہ چالاک تھا اس لئے وہ سب کچھ سمجھ بھی گیا ہوا تھا۔ مڈگارڈ- ناگ' ہتھوڑے کو اپنے منہ میں لے کر ہڑپ کر گیا تھا اس نے قے کر کے اُسے دیووں کے ساحل پر اُگل دیا تھا۔ جہاں دیووں نے آکر اُسے ڈھونڈ نکالا تھا۔ بالآخر' اس نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ ناگ کس طرح سے دیووں کا ساتھی تھا اور اُن کے ساتھ رفاقت رکھتا تھا; ناگ اب پہلے ہی مڈگارڈ کو اپنے حلقے میں لے چکا تھا۔ حالات کچھ مناسب دکھائی نہیں دیتے تھے۔

اڈّین نے فوری طور پر دیوتاؤں کی کونسل کا اجلاس طلب کیا اور وہ سبھی تھور کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی اکٹھے بھی ہو چکے ہوئے تھے۔ اسے بھی فوری طور پر کونسل میں طلب کیا گیا۔ تھور اس پر بالکل خوش نہیں تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کا کیا کرے----- وہ اپنے دائیں ہاتھ کو بڑی سختی کے ساتھ اپنے بدن کے ساتھ وہاں جمائے ہوئے تھا جہاں ہتھوڑا لٹکتا رہتا تھا۔ اڈّین بول رہا تھا:

''میں کم الفاظ رکھنے والا دیوتا ہوں۔ الفاظ' جو بار بار بولے جائیں وہ اپنی قوت کھو دیتے ہیں۔ اگر دیوتا ایک کی بجائے مختلف ذہنوں سے سوچتے ہیں' تو اُن کا کوئی ذہن ہی نہیں ہو سکتا۔ فریبر نے آپ اپنی طرف سے امن معاہدہ کیا ہے۔ تھور نے اپنی مرضی سے جنگ شروع کر دی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دیووں نے ہمارے سب سے بہترین اسلحہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اگر دیو حملہ کر دیں تو ہتھوڑے کے بغیر ہم اپنا دفاع کرنے سے بالکل معذور ہیں۔ دو مرتبہ تھور' اجازت کے بغیر اسگارڈ چھوڑ کر گیا۔ اب تم اس کے نتائج خود دیکھ سکتے ہو۔''

تھور کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا---- یہاں تک کہ وہ اس کی سرخ داڑھی سے بھی سرخ تر ہو گیا تھا۔ لیکن یہ صرف شرم کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ یہ غصے کی وجہ سے بھی تھا۔ اب وہ اور خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔

'' میں نے دیووں کو اُن کی زندگی کا سب سے بڑا دھچکہ دیا ہے۔ انھوں نے شاید مجھے بیوقوف بنایا ہو' لیکن انھوں نے یہ جان لیا تھا کہ وہ میرا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔''

اڈّین نے تھور کی جانب دیکھا اور اسے خاموش کرا دیا۔ اڈّین نے دوسروں پر بھی نگاہ ڈالی اور انھیں بھی چپ کرا دیا۔ خاموشی اتنی دردناک تھی کہ فریجا اچانک چیخ پڑی:

'' کتنی ہی اچھی بات ہے کہ ہم نے اُس قاتل ہتھوڑے سے پیچھا چھڑا لیا ہے!''

کسی نے کچھ بھی نہیں سنا تھا کیونکہ عین اسی لمحے ایک اور اتنی بلند چیخ کی آواز سنائی دی کہ سب دیوتا اچھل پڑے اور انہوں نے اپنے کانوں کو اپنے ہاتھوں سے ڈھانپ لیا: یہ ہیمدل تھا' جس نے اپنا صور پھونکا تھا۔ وہ ایسا تبھی کرتا تھا جب کوئی بڑا خطرہ سر پر ہوتا تھا۔ کیا دیووں نے ابھی ہی حملہ کر دیا ہے؟ اڈّین اتنی تیزی سے اپنے برج تک نہیں پہنچ سکتا تھا' لیکن اس کا نوکر ھرمد بھاگتا ہوا اس کے پاس پہنچا۔ وہ اُس کے لئے ہیمدل کا ایک پیغام لایا تھا: ایک دیو پرندہ اُڑتا ہوا یہاں آ پہنچا ہے اور بڑے پھاٹک کے قریب نیچے اتر آیا ہے۔ اور اسی لئے اُس نے اپنا صور پھونکا تھا' والہالا سے جنگجوؤں نے عدّا کے میدانوں ہیں مورچے بھی سنبھال لئے تھے تاکہ دیووں کی جنگ کا مقابلہ کر سکیں۔ اڈّینکسی بھی طرح یہ اجازت نہیں دے سکتا تھا کہ کوئی بھی دیواُن کے '' مقدس جھنڈ'' میں داخل ہو۔ اس نے ھرمد کو باہر جانے اور یہ سننے کو کہا کہ دیووں کا نوکر کیا کہنا چاہتا تھا۔ اس دوران ہیمدال بھی نیچے آ گیا تھا تاکہ کونسل کے اجلاس میں شامل ہو سکے۔ بڑی بلند آواز سے چیختے ہوئے (صور پھونکنے کیوجہ سے وہ خود اپنی آواز بھی نہیں سن سکتا تھا) بولا کی خطرہ کوئی بہت بڑا نہیں ہے کیونکہ کوئی اور دیو ادھر اُدھر اسے دکھائی ہی نہیں دیتا۔

پھر ھرمد لوٹا اور بولا:

''دیو معاوضہ طلب کر رہے ہیں کیونکہ ھمیر' دیو مچھیرا قتل کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے تھور کا ہتھوڑا حاصل کر لیا ہے اور وہ اسے ''خون بہا'' کے طور پر قبول کرنے کو تیار ہیں اور سارے معاملے کو بھول جانا چاہتے ہیں۔''

سبھی دیوتا بڑے طیش و غضب میں چلّا رہے تھے۔ ہر ایک' دوسرے سے زیادہ اونچا چیخ رہا تھا اور تھور' ان سب سے اونچا۔ وہ سب ھرمد کو اپنے غیض و چیخوں سے نشانہ بنا رہے تھے کیونکہ وہی تو تھا جو دیووں کی جانب سے بول رہا تھا۔ اب وہ کچھ اور کہنے کی ہمت ہی نہیں رکھتا تھا۔

''خاموش!'' اڈّین دیوتاؤں پر چنگھاڑا----- اور ھرمد پر بھی:

''بول!''

ھرمد نے بات جاری رکھی:

'' اگر دیوتاؤں کو یہ تجویز منظور نہیں تو' دیو ہتھوڑا واپس کرنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن وہ اس امر کو کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ دیوتا انھیں دق کریں اور تنگ کرتے رہیں۔ بس یہ تھے اُن کے الفاظ۔'' ھرمد منمنایا۔ اور چند ایک دیوتاؤں نے پھر چلانا شروع کر دیا تھا۔

'' دیوپرندہ کہتا ہے کہ دیو' دیوتاؤں کے ساتھ امن چاہتے ہیں' اور اُنھوں نے گیرڈ دیونی اور فریر دیوتا کے درمیان شادی کو امن ہی کی نشانی سمجھا تھا۔ لیکن اب دیوتاؤں نے اپنا وعدہ توڑ دیا ہے اور دیووں کو قتل کرنا دوبارہ شروع کر دیا ہے۔ وہ ہتھوڑا تبھی واپس کریں گے جب انھیں یقین ہو جائے کہ یہ اُن کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔ اور ایک اچھے اعتماد کی علامت کے طور پر انھوں نے ایک اور شادی کی تجویز پیش کی ہے------ دیووں کے سردار تھرم اور فریجا دیوتانی کی آپس میں شادی۔''

''دیوتاؤں کی قوّت گویائی کھو چکی تھی۔ لیکن فریجا کو یاد آیا کہ انھوں نے ایکبار اُس کو ایک دیوار کے بدلنے میں کسی کے حوالے کر دینا چاہا تھا۔

'' اور جیسا کہ گیرڈ دیوی نے اپنی رہائش دیوتاؤں کے ساتھ رکھ لی ہے بالکل اُسی طرح دیوتانی فریجا بھی اپنی رہائش دیووں کے ہاں منتقل کر لے تاکہ سب چیزوں میں برابری آ جائے۔ شادی کے موقعہ پر ہتھوڑا فریجا کو دے دیا جائے گا۔ دیوپرندہ جواب چاہتا اور واپس جانا چاہتا ہے۔'' ھرمد نے بات مکمل کر لی تھی۔

''ہاں' دیکھا تم نے!'' اڈّین بولا۔

''تمھیں وہی کرنا چاہیے جو تمھیں اڈّین کہے۔'' فریگ بولی۔

''دیو' مینڈکوں کی اولاد!'' تھور بڑبڑایا۔ '' انھوں نے ہتھوڑا چوری کیا ہے اور اب اُس کی واپسی کے لئے انھیں شرطیں رکھنے کا کوئی حق نہیں۔ اُن سب کو کچل دیا جانا چاہیے۔''

''کس کے ساتھ؟'' لوکی نے پوچھا۔

''مجھے ہتھوڑا حاصل کرنا ہی ہوگا۔'' تھور چلّایا۔ وہ فریجا کی جانب کنکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔ لوکی نے بھی فریجا کو کنکھیوں سے دیکھا۔

''فریجا' کیا تم جنگ کے خلاف نہیں ہو؟ کیا تم محبت کئے جانے کے حق میں نہیں ہو' فریجا؟ دیوتاؤں اور دیووں کے درمیان؟ سوچو اس طرح سے دیو کتنے اچھے بچے جننے لگیں گے ----- دنیا ایکبار پھر نیا جنم لے گی۔ تم سے زیادہ دیوتاؤں میں کوئی بھی قابل قدر نہیں ہے ہاں' شاید کوئی ایک دیوتا ہو' جو ایسا ہو۔ اپنے بھائی فریر کو دیکھو اور ----- دیکھو اپنے باپ نجورڈ کو!''

''اب کچھ تو بولو!'' تھور چلایا۔

''محبت کی دیوی کو تو شادی شدہ ہونا ہی چاہیے۔'' فریگ بولی۔

''ہر ایک کو قربانی دینی ہوگی۔'' تیر بولا۔

'' ہاں! فریجا زور سے بولی۔'' میں اپنی قربانی دوں گی۔ میں ابھی جانے کو تیار ہوں۔ ہو سکتا ہے مجھے اسگارڈ سے جانے کی اجازت دے دی جائے؟''

فریجا نے جن نظروں سے اوڈین کو دیکھا وہ کوئی پیار بھری نظریں نہیں تھیں۔ اس کے چہرے کی جھریوں سے شرارے نکل رہے تھے اور اس کی آنکھوں سے سنہری آنسوں بہہ نکلے تھے۔ اس کے باپ اور بھائی نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور بولے کہ فریجا کا اصل مطلب یہ نہیں تھا' لیکن دوسرے دیوتاؤں اور دیویوں نے فریجا کے اپنی قربانی دینے کے خیال کو ایک اچھا خیال سمجھا۔ فریجا سوچتے ہوئے سونگھ رہی تھی: جونہی میں اُٹگارڈ پہنچوں گی اور وہ قاتل ہتھوڑا میری جھولی میں آگیا تو پھر میں اسے اپنے سے الگ نہیں کرونگی!''

'' ----- اور ہتھوڑا واپس لانے کے لئے کون جائے گا؟'' اوڈین نے پوچھا۔ اس کی آنکھیں ایک نیزے کی طرح فریجا کے اندر اترتی جا رہی تھی۔

بلدر جو اپنے خاندان کی طرف سے شرمندگی محسوس کرتے ہوئے گھبراہٹ و الجھن ہیں تھا بولا:

'' فریجا اگر اُٹگارڈ میں پہلے چلی جاتی ہے' تو پھر ہتھوڑا حاصل کرنے کا ہمیں فائدہ ہی کیا ہے۔ ہم فریجا کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔''

وہ اپنے اُن خوابوں کو بھولا نہیں تھا جن میں' ہتھوڑا تھور ہی کے پاس تھا۔

'' ہم فریجا کو قربان کئے بغیر ہتھوڑا واپس لے سکتے ہیں۔'' وہ بولا۔

''لیکن کیسے!کیسے؟'' تھور چلّا۔

''بات چیت کرکے۔'' بلدر بولا۔

''بات چیت!'' لوکی بولا۔'' جھوٹ بولتے ہوئے دھوکہ دہی اور مکاری سے۔ اگر انھوں نے تھور سے

دغا بازی و دھوکا اور مکاری کی ہے تو اب تھور کے لئے بھی اُن کو پکڑنا اور انھیں فریب و دھوکا دینا بالکل درست اور ٹھیک ہے۔'' تھور ہمیں یہ دکھائے کہ وہ کتنا عیار و چالاک ہے!''

تھور نے تیوری چڑھاتے ہوئے اپنا سر کھجایا' اسے ایک خیال آگیا!

''تم' لوکی! تم ہر وقت بیوقوف بنے اپنے آپ کو ہر قسم کی وضع قطع میں ڈھالتے رہتے اور اچھلتے کودتے رہتے ہو۔ تم فریجا کی طرح کا کوئی روپ ڈھال سکتے ہو' خود کو اس کی شکل میں بدل سکتے ہو---- اور پھر تم ہتھوڑے کے ساتھ اُڑ کر گھر واپس آسکتے ہو!''

بیشتر دیوتاؤں نے اس تجویز کو ایک بہتر خیال سمجھا اور وہ اس تجویز کی منظوری دینے ہی والے تھے کہ لوکی نے ان کی باتیں ان سنی کرتے ہوئے ایک قہقہہ لگایا:

''کیا تم سوچ سکتے ہو کہ اگر میں دیووں کیلئے محبت کی دیوی ہو جاؤں اور میں ہتھوڑا حاصل کرلوں تو کیا ہو سکتا ہے؟ کیا تم واقعی میں میرا اعتبار کرتے ہو؟''

دیوتاؤں کی کونسل میں اب مکمل خاموشی تھی۔ بلدر ابھی تک دیوتاؤں کی طرف سے شرمندہ تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ لوکی اپنی اس شہرت سے کہیں زیادہ اچھا تھا جو اس کے بارے میں پائی جاتی تھی: اس کو ہمیشہ الزامات دیئے گئے' شکریہ تو اس کا کبھی ادا ہی نہیں کیا گیا۔ وہ لوکی کے سوال کا بڑا اثباتی جواب دینا چاہتا تھا' لیکن اس نے محسوس کیا کہ دیوتا لوکی پر اعتماد نہیں کرتے کہ ایسی بات سرعام ہو۔

''نہیں!'' بلدر بولا۔

''شکریہ!'' لوکی بولا۔ اور اپنے سر کو جھکا دیا۔

اب اتنے وقت میں ہیمدل کی سماعت لوٹ آئی تھی اور جو کچھ کہا جا رہا تھا وہ سمجھ رہا تھا۔ اُس نے تھور کو دیکھا اور بولا کہ یہ کوئی بیوقوفانہ خیال نہیں کہ فریجا کے بھیس میں کسی ایسے کو بھیجا جائے جو ہتھوڑے کو قابو میں رکھنے کے قابل ہو۔ لیکن یہ تو صرف تھور ہی ایسا کر سکتا تھا۔

تھور کا چہرہ سرخ انگاروں کی طرح جل رہا تھا: کیا اسے ایک عورت کی طرح کا لباس پہننا ہوگا؟ انسانوں کو اگر یہ معلوم ہو گیا تو وہ کیا سوچیں گے؟ بعد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے طرح طرح کی کہانیاں گھڑی اور پھیلائی جاتی رہیں گی۔ اور دوسری طرف دیو بھی اسے نوجوان لڑکی ہی سمجھنے کا دھوکا نہیں کھائیں گے۔

''یقیناً!'' لوکی بولا۔ '' خاص طور پر سیب کھانے سے تو تم اتنے نوجوان ہو گئے ہو اور تمھارے یہ گلابی رخسار' تم تو اب بالکل ایک نوجوان لڑکی لگتی ہو۔ تمھیں اب جو کرنا ہے وہ بس' عروسی جوڑا زیب تن کرنا ہے اور فریجا کے زیورات پہننے ہیں ---- یہ تو تمھیں فریجا مستعار کر ہی سکتی ہے ---- تم اپنے بالوں کا جوڑا بنالو اور ہاں' موقعہ کی نسبت سے تمھیں ''عروسی حجاب'' تو اوڑھنا ہی ہوگا' دیو تمھیں کسی بھی طرح سے صاف نہیں دیکھ سکیں گے۔''

'' یہ کوئی ہنسنے کی بات نہیں۔'' تھور بولا۔

''نہیں؟'' لوکی بولا۔ '' اگر تم ہتھوڑا واپس نہیں لاتے ہو' تو اسگارڈ جلد ہی دیووں سے بھر جائے گا---- کیا یہی نہیں جو تم چاہتے ہو؟

تھور کو ہتھوڑے کے لئے تحریک محسوس ہوئی لیکن وہ تو وہاں تھا ہی نہیں۔

''لیکن تم ہتھوڑے کو دیووں ہی کے پاس بھی تو رہنے دے سکتے ہو۔ آخر وہ اس کو کبھی استعمال کرنے کی زحمت تو کر نہیں سکتے۔ انہوں نے فریئر کی تلوار بھی تو استعمال نہیں کی۔''

فریئر نے اس بات کا اظہار کیا کہ دیووں کو کچھ ہلکے سے انداز میں دھمکانے کی ضرورت تھی۔ اور فریجا بولی کہ دیو' دیوتاؤں کی نسبت زیادہ پرامن تھے۔ بلدر بولا کہ انھیں' اُن کے ساتھ امن قائم کرنا ہی چاہیے۔ لیکن اڈّین بولا:

''دوستوں کے ساتھ جنگ کرنا اور بیوقوفوں کے ساتھ امن' شیطانیت پیدا کرتا ہے۔''

اس نے ارادہ کرلیا کہ جیسے ہیمدل اور لوکی نے تجویز پیش کی ہے' تھور کو خود ہی اٹگارڈ جانا ہوگا۔ اس نے ہرمد کو باہر دیووں کے ایلچی کے پاس بھیجا کہ اسے بتائے کہ اُن کے تجویز مان لی گئی ہے: فریجا آٹھ دنوں کے وقت میں آئے گی اور ہتھوڑا وصول کرے گی ----- اور تھرم۔ اس نے تھور سے تیاری کرنے کو کہا: داڑھی' اچھی طرح سے صاف کردو اور تم نے یہ جو اپنا وزن بڑھا رکھا ہے اسے کم کرو اور شادی کے لئے سفر تک صرف سیب کھاؤ۔

فریجا کو افسوس تھا کہ وہ اس سفر پر خود روانہ نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے تمام بندشوں کو حل کرنا چاہا ----- اُس کی بلیاں رات کے وقت بھی اتنی ہی اچھی تھیں جتنی دن کے وقت۔ وہ خفیہ طور پر رات کے اندھیرے میں اسگارڈ سے چلی جانا چاہتی تھی۔ دوسری طرف تھور اس بات پر خوش نہیں تھا کہ اسے سفر پر جانا تھا۔

'' میرا ابکرا لنگڑا ہے۔'' وہ بولا۔

''فریجا تمھیں اپنی رتھ مستعار کردے گی۔'' اڈّین بولا۔ تمھیں یہ لے کر فوری طور پر بلیّوں کا استعمال سیکھنا شروع کردینا چاہیے۔''

آخر کار فریجا اسگارڈ ہی میں رہ گئی تھی اور آنسوؤں پہ آنسو بہا رہی تھی۔ تھور اور لوکی اس کی رتھ لے گئے تھے۔ تھور عروسی جوڑا پہنے اور حجاب اوڑھے ہوئے تھا۔ اس کی چھاتی' زیوروں سے سجی ہوئی تھی اور ہاتھوں کی انگلیوں میں بڑی بڑی انگوٹھیاں تھیں ----- وہ فریجا کی نہیں تھیں بلکہ کسی بالشتیے نے اس خاص موقع کے لئے بنایئں تھیں۔ لوکی دلہن کی سہیلی کا بھیس بدلے ہوئے تھا۔ تھور جو اپنی آواز کو ایک شریف عورت کی آواز میں نہیں بدل سکتا تھا اس لئے اڈّین نے اُسے حکم دے رکھا تھا کہ وہ پورے سفر کے دوران خاموش رہے اور بس لوکی ہی کو بولنے دے۔ لوکی نے رستے میں تھور کو کچھ اچھی ہدایات دیں اور اسے کہا کہ وہ اپنا ہتھوڑا استعمال نہ کرے ----- ایسا کرنا ایک بڑی ہولناک گونج پیدا کردے گا۔ تھور اپنے نسوانی لباس پر اپنے باطن میں بھاپ چھوڑ رہا تھا ----- دیو مینڈکوں کو یقیناً اس کی بھاری قیمت چکانی ہوگی!

بڑے بڑے سردار دیو اور اُن دیونی بیویاں سبھی دعوت ہال میں جمع تھے۔ اپنے حجاب کے نیچے سے تھور نے اپنے دوست' اُتگارڈ۔ لوکی کو ادھر اُدھر دیکھا' لیکن وہ اُسے کہیں بھی نہ ملا۔ عروسی ہال میں تخت لگا دیا گیا تھا اور اب تھرم اس پر بیٹھ گیا تھا' اور اس کے سامنے فریجا ----- جو تھور تھا۔

''میں یہ ضرور کہوں گا۔'' تھرم بولا۔ یہ کتنی گھونسہ مار دلہن ہے۔'' اس کا اشارہ فریجا۔ تھور کی جانب تھا۔'' میں سمجھ رہا تھا کہ فریجا اتنی دبلی پتلی اور نازک ہوگی کہ شاید وہ گلے سے لگایا جانا بھی برداشت نہ کرسکے۔ لیکن اب میں ایسا کوئی ڈر نہیں رکھتا۔'' اس نے تھور کو آنکھ ماری۔ جو اپنے حجاب کے نیچے بناوٹی صورت چھپائے ہوئے تھا۔

پھر دیوؤں اور اُن کے مہمانوں کی خوب خاطر کی گئی۔ انہیں مچھلی اور بھنا ہوا گوشت اور خاص طور پر '' میٹھا گوشت '' اور جو کے خمیر سے بطور خاص تیار کی گئی شراب پیش کی گئی۔ تھور جو پچھلے آٹھ دنوں سے صرف سیبوں پر گذارہ کر رہا تھا۔ وہ آٹھ مچھلیاں' ایک بیل اور سارا میٹھا گوشت جو خواتین کو پیش کیا گیا' کھا گیا تھا۔ اور اس نے شراب کے تین ڈھول بھی خالی کر دیئے تھے۔

تھرم نے اُس کے ساتھ بات کرنے کی کوشش کی' لیکن تھور کے پاس اپنا منہ بھرا رکھنے کے لئے کافی مواد تھا۔ تھرم بولا:

''میں نے تو کبھی! کبھی بھی کسی دلہن کو اتنا بڑا لقمہ لیتے نہیں دیکھا۔

دلہن کی سہیلی ---- جو' لوکی تھا ---- بولا:

''فریجا عموماً اتنا زیادہ نہیں کھاتی۔ لیکن اس نے اپنی شادی ہونے کے اشتیاق و تمنا میں پچھلے آٹھ روز سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔''

تھرم اس جواب پر بہت خوش ہوا اور فریجا کی جانب جھکا' اور وہ اس کا حجاب الٹنے اور اُسے بوسہ دینے ہی والا تھا کہ وہ یکدم' حیران' پیچھے ہٹ گیا اس کا سر تخت کے تختے سے جا لگا تھا۔

'' فریجا کی نظر تو دیکھو۔'' وہ بولا۔ '' اس کی آنکھیں تو کم و بیش شعلے ہیں' شعلے!''

'' فریجا ویسے تو بڑی ''آہو چشم'' ہے لیکن' وہ اپنی شادی کی آرزو اور شوق میں پچھلے آٹھ دنوں سے سوئی ہی نہیں۔'' لوکی پھر بولا۔

تھرم اس جواب سے بھی بڑا خوش تھا اُس کی بہن جو تھور کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی' کچھ زیادہ ہی شراب پی چکی تھی۔ وہ تھور سے بولی:

'' پیاری بھابھی: تم --- ہا --- ری' یہ انگوٹھیاں کتنی بڑی ہیں ---- تم یہ مجھے شادی کے تحفے کے طور پر دے سکتی ہو۔''

تھرم اب بہت ہی زیادہ بے چین اور بے قرار ہو چکا تھا۔ اب وہ چلایا:

'' شادی شروع ہونی چاہیے! ہتھوڑا لایا جائے اور اسے دلہن کی جھولی میں ڈال دیا جائے۔ مجھے اپنا ہاتھ تھماؤ۔'' وہ فریجا سے بولا۔

لیکن یہ تو تھور تھا۔ اور تھرم کو ایسے مصافحے کا پہلے کبھی تجربہ نہیں ہوا تھا۔ وہ اپنے گھٹنوں پر جھکا اور پھر اگلے ہی لمحے ہتھوڑا اس کی کھوپڑی پر پڑا۔ ہتھوڑے کو اپنی قید کے دوران کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ وہ فوراً ہی تھور کے ہاتھ میں واپس بھی آ چکا تھا; اور لوکی نے اگرچہ اسے پیچھے سے روکے رکھنے کی کوشش بھی کی' تھور اپنے آپ کو اب اور پیچھے نہیں رکھ سکا تھا۔ اب دیو کی بہن بھی اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی اور وہ تمام دیو جو اپنے آپ کو بچا نہیں سکے تھے ان کا بھی ویسا ہی حشر ہو چکا تھا۔ تھور اور لوکی اکیلے رہ گئے تھے اور ان کے ارد گرد دیوؤں کی لاشوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔

'' تم پاگل ہو! '' لوکی بولا۔ ہمیں یہاں سے فوراً چلے جانا چاہیے۔''

اور تب وہ فریجا کی رتھ میں بیٹھ کر اسگارڈ کی جانب روانہ ہو گئے۔

اُکسانا لوکی کا بلدر کو

مڈگارڈ میں حالات اتنے اچھے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ مڈگارڈ۔ناگ اپنی گرفت سخت کر رہا تھا' سمندر میں مچھلیاں کھا کھا کر اور اس میں اپنا زہر پھیلا کر۔ مرد' اور خاص کر مچھیرے' ابھی تک نجورڈ سے شکایت کر رہے تھے ----- لیکن وہ اس کے بارے میں کیا کر سکتا تھا؟ کسان بھی فریر سے شکایت کر رہے تھے کیونکہ کھیتوں میں کوئی فصل نہیں اُگتی تھی اور پیڑوں پر کوئی پھل نہیں لگتا تھا۔ موسم بھی اب ویسا نہیں تھا جیسا کہ ہوتا تھا اب سال بھر کم و بیش سرما ہی سرما تھا۔ شاید یہ ضروریات کا پورا نہ ہونا ہی تھا جس کی وجہ سے لوگ لڑائی جھگڑوں پر اتر آئے تھے۔ پورے مڈگارڈ میں لڑائی پھوٹ پڑی تھی۔ محض طمع اور لالچ میں بھائیوں نے بھائیوں کو قتل کیا اور باپوں اور بیٹوں نے بھی ایک دوسرے کو معاف نہ کیا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ فریجا اب کبھی مڈگارڈ نہیں آئی تھی' اور کیونکہ اڈّین اور جنگ کے دیوتا نے آدمیوں کو ایک دوسرے کے خلاف لا کھڑا کیا تھا تاکہ وہ لڑائی کے گر سیکھ سکیں اور اگر دیو جنگ شروع کریں تو اپنے اس ہنر کو آزما سکیں۔ دیووں نے' تھیازی اور تھرم' دونوں کے خون بہا کی ادائیگی کا مطالبہ کر رکھا تھا----- خون بہا کے طور پر وہ کتنا کچھ زیادہ طلب کر سکتے

تھے؟ کیونکہ تھور اُٹگارڈ میں دیووں کے سبھی سرداروں کو قتل کر چکا ہوا تھا۔ وہ ان کے سبھی رہنماؤں کو اسے کبھی بھول سکتا تھا۔

اگرچہ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اس صورت میں دیوتاؤں کا غیض و غضب شاید اسی پر ہی گرتا اور سب کچھ بالکل اسی طرح رونما ہوتا جیسا کہ اس کے خوابوں میں ہوا تھا----- وہ اس کو دبوچ لیں گے۔

اور اگر وہ نہیں بولتا تو ہو سکتا ہے سب کچھ یوں رونما ہو جیسا اس نے دوسرے خوابوں میں دیکھا تھا----- دیو' دیوتاؤں کو دبوچ لیں گے۔

اگر وہ خوابوں میں سے کسی ایک کو پورا ہونے سے روکتا ہے تو دوسرا خواب پورا ہو سکتا تھا۔

نیند سے چور وہ '' بریڈابلک ہال '' کے گرد چکر لگاتا' انسانوں کی التجائیں اور دعائیں اور بھڑیئے کی چیخیں سنتا' سوچ رہا تھا۔

اچانک اسے اپنے ہاتھ پر کسی شے کے چبنے کا احساس ہوا اور اس نے دیکھا کہ پسوّ کی سی قسم کا ایک لمبا سا کیڑا اچھل کر زمین پر گرا۔ عین اس کے سامنے' وہاں لوکی کھڑا تھا!

'' چھوٹا سا ڈنگ مارنے پر معافی چاہتا ہوں۔ پچھلے تھوڑے سے وقت سے میں تمھارے اوپر بیٹھا ہوا تھا' اس لئے انھوں نے مجھے اندر آتے نہیں دیکھا۔ ''

بلدر اس ہمدردی کو ناموافق محسوس کر رہا تھا۔ لیکن اسے اپنے دل میں یہ تسلیم کرنا ہی پڑا کہ وہ خود کافی عرصے سے لوکی کے ساتھ بات کرنے کے لئے انتظار کر رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا لوکی کچھ جانتا تھا----- ہر قیمت پر دیووں کے بارے میں تو وہ----- یقیناً ایسا کچھ جانتا تھا جو دوسرے نہیں جانتے تھے یا وہ جاننا ہی نہیں چاہتے تھے۔

'' میرے خیال میں تم کوئی چیز جانتے ہو جو دوسرے نہیں جانتے ----- یا وہ جاننا نہیں چاہتے۔'' لوکی بولا۔ بلدر کو چکر آتا محسوس ہوا اور اُسے اپنے خاندان کی وجہ سے بھی شرمندگی محسوس ہوئی۔

''اوڈین ہر چیز جانتا ہے۔'' وہ بولا۔

''کیا تم ایسا سوچتے ہو؟'' لوکی بولا۔ '' تمھیں اس پر حیرانگی نہیں کہ وہ پہلے سے کتنا کمبھانپ سکتا ہے اور وہ کتنا کم پھر چکا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ سبھی دیوتاؤں کو ''یک ذہن ''ہونا چاہیے ----- اُس کا ذہن: اگرچہ وہ خود ایک ذہن رکھتا ہی نہیں' بلکہ اس کے دو ذہین ہیں۔ وہ دیووں کے ساتھ جنگ نہیں چاہتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ شکست کھائے گا' اور اس نے تھور کو اپنا مخالف بنالیا ہے۔ وہ دیووں کے ساتھ امن نہیں چاہتا کونکہ وہ جانتا ہے کہ جنگ کے بغیر وہ اپنی قوت دیوتاؤں اور انسانوں کے ہاں کھو دے گا۔ وہ دو ذہنوں میں بٹا ہوا ہے لیکن خواہش صرف ایک رکھتا ہے: اپنی قوّت کا تحفظ!' بھلے اس کے لئے پوری دنیا تباہ و برباد اور نیست و نابود ہو جائے۔ کیا تمھارے لئے یہ کوئی نئی بات ہے؟''

''ہاں۔'' بلدر بولا۔ وہ غصے میں دکھائی دینے کی کوشش کر رہا تھا---- یہ اس کا اپنا باپ تھا' لوکی جس کے بارے میں یوں باتیں کر رہا تھا۔

''یہ کوئی خاص نئی' ہے نا؟''

''نہیں۔'' بلدر بولا۔ وہ شکستہ حال دکھائی دے رہا تھا۔

''اچھا۔'' لوکی بولا۔ پھر تو ہم سنجیدگی سے بات کر سکتے ہیں ----- یہاں' جہاں کوئی پہاڑی کوّے ہماری باتیں نہیں سن سکتے۔ کیا تم جانتے ہو کہ دویو' اسگارڈ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں؟''

'' نہیں۔'' بلدر بولا۔'' مجھے تو معلوم نہیں۔ پھر تھور ٹھیک ہی تو ہے؟''

'' تھور سوچتا ہے کہ وہ انھیں ایک ہتھوڑے کے ساتھ خوفزدہ کر سکتا ہے۔ اور یہی تو ہے وہ جو کچھ بھی ہے'

ہتھوڑے کے لئے ایک ہاتھ۔ تیر بھی ویسا ہی ہے----اگرچہ اس کے پاس نہ دونوں ہاتھ ہیں اور نہ ہتھوڑا۔''

بلدر نے پھر خود کو غصے میں دکھائی دینے کی کوشش کی ----- یہ اُس کے اپنے بھائی تھے لوکی جن کے بارے میں یوں بول رہا تھا۔

''کیا یہ تمھارے لئے نئی بات ہے؟'' لوکی نے پوچھا۔

''اگر یہ میرے لئے نئی نہیں تو پھر' تم مجھے یہ کیوں بتا رہے ہو؟''

'' تم اپنے خیالات کا اظہار برملا نہیں کرتے ہو' میں کرتا ہوں۔''

''تم کیا چاہتے ہو؟''

وہی جو تم ----- دیووں کے ساتھ کسی طرح کی افہام و تفہیم۔ کیا میں' کچھ کچھ دونوں طرح کا' کچھ دیو اور کچھ دیوتا نہیں ہوں؟ اگر یہ دونوں دیوتا اور دیو نہ ہوتے تو میں تو ختم ہو گیا ہوتا۔ وہ مجھے نفرت کرتے ہیں' وہ سب مجھے نفرت کرتے ہیں' تم مجھے نفرت کرتے ہو' تم سب مجھے نفرت کرتے ہو۔''

'' میں کونسل میں تجویز پیش کرونگا کہ ہمیں مذاکرات شروع کرنے چاہئیں۔''

'' کیا تم ہمیشہ ہی سے ایسا نہیں کرتے رہے ہو؟ ایزر مذاکرات نہیں کریں گے۔ دیو' اڈّین کے ساتھ مذاکرات نہیں کریں گے وہ اس پر اعتماد نہیں کرتے۔ نہ ہی وہ تھور' جس نے انھیں قتل کیا' اس کے ساتھ مذاکرات کریں گے۔ وہ تمھارے ساتھ مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔

'' میرے ساتھ؟ میں دیوتاؤں کی جانب سے مذاکرات نہیں کر سکتا۔''

'' نہیں۔ پھر تمھیں' اڈّین کی جگہ لے لینی چاہیے۔''

اس موقع پر اب بلدر کا غصّہ بڑھ گیا تھا۔

'' میں باغی نہیں ہوں! '' وہ چیخا۔

'' لیکن میں ہوں! '' لوکی بولا۔ '' کئی زمانے پہلے جب ہیں اڈّین کے ساتھ اسگارڈ گیا تھا' یہ دیووں کے ترجمان کے طور پر تھا۔ یہ ایزروں اور دیووں کے درمیان میثاق و قول و اقرار کا حصّہ تھا' جس پر دیو پابند رہے لیکن' ایزروں نے اسے توڑ دیا ہے۔ دیو سمجھتے ہیں کہ میں نے انھیں دغا دیا اور اُن سے دھوکہ کیا ہے' اور میرے ساتھ اُن کا صبر و تحمل ختم ہو گیا ہے' اور تم سب کے ساتھ بھی۔ لیکن انھوں نے اگر میرا لحاظ نہ رکھا ہوتا تو اُن کا صبر و تحمل بہت پہلے' کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا۔ کیا تمھیں مجھ پر اعتبار ہے؟''

'' میں نہیں جانتا۔'' بلدر بولا۔ جو کہ بالکل سچ تھا۔ '' اگر یہ میرے لئے نئی نہیں تو پھر' تم مجھے یہ کیوں بتا رہے ہو؟''

'' تم اپنے خیالات کا اظہار برملا نہیں کرتے ہو' میں کرتا ہوں۔''

'' تم کیا چاہتے ہو؟''

وہی جو تم ----- دیووں کے ساتھ کسی طرح کی افہام و تفہیم۔ کیا میں' کچھ کچھ دونوں طرح کا' کچھ دیو اور کچھ دیوتا نہیں ہوں؟ اگر یہ دونوں دیوتا اور دیو نہ ہوتے تو میں تو ختم ہو گیا ہوتا۔ وہ مجھے نفرت کرتے ہیں' وہ سب مجھے نفرت کرتے ہیں' تم مجھے نفرت کرتے ہو' تم سب مجھے نفرت کرتے ہو۔''

'' میں کونسل میں تجویز پیش کرونگا کہ ہمیں مذاکرات شروع کرنے چاہئیں۔''

'' کیا تم ہمیشہ ہی سے ایسا نہیں کرتے رہے ہو؟ ایزر مذاکرات نہیں کریں گے۔ دیو' اڈّین کے ساتھ مذاکرات نہیں کریں گے وہ اس پر اعتماد نہیں کرتے۔ نہ ہی وہ تھور' جس نے انھیں قتل کیا' اس کے ساتھ مذاکرات کریں گے۔ وہ تمھارے ساتھ مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔

'' میرے ساتھ؟ میں دیوتاؤں کی جانب سے مذاکرات نہیں کر سکتا۔''

''نہیں۔ پھر تمھیں' اڈین کی جگہ لے لینی چاہیے۔''

اس موقع پر اب بلدر کا غصّہ بڑھ گیا تھا۔

''میں باغی نہیں ہوں!'' وہ چیخا۔

''لیکن میں ہوں!'' لوکی بولا۔ ''کئی زمانے پہلے جب میں اڈین کے ساتھ اسگارڈ گیا تھا' یہ دیووں کے ترجمان کے طور پر تھا۔ یہ ایزروں اور دیووں کے درمیان میثاق و قول و اقرار کا حصّہ تھا' جس پر دیو پابند رہے لیکن' ایزروں نے اسے توڑ دیا ہے۔ دیو سمجھتے ہیں کہ میں نے انھیں دغا دیا اور اُن سے دھوکہ کیا ہے' اور میرے ساتھ اُن کا صبر و تحمل ختم ہو گیا ہے' اور تم سب کے ساتھ بھی۔ لیکن انھوں نے اگر میرا لحاظ نہ رکھا ہوتا تو اُن کا صبر و تحمل بہت پہلے' کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا۔ کیا تمھیں مجھ پر اعتبار ہے؟''

'' میں نہیں جانتا۔'' بلدر بولا۔ جو کہ بالکل سچ تھا۔

'' لیکن میں تم پر اعتماد کرتا ہوں۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں' کیونکہ وہ سب کرتے ہیں اگرچہ وہ تمھارا مشورہ قبول نہیں کرتے' اعتبار کرتے ہیں ----- لیکن میں دوسرے کسی ایک ایزر کا بھی اعتبار نہیں کرتا' اور تم بھی تو نہیں کرتے ہو۔''

بلدر نے بظاہر کچھ احتجاج دکھانا چاہا لیکن لوکی نے اپنا سر جھٹک دیا:

'' اپنے خیالات پر یوں خود ہی ناراض ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم سونے سے کیوں ڈرتے ہو؟ کیا ہے جس کے بارے میں تم خواب دیکھتے ہو؟''

بلدر اپنے خوابوں کے بارے میں لوکی کو بتانا نہیں چاہتا تھا----- لیکن اس نے بتا بھی دیا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ صرف لوکی اور ہُد' دونوں ہی تھے' جنھوں نے اُس پر کوئی بھی چیز نہیں پھینکی تھی۔ لوکی نے سر ہلایا:

'' خوابوں کو سچ میں ڈھلنے سے روکنا ممکن ہے لیکن ایسا صرف تمھیں کر سکتے ہو۔''

''میں کیا کر سکتا ہوں؟''

'' تم میرے ساتھ پرواز کر کے دیووں کے ہاں جا سکتے ہو اور ----- ''

''یہ بغاوت ہے!'' بلدر چیخا۔

'' اگر تم کچھ نہیں کرو گے تو تم اُن انسانوں سے بیوفائی کرو گے جو تم پر اعتقاد و یقین رکھتے ہیں۔ دیوتاؤں کا زوال' انسانیت کا بھی زوال ہے۔''

بلدر کو غشی سی آتی محسوس ہوئی----- کئی راتوں سے وہ سویا نہیں تھا۔

سوچو! اور اب سو جاؤ۔'' لوکی بولا۔ اور اٹھ کر چلدیا۔

لیکن بلدر اچھی طرح نہ سو سکا۔

بلدر کی موت

فریگ کو افسوس تھا۔

وہ اکثر و بیشتر اُن دنوں کے بارے میں سوچتی جب وہ دیوتا محسوس کرتے تھے کہ وقت اُن کے ساتھ گزر رہا تھا---- جب وہ خود بوڑھی ہو رہی تھی لیکن اب کی نسبت تب کہیں زیادہ جوان لگتی تھی۔ اور جب لڑکے ابھی بہت چھوٹے تھے اور انھیں اس کی ضرورت ہوتی تھی۔ جب اسے تھور کو بتانا پڑتا تھا کہ وہ مارپیٹ اور تشدد سے باز رہے اور جب اُس نے اس سے کہا تھا کہ وہ عورت کے حکم کو ماننے والا نہیں۔ اور جب اس نے تیر کو تسلی دی تھی۔ کیونکہ تھور نے اسے چوٹ لگائی تھی ; اب اسے تیر کو تسلی تک دینے کی بھی اجازت نہیں تھی حالانکہ وہ اپنا ایک بازو کھو چکا تھا----- یہ ایسے تھا جیسے ایک غراتے بھیڑیئے کو تھپکی لگانا۔ اور جب اسے براگی کی بے معنی الفاظ والی لمبی راگنیاں سننی پڑتی تھیں جو اس نے خود ہی بنائی ہوتی تھیں۔ جب اس نے بلدر کے سوالوں کے جواب دینے کی کوشش کی تھی اور وہ اُس سے کہیں زیادہ سوالات کیا کرتا تھا بنسبت کہ وہ اُن کے جواب دے سکتی۔ اور جب وہ ہُدر کا ہاتھ پکڑے ادھر اُدھر گھومتی اسے ہر اس چیز کے بارے میں بتاتی تھی جو وہ دیکھ نہیں سکتا تھا اور اسے پھولوں کو اُن کی خوشبو سے پہچاننے' اور پرندوں کو اُن کی آواز سے جاننے کی تربیت دیتی تھی۔

یقیناً یہ بڑا عجیب تھا کہ وہ سب دیوتا بن چکے تھے اور بوڑھا ہونا روک چکے تھے۔ لیکن اب اُس کی خواہش تھی کہ وہ بڑی تبدیلی جو کئی سال پہلے رونما ہو چکی تھی' اور وقت گزر نا رک چکا تھا وہ اور اڈّین ابھی کچھ جوان ہوتے اور لڑکے ابھی بچے ہوتے اور انہیں اُس کی ضرورت ہوتی۔ لیکن ان کے دیوتا بننے کے لئے کچھ زمانے تو درکار تھے۔

اڈّین تہیہ کر چکا ہوا تھا کہ دیوتاؤں کی حیثیت میں وہ الگ الگ رہیں گے ----- اڈّین خود ''والہالا'' میں وہ یعنی فریگ' فنسالر میں اور تمام لڑکے اپنے اپنے محل میں۔ یقیناً یہ بہت ہی اچھا تھا کہ اتنے زیادہ ٹھکانے تھے لیکن اب اس کی خواہش تھی کہ وہ ایک دوسرے کے قریب اکٹھے رہے ہوتے۔ آج کل وہ صرف کونسل کے اجلاس میں یا کسی تہوار و ضیافت ہی کے موقع پر ملتے تھے اور ایسا بھی اب شاذو نادر ہی ہوتا تھا۔ کبھی وہ خود کو مہادیوتانی سمجھتی تھی ----- شروع میں' مہادیوتا کی بیوی' مہادیوتانی اور ماں ----- وہ محبت کی دیوی رہی تھی' اور پودوں پیڑوں کی بھی اور دوسری موجودات کی بھی۔ لیکن وانیر کے ساتھ سمجھوتے کے بعد' اڈّین نے فریجا کو محبت کی دیوی بنا دیا تھا اور فریر کو کھیتی باڑی کا دیوتا' اور خود وہ صرف جنگلی نباتات ہی رکھ سکی تھی جنھیں شاید کبھی تبدیل ہی نہیں ہونا تھا۔ اسگارڈ میں دراصل کسی قسم کی کوئی خاص جنگلی موجودات تھیں ہی نہیں ----- جنگلی وحشت تو صرف منجمد دیووں کے دیس میں تھی' اور وہ تو اسے پہچانتے تک بھی نہ تھے۔

وہ ابھی تک سمجھتی تھی کہ وہ اپنے بیٹوں کو اس سے کہیں زیادہ بہتر جانتی تھی جس طرح سے وہ خود کو جانتے تھے۔ اس کے خیال میں وہ خوش نہیں تھے۔ شاید براگی' جس کی آنکھیں صرف اِدّون کے لئے تھیں' خوش تھا; لیکن نہ ہُدر نہ تیر اور نہ ہی تھور' جس کی قوت کے لئے ہر کوئی اس کی تعریف کرتا تھا۔ اور نہ ہی بلدر خوش تھا جس کی شرافت کے لئے ہر ایک اس سے محبت کرتا تھا (گو یہ خود اس کی ماں ہی ہوتی تھی)۔ وہ اتنا

بھلامانس دکھائی دیتا کہ آنکھیں چندھیا جاتیں لیکن اب وہ اتنا غمگین دکھائی دیتا تھا کہ وہ اسے اپنے دل کی گہرائی میں محسوس کرنے لگی تھی۔ وہ اب اسے مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی اور اُس نے بلدر سے التجا کی کہ وہ اسے اپنی مصیبت بتائے ----- وہ جب چھوٹا بچہ تھا تو ہمیشہ ایسا کیا کرتا تھا۔

بلدر نے محسوس کیا کہ جو کچھ وہ لوکی کو بتا چکا تھا وہ اپنی ماں سے نہیں چھپا سکتا تھا۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ وہ سب سے آخری ہستی تھی جس سے وہ خوفزدہ ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ اسے یہ نہیں بتا سکتا

کے پیچھے پڑے تھے۔ جب کہ وہ خود وہاں کھڑی' انھیں دیکھتی ہوئی مسکرا رہی تھی۔

بلدر نے اُس سے پوچھا کہ اگر وہ کبھی موت سے خوفزدہ ہوئی یا ڈری ہے۔ فریگ بولی کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کبھی کوئی دیوتا مرا ہو۔ اڈین کے بھائی ----- اُس کے چچا وِلی اور وی ----- البتہ مر چکے ہیں لیکن ایسا ایزروں کے اصل دیوتا بننے سے پہلے ہوا تھا۔

بلدر بولا کہ وہ اکثر اپنے قتل کر دیئے جانے کے خواب دیکھتا ہے۔ فریگ نے اسے دوبارہ یقین دلانے کی کوشش کی' اور خود کو بھی' اور اسے بتایا کہ یہ محض خواب ہے۔ اور جب وہ ایک چھوٹا بچہ تھا تو تب بھی وہ خواب دیکھتا تھا کہ وہ کوئی زیادہ بوڑھا نہیں ہو گا۔

فریگ نے جب اسے یہ یاد دلایا کہ وہ کبھی چھوٹا بھی رہا ہے تو اس نے خود کو اور بھی چھوٹا محسوس کیا اور یوں رونے لگا تھا کہ جیسے رونا کبھی ختم ہی نہیں کرے گا۔ فریگ نے اسے تسلی دی اور کہا کہ سبھی دیوتاؤں میں وہی تو سب سے پیارا اور محبت کئے جانے والا ہے ----- اسے نقصان پہنچانے کے لئے تو کبھی دیو بھی نہیں سوچ سکتے۔

'' لیکن یہ دیو تو ہیں ہی نہیں۔'' بلدر رو رہا تھا۔

'' تو پھر کیا یہ جنگلی جانور ہیں؟'' فریگ نے پوچھا۔

'' نہیں ----- ہاں' کم و بیش جنگلی جانور۔''

فریگ بھی اب اس کے ساتھ ملکر رونے سے خود کو نہیں روک سکی تھی' لیکن اپنے آنسوؤں کی دھند میں اس نے بڑی خوشی محسوس کی کہ ایکبار پھر یہ اس کی قوت میں تھا کہ وہ مدد کر سکتی تھی۔ اس نے اب تک جنگلی موجودات پر اپنی قوت کو استعمال کرنا روک دیا ہوا تھا اور انہیں خودروی کے لئے آزاد چھوڑ دیا ہوا تھا لیکن اب اس نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ ان تک دسترس رکھ سکتی ہے۔ اس نے تمام روحوں اور بدروحوں کو جو جنگلی وحشت میں بسیرا کرتی تھیں' انھیں طلب کیا اور انھیں بتایا کہ وہ بلدر کے لئے فکرمند تھی۔ اس نے انھیں حکم دیا کہ وہ قدرتی موجودات' جو کسی بھی صورت میں اپنا وجود رکھتی تھیں ----- پتھر یا لوہا' زمین یا پانی' آگ یا ہوا' درخت یا پودے' پرندے یا مچھلیاں' حیوانات یا سانپ ----- سبھی حلف اٹھائیں کہ وہ بلدر کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ بلدر کی مدد کرنے کے اہل ہونے پر روحیں بھی اتنی ہی خوش تھیں جتنی کہ وہ خود خوش تھی۔

لیکن اب جب اس انداز میں ساری دنیا سے حلف لے لیا گیا تو ہر جگہ پر یہ معلوم ہو گیا کہ بلدر خوفزدہ ہے۔ اس سے بلدر سخت شرمندہ تھا اور دوسرے دیوتا بڑے پریشان اور حواس باختہ ہو رہے تھے۔ اڈین ناراض تھا کہ فریگ نے زمین و آسمان و بہشت کو صرف اس لئے ہلا کر رکھ دیا ہے کیونکہ بلدر نے ایک بیوقوفانہ خواب دیکھا تھا۔

''احمق انسان۔'' وہ بولا۔ ''شب بیداری کے لئے' ہر ایک چیز کے لئے فکرمند۔''

تھور بولا کہ دیو جو صرف پاگل ہیں اُن کی جانب سے ایک دیوتا کو خطرے کی وجہ سے ساری دنیا سے حلف لینے کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ انہوں نے ابھی تک کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ لوکی بولا کہ دیو بلدر کو کبھی بھی نقصان پہنچانے کا تب تک سوچ بھی نہیں سکتے جب تک انھیں اچھی طرح یہ محسوس نہ ہو جائے کہ وہ مشتبہ ہیں اور اُن پر شک کیا جارہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ دیوتا بھی اگر اس طرح کا حلف اٹھائیں جیسا کہ روحوں نے اٹھایا تھا تو دیو بھی ویسا ہی کریں گے۔

'' ہم دیکھتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرتے ہیں۔'' حلف اٹھاتے ہوئے تھور بولا۔ اور پھر دوسرے دیوتاؤں نے بھی حلف اٹھالیا ----- سبھی نے لیکن' اڈّین کے سوا' وہ اس کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتا تھا۔ اور پھر لوکی دیووں کے پاس گیا اور ان سے بھی حلف اُٹھوایا۔

اب بلدر دوبارہ خوش تھا کہ ساری دنیا اسے پیار کرتی تھی ----- لیکن خوش وہ نہیں تھا' اور اسے جائز نہیں سمجھتا تھا کہ صرف وہی ایک ایسا دیوتا ہے جسے نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا تھا۔ اس سے تھور اور تیر کو رنج پہنچاکہ بلدر ابھی تک اداس دکھائی دیتا تھا' حالانکہ وہی ایک تو تھا جسے اب کسی بھی چیز سے کسی بھی طرح ڈرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی ----- لیکن شاید وہ حقیقی طور پر یقین نہیں رکھتا تھا کہ اسے زخم آ ہی نہیں سکتا تھا؟ تھور نے نیزہ اس پر پھینکا تاکہ اسے دوبارہ یقین آ جائے ----- وہ اُس کو نقصان پہنچائے بغیر ہی پھسل گئی۔ بلدر بہت خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا' اس لئے تھور نے کچھ سختی سے نیزہ پھینکا اور وہی ہوا جو پہلے ہو چکا تھا۔

'' آؤ' اور کچھ تماشا دیکھو!'' تھور چلایا; اور دوسرے دیوتا یہ دیکھنے کے لئے آ گئے کہ ہو کیا رہا تھا اور خود بھی تماشے میں شامل ہو گئے۔ وہ سب کچھ نہ کچھ بلدر پر پھینک رہے تھے ----- پتھر' ڈنڈے' لاٹھیاں' تیشے' کلہاڑیاں ----- سبھی چیزیں اس پر سرسری سی پڑتیں یا پھر ہوا میں ادھر اُدھر مڑ جاتیں۔ فریگ کھڑی' تماشا دیکھ رہی اور مسکرا رہی تھی ----- وہ یہ سوچ کر خوش ہو رہی تھی کہ وہ ابھی تک اپنے بیٹے کے لئے کچھ کر سکتی تھی۔ اب اڈّین بھی نرم پڑ چکا تھا اور اُس نے بھی اپنا نیزہ' جسے کوئی شے بھی نہیں روک سکتی تھی' بلدر پر پھینکا (اگرچہ پوری قوت کے ساتھ نہیں) ----- اور بلدر نے اسے روک لیا۔ لوکی اکیلا تھا جو اس میں شامل نہیں تھا; اس نے ہُد کو تلاش کرکے اسے بتایا کہ کیا ہو رہا تھا۔ خوشی سے مسکراتے ہوئے ہُد کھڑا سوچ رہا تھا کہ بلدر کا خواب سچ ہو رہا تھا بے شک اس طرز سے ذرا مختلف تھا جیسا کہ اس نے سوچا تھا۔ دیوتا نفرت و حقارت کی وجہ سے بلدر پر سب کچھ نہیں پھینک رہے تھے بلکہ اس میں محبت و پیار اور خوشی شامل تھی۔ اسے افسوس تھا کہ وہ اس کھیل میں بذات خود حصہ نہیں لے سکتا تھا' لیکن اسے یقین تھا کہ اس کا نشانہ خطا ہی جانا تھا۔

جو اس کھیل سے لطف اندوز نہیں ہو رہا تھا وہ صرف خود اکیلا بلدر ہی تھا۔ اور تھور کے غصے میں اور بھی اضافہ ہوتا جارہا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ بلدر ابھی تک خوف محسوس کر رہا تھا۔ اور بالآخر اسے یقین و اعتماد دلانے کے لئے کہ اس کا خوف و ڈر بے معنی اور بے جواز تھا' اُس نے اپنا ہتھوڑا اُٹھایا' جو ہمیشہ عین نشانے ہی پر پڑتا تھا' اور بلدر پر پھینکا۔ لیکن اس بار ہتھوڑا اس کو لگا نہیں تھا لیکن وہ تھور کے ہاتھ میں حسب معمول واپس آ گیا تھا۔ اس کا مشن پورا نہیں ہوا تھا' ہر کوئی خوشی کا اظہار کر رہا تھا ماسوائے بلدر۔

بالآخر اُس شام جب بلدر کو بالکل اکیلا چھوڑ دیا گیا اسے محسوس ہوا کہ اس پر جیسے پھر کوئی پسو بیٹھا ہوا تھا۔ جبلتاً اس نے بظاہر اُسے مارنے کی کوشش میں اپنا جائزہ لیا۔ پسو اچھل کر فرش پر گرا اور' لوکی کے بھیس میں ڈھل گیا۔

'' یہ پہلا خواب تھا۔'' وہ بولا۔ '' آزر اچھا سوچتے ہیں' ہاں وہ تھوڑی سی بیگانگی رکھتے ہیں ----- میرا مطلب ہے ----- ربانی جلالت' اپنی دوستی کے اظہار میں۔ تم بذاتِ خود محفوظ ہو۔ اب دنیا کو بچانے کا سوال ہے۔ ساری دنیا تمھاری ہے ----- تمھیں صرف اپنا ہاتھ بڑھانا اور اسے اٹھالینا ہے۔''

لوکی نے اپنا ہاتھ یوں آگے پھیلایا جیسے ساری دنیا اس کی ہتھیلی پر تھی۔ بلدر نے اسے نہیں اٹھایا تھا۔

'' لیکن اگر تم اسے نہیں اٹھاؤگے تو' تم جانتے ہو کہ اس کا کیا انجام ہوگا ----- تم بذاتِ خود اس کے متعلق خواب دیکھ چکے ہوئے ہو۔ اب' میری بات سنو! ہر چیز پر امن طریقے سے طے کی جا سکتی ہے۔ تمھیں دیووں کے پاس جانے کے لئے میری رفاقت کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ پہلے ہی تمھیں قسم دے چکے ہیں (میں جو ابھی وہاں سے ہو کر آیا ہوں) میں تجویز کرونگا کہ ہم مڈگارڈ میں پھر سے انسانوں کے لئے جنگی مشقوں کا بندوبست کریں کیونکہ ----- ہم نے انھیں ایک عرصے سے نظر انداز کر رکھا ہے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ خود جنگ کا دیوتا بھی تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تو وہ خود بخود سمجھ جائیں گے کہ تم ہی دیوتاؤں کے '' اعظم العظمیٰ'' ہو۔ دوسرے تمھارے خلاف ہتھیار استعمال کر سکتے ہیں لیکن تم اُن سے کوئی چوٹ نہیں کھا سکتے ہو۔ بس ایک لفظ' تمھاری جانب سے اور مرد تمھارے لئے قسمیہ قضیہ کر دیں گے کہ تم ہی جلالت مآب' عظیم العظمیٰ دیوتا ہو۔ اور تم جنگ وجدل' فتح و موت پر اُن کے اعتقاد و یقین کی بجائے انھیں کچھ اور دے دینا ----- بجائے اس کے کہ وہ لڑنے اور تہوار منانے کے لئے دوبارہ جنم لیں تم انھیں کچھ اور دے دینا۔

''تم انسانوں کے اتنے چاہنے والے کیوں بن گئے ہو؟'' بلدر نے پوچھا۔

''کیا خود تم بھی ہمیشہ ایسے ہی نہیں رہے ہو؟' اگر وہ مردوں کے دیوتا نہ ہوں تو' دیوتا اور ہو ہی کیا سکتے ہیں؟''

''میرا خیال ہے تم دیوتاؤں سے نفرت کرتے ہو۔'' بلدر بولا۔'' میرا نہیں خیال کہ تم انسانوں سے محبت کرتے ہو۔ شاید تم دیووں سے پیار کرتے ہو؟''

''نہیں۔'' لوکی بولا۔'' میں تمھیں پیار کرتا ہوں۔''

بلدر نے لوکی کو بڑے غور سے دیکھا۔

'' یہی ہے جو وہ سب کہتے ہیں۔'' وہ منمنایا۔

'' یہ سچ بھی ہے۔'' لوکی بولا۔ اس موقع پر پھر انھوں نے ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا۔

لوکی نے کونسل کے اجلاس میں تجویز پیش کی کہ دیوتاؤں کو مڈگارڈ میں ایک عوامی میلا لگانا چاہیے اور وہی ناٹک کھیلنا چاہیے جس کو وہ آزمائشی طور پر اسگارڈ میں دہراتے رہے ہیں۔ مڈگارڈ میں لوگ' دیوتاؤں کی کمی محسوس کرتے تھے خاص طور پر جب سے فریجا وہاں نہیں گئی تھی; انسان آپس میں بٹے ہوئے تھے اور ضرورت تھی کہ دیوتا انھیں دوبارہ متحد و اکٹھا کرتے۔ دیوتا' ہتھیاروں کو استعمال کرنے بارے اپنی ہنر مندی کا مظاہرہ کر سکتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کیا جا سکتا تھا کہ ایک دیوتا کو ہتھیاروں سے گرایا نہیں جا سکتا۔

اڈین اس تجویز کے حق میں نہیں تھا۔ لیکن پہلی بار فریگ اُس سے متفق نہیں تھی: بلدر کو کوئی زخم نہ آئے' یہ ممکن بنانے کے لئے ساری دنیا نے اپنا کردار ادا کیا ہے لہٰذا اب وہ دنیا کو یہ بتانے کے پابند ہیں کہ حلف و عہد مؤثر اور کارگر ہے۔ فریجا اور فریر' جو دوبارہ کونسل کے اجلاس میں حاضر تھے' انھوں نے فریگ کی حمایت کی' اور فریجا نے بلدر کو ایسی میٹھی نظروں سے دیکھا کہ وہ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ کہیں لوکی بھی فریجا سے باتیں نہ کرتا رہا ہو۔ تیر نے اڈین کا ساتھ دیا: ہمیں انسانوں کو یہ دیکھنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے کہ دیوتاؤں کے ہتھیار بھی کبھی کبھی بالکل کام نہیں کرتے۔ لیکن تھور ہر ایک کو یہ بتانے پر کوئی اعتراض نہیں رکھتا تھا کہ اُس کا ہتھوڑا دشمن اور دوست میں فرق بتا سکتا ہے: سب سے ضروری بات یہ تھی کہ انسانوں کو بتایا جائے کہ اُن کے دیوتا اُن کے درمیان موجود تھے اور انھیں دیو مینڈکوں سے محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ اس پر منظوری کے لئے اڈین نے اپنی گردن ہلائی:

''ہمیشہ سے دیوتاؤں ہی کی یہ ذمے داری رہی ہے کہ وہ بڑے اور طاقتور کے خلاف چھوٹے اور کمزور کو تحفظ مہیا کریں۔''

تجویز اب حتمی طور پر منظور کر لی گئی تھی۔

بلدر کچھ بھی نہیں بولا تھا۔ اس میں ہمت ہی نہیں تھی کی وہ بتا سکتا کہ وہ کیا سوچ رہا تھا '' یہی ہے جو وہ سب کہتے ہیں۔'' وہ منمنایا۔

'' یہ سچ بھی ہے۔'' لوکی بولا۔ اس موقع پر پھر انھوں نے ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا۔

لوکی نے کونسل کے اجلاس میں تجویز پیش کی کہ دیوتاؤں کو مڈگارڈ میں ایک عوامی میلا لگانا چاہیے اور وہی ناٹک کھیلنا چاہیے جس کو وہ آزمائشی طور پر اسگارڈ میں دہراتے رہے ہیں۔ مڈگارڈ میں لوگ' دیوتاؤں کی کمی محسوس کرتے تھے خاص طور پر جب سے فریجا وہاں نہیں گئی تھی: انسان آپس میں بٹے ہوئے تھے اور ضرورت تھی کہ دیوتا انھیں دوبارہ متحد و اکٹھا کرتے۔ دیوتا' ہتھیاروں کو استعمال کرنے بارے اپنی ہنر مندی کا مظاہرہ کر سکتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کیا جا سکتا تھا کہ ایک دیوتا کو ہتھیاروں سے گرایا نہیں جا سکتا۔

اڈین اس تجویز کے حق میں نہیں تھا۔ لیکن پہلی بار فریگ اُس سے متفق نہیں تھی: بلدر کو کوئی زخم نہ آئے' یہ ممکن بنانے کے لئے ساری دنیا نے اپنا کردار ادا کیا ہے لہٰذا اب وہ دنیا کو یہ بتانے کے پابند ہیں کہ حلف و عہد مؤثر اور کارگر ہے۔ فریجا اور فریر' جو دوبارہ کونسل کے اجلاس میں حاضر تھے' انھوں نے فریگ کی حمایت کی' اور فریجا نے بلدر کو ایسی میٹھی نظروں سے دیکھا کہ وہ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ کہیں لوکی بھی فریجا سے باتیں نہ کرتا رہا ہو۔ تیر نے اڈین کا ساتھ دیا: ہمیں انسانوں کو یہ دیکھنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے کہ دیوتاؤں کے ہتھیار بھی کبھی کبھی بالکل کام نہیں کرتے۔ لیکن تھور ہر ایک کو یہ بتانے پر کوئی اعتراض نہیں رکھتا تھا کہ اُس کا ہتھوڑا دشمن اور دوست میں فرق بتا سکتا ہے: سب سے ضروری بات یہ تھی کہ انسانوں کو بتایا جائے کہ اُن کے دیوتا اُن کے درمیان موجود تھے اور انھیں دیو مینڈکوں سے محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ اس پر منظوری کے لئے اڈین نے اپنی گردن ہلائی:

''ہمیشہ سے دیوتاؤں ہی کی یہ ذمے داری رہی ہے کہ وہ بڑے اور طاقتور کے خلاف چھوٹے اور کمزور کو تحفظ مہیا کریں۔''

تجویز اب حتمی طور پر منظور کر لی گئی تھی۔

بلدر کچھ بھی نہیں بولا تھا۔ اس میں ہمت ہی نہیں تھی کی وہ بتا سکتا کہ وہ کیا سوچ رہا تھا---- بمشکل تمام اس نے اس کا اعتراف خود اپنے آپ سے ضرور کر لیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ لوکی ٹھیک تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اس پر اعتبار کر سکتا ہے۔ اگرچہ اب وہ اپنے خوابوں کی وجہ سے تو پریشان نہیں تھا' اس کی نیندیں البتہ مشکل میں تھیں ---- یہ ایسے تھا جیسے کہ اس پر پسو ہی پسو ہوں۔

بلدر کو اڈّین کے پاس طلب کیا گیا۔ اڈّین اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مضبوطی سے اپنا نیزہ ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ پہاڑی کوا اس کے دائیں کاندھے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے بلدر کو اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا۔ اڈّین کی نگائیں اس پر یوں جمی ہوئی تھیں کہ بلدر نے محسوس کیا کہ اسے سب کچھ بتا دینا چاہیے۔

'' خوش ترین وہ ہے جو اپنی ہی قسمت کے بارے یں نہیں جانتا۔ تم خوش نہیں ہو; اور نہ ہی میں ہوں۔''

بلدر بولا:

''میں نے ''راگناروک' مرکزِ خیر و شر/حیات و موت ''کے متعلق ایک خواب دیکھا ہے۔''

اڈّین نے جواب دیا:

''میں نے بھی۔ اور تم سمجھتے ہو کہ میں '' راگناروک'' کو بدلنے کے لئے بہت ہی کم کام کر رہا ہوں۔ اور لوکی کا خیال ہے کہ تم بہتر طور پر کر سکتے ہو۔''

بلدر اچھل پڑا۔ اڈّین نے اسے بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اڈّین بولا:

'' تھور نے بہت زیادہ تشویش میں ڈال دیا ہے۔ ہم دیووں کو نیست و نابود نہیں کر سکتے۔ اگر ہم اُن کے ساتھ امن و امان سے رہتے ہیں تو ہم اپنی قوت کو قائم و برتر نہیں رکھ سکتے۔ میں ایسی شرائط پر امن قائم نہیں کر سکتا' کیا تم کر سکو گے؟''

''ہاں۔'' بلدر بولا۔'' ہمارے پاس اور راہ بھی تو نہیں۔''

اڈّین نے سر ہلایا:

'' مڈگارڈ میں تماشا دیکھنے والے لوگ جب دیکھیں گے کہ ہمارے ہتھیار تمھیں گزند پہنچانے کے قابل نہیں میں' تو میں دیوتاؤں اور انسانوں' دونوں سے خطاب کروں گا اور کہوں گا: '' یہ

میرا بیٹا ہے' تم سب کو اس کی پیروی کرنا ہو گی۔''

'' باپو!'' بلدر رو پڑا۔

'' میرا بیٹا!'' اڈّین بولا۔ تمھارے لئے تب تک خاموش رہنا ہی اچھا ہے جب تک وقت نہیں آ جاتا۔''

شام کے وقت بلدر پر ایک اور پسو تھا۔ وہ اس پر ہاتھ سے ضرب لگائے بغیر نہ رہ سکا۔ لوکی نے اسے بڑی گندی نگاہ سے دیکھا:

''تم اڈّین سے باتیں کرتے رہے ہو۔''

''اس کے متعلق تمھارا خیال غلط ہے۔'' بلدر بولا۔

''اگر صرف میں تمھارے متعلق غلط نہیں ہوں تو!'' لوکی بولا۔

'' اُن دونوں کے درمیان یہ آخری الفاظ تھے جو انھوں نے ایک دوسرے کو کہے تھے۔''

کم و بیش سبھی لوگ' مڈگارڈ کے سب سے بڑے میدان میں جمع تھے' اور جب انہوں نے دیوتاؤں کو قوس قزح کے پُل سے اپنی اپنی سواری پر اپنی طرف نیچے اترتے دیکھا تو وہ خوشیاں منانے لگے تھے۔ سب سے آگے اڈّین اپنی دیوتائی شاہی رتھ میں' پھر فریگ اپنی گھوڑوں والی رتھ میں' فریجا اپنی بلیوں والی رتھ میں' تھور اور سف' بکروں والی رتھ میں۔ فریر سنہری سور پر سوار' ہیمدل اپنے چمکتے سیمی گھوڑے پر' اور دوسرے اعلےٰ دیوتا اپنے اپنے دیوتا گھوڑوں پر' سبک رفتار' مشکی' زریں' سیمابی' چمکتے' تجلیاں برساتے آ رہے تھے۔ لیکن بلدر جو پہلے کبھی بھی انسانوں کے سامنے نہیں آیا تھا' سب کی نگاہوں اور توجہ کا مرکز تھا۔ جب کھیل کا آغاز ہوا اور' جب وہ دیوتاؤں کے ہتھیاروں کا نشانہ بنا تو یہ وہی تھا جو ان سب کی توجہ کا مرکز بن چکا تھا۔

شروع میں تو یہ صرف کھیل ہی دکھائی دے رہا تھا لیکن جب دیوتاؤں نے اس پر اپنے بھاری ہتھیار پھینکنے شروع کئے تو یہ بہت سنجیدہ دکھائی دینے لگا یوں جیسے ----- کہ یہ ایک قتل ہو ----- وہ جو قریب سے نظارہ کر رہے تھے دہشت کے مارے سکڑ گئے تھے' اگرچہ وہ جانتے تھے کہ دیوتاؤں کے لئے یہ ایک کھیل ہی تھا۔ لیکن جب اڈّین کا نیزہ کہ جسے کوئی بھی چیز نہیں روک سکتی تھی بلدر نے اسے روک لیا تو انھوں نے تالیاں بجا بجا کر خوشی کا اظہار کیا۔ ان کی تالیاں ختم ہونے والی نہیں تھیں۔ اب تھور نے آگے بڑھ بڑھ کر اپنے ہتھوڑے کو بلدر کی جانب پھینکا۔ یہ صاف عیاں تھا کہ وہ محض تماشا نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ ہتھوڑے کو اپنی پوری قوت سے بلدر پر پھینک رہا تھا۔ لیکن ابھی تک بلدر کے ساتھ ہتھوڑے کا کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا۔ بالآخر سبھی دیوتاؤں نے ایک ساتھ اپنے اپنے ہتھیار بلدر پر پھینکے لیکن سبھی ہتھیار ہوا میں پھینکے جانے کے مترادف ثابت ہو رہے تھے۔ اور بلدر سے پھسل کر ادھر اُدھر ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو کر زمین پر گرتے جا رہے تھے۔ تماشائی تالیاں بجاتے داد و تحسین کے نعرے لگا رہے تھے۔

عین اسی لمحے جب سارے ہتھیار زمین پر گر چکے تھے اور ہر کوئی سمجھ رہا تھا کہ ناٹک ختم ہو چکا تھا' ایک تیر بلدر کو چھید کر اس کے دل میں گھس گیا تھا اور وہ گر پڑا تھا۔ بیشتر تماشائی ابھی تک نعرے لگا رہے اور تالیاں بجا رہے تھے۔ کیونکہ وہ اسے بھی کھیل کا حصہ ہی سمجھ رہے تھے۔ لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ دیوتا بے حس و پا' بت بنے کھڑے ہیں' اور ان میں سے کوئی بھی اپنے ہاتھ ہلانے اور بلدر' جو زمین پر گرا ہوا تھا' اس کو اٹھانے کے قابل نہیں' تو انھوں نے تالیاں بجانا اور نعرے لگانا روک دیا اور پھر مڈگارڈ پر موت کا سکوت چھا گیا تھا۔

حقیقتاً کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا کہ کیا ہوا تھا' اور وہ جس نے کچھ دیکھا تھا وہ' اندھا ہُد تھا' جس نے تیر پھینکا تھا۔ کسی نے کمان اس کے ہاتھ میں دے کر' ارادہ کرنے میں اس کی ہمت بڑھائی تھی اور ہُد' جو خود کھیل میں شامل ہونے کی خواہش رکھتا تھا ----- اس نے کمان کھینچ کر تیر کو اُڑ جانے دیا۔ وہاں کھڑے' اب صرف وہی اکیلا تھا جسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ بلدر مر چکا تھا' لیکن اس نے موت کی خاموشی کو سن لیا تھا اور اب اسے بڑے خطرے کا ڈر تھا۔ ایک ایک کرکے دیوتاؤں میں کچھ حرکت پیدا ہوئی اور ان میں سے کچھ اپنے گھٹنوں کے بل بلدر کے گرد جھک گئے اور اس کے زخم اور قاتل ہتھیار کا معائینہ کرنے لگے ----- یہ ایک بہت ہی مہین تیر تھا جس کا کسی بھی صورت میں تھور کے ہتھوڑے یا اڈّین کے نیزے سے تو مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ دوسروں نے دیکھا کہ' ہد ہاتھ میں کمان لئے چپ کھڑا ہے تو وہ اس پر ٹوٹ پڑے' ہد کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اپنا دفاع

کیسے کرے۔فریگ کی گرجدار آواز نے سکوت توڑ دیا تھا وہ آہ وزاری' ماتم وفریاد کر رہی تھی۔ وہ نہ صرف اپنے بیٹے کی موت کیوجہ سے گریہ زاری کر رہی تھی بلکہ وہ ''حلف'' پر بھی نوحہ کناں تھی جو ارض وسما کی سبھی روحوں' جنوں بھوتوں اور تمام آفاقی وارضی اور سمندری موجودات نے اُٹھایا تھا۔ اور اب ٹوڑ دیا گیا تھا۔دیوتاؤں کو نقصان پہنچنے کے وقت جیسا کہ بیشتر اوقات ہوتا تھا انھوں نے لوکی کو ادھر اُدھر تلاش کیا---- لیکن اسے تو نظر ہی نہیں آنا تھا۔ بعض کا خیال تھا کہ اوڈین کو لوگوں سے خطاب کرنا چاہیے' لیکن وہ کوئی الفاظ ہی تلاش نہیں کر سکتا تھا۔ دیوتاؤں کے لئے بلدر کی موت کے سوا کچھ اور سوچنا بہت ہی مشکل تھا۔ اُن میں البتہ کچھ تھے جو سوچ رہے تھے کہ تمام انسانی مخلوق یہ ''شرم'' اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی۔ مرد اور عورتیں دیکھ چکے تھے کہ ایک دیوتا جسے وہ سب پیار و محبت کرتے اور چاہتے تھے ایک دیوتا کے ہاتھوں مارا گیا تھا----ظاہر اً یہی تو ہوا تھا۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ ایک دیوتا نہ صرف زخمی ہو سکتا تھا بلکہ مر بھی سکتا تھا۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ لیکن ایکبار جب ایسا اب ہو ہی گیا تھا تو یہ دوبارہ بھی ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد دیوتا انسانوں کے لئے دیوتا کیسے رہ سکتے تھے؟

دیوتا کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے سوائے کہ جس راستے سے آئے تھے اسی سے واپس چلے جاتے۔ فریگ کی رتھ میں بلدر کی لاش رکھے اب وہ واپس جا رہے تھے۔ قوس قزح کے پل سے واپس جاتے ہوئے اب وہ جلال و شان اور فخر و گھمنڈ نہیں تھا جسے دیوتاؤں کے لوگوں نے اُن کی نیچے آمد پر دیکھا تھا۔ اب وہ غم واندوہ کا بوجھ اٹھائے بہت سست واپس جا رہے تھے۔

کیونکہ بلدر کسی جنگ میں نہیں مارا گیا تھا (اُس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی) وہ اس بندوبست کا مستحق نہیں ہو سکتا تھا جو اوڈین نے ''شمالی باشندوں'' کے ساتھ طے کر رکھا تھا---- اور وہ یہ کہ مرنے والے جنگجوؤں کو ''والہالا'' یعنی ''جہانِ دیگر'' بھیج دیا جائے تاکہ وہ وہاں جنگ جاری رکھ سکیں۔ عام مرنیوالوں کی طرح' بلدر کو اب 'تحت الارض' مردوں کی مملکت' دوزخ ہی میں جانا تھا جو کہ ایک دیوتا کی جگہ نہیں تھی۔ پہلے تو دیوتا اس بارے میں اپنے آنسوؤں اور ہچکیوں کی وجہ سے کچھ بول ہی نہیں سکتے تھے اور بالآخر جب فریگ کو الفاظ ملے تو یہ اس کے افسوس کے لئے نہیں بلکہ اُس کے غصے کے اظہار کے لئے تھے: بلدر کی موت صرف دیوتاؤں کی خواہش ہی کے خلاف نہیں تھی بلکہ یہ انسانوں

کی خواہش کے خلاف بھی تھی اور دیوتاؤں اور تمام کائنات کی خواہش کے بھی خلاف تھی۔ کسی نہ کسی طرح (اسے شبہ تھا) ایک بہت ہی مہین و باریک ٹہنی نے اپنے آپ کو دنیا اور پوری کائنات کے خلاف لا کھڑا کیا تھا: یقیناً دوزخ' زیر زمین دنیا کی مہادیوتانی کو یہ بات سمجھنی ہوگی۔ اگر وہ کسی بدلے کا مطالبہ کئے بغیر' بلدر کو واپس نہیں کرے گی' تو وہ فریگ' بذاتِ خود دوزخ میں جانے کو تیار تھی' کیونکہ اسے تو بخشا جا سکتا تھا' بلدر کو نہیں۔ اس نے پوچھا کہ پیغام لے کر کون تحت الارض' دوزخ دیوتانی کے پاس جائے گا؟ اگرچہ یہ ایک تکلیف دہ سفر تھا' ھرمد نے اس کے لئے فوراً اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اوڈین نے اس سفر کے لئے اسے اپنا گھوڑا دیا اور وہ روانہ ہو گیا۔

دیوتاؤں نے جب بلدر کی میّت کو ''رنگھورن'' نامی اس کشتی میں رکھا جو وہ اسکی آخری رسوم کے لئے چتا تک لے جانے والے تھے' وہ ابھی تک اس کے دوبارہ ملاپ کی امید رکھے ہوئے تھے۔ لیکن انہیں اپنے دکھ اور افسوس کو برداشت کرنا دشوار ہو رہا تھا: وہ اپنے آپ کو اتنا کمزور محسوس کر رہے تھے کہ وہ کشتی کو پانی میں نہیں اتار سکے تھے---- یہاں تک کہ تھور کے بازو بھی کشتی کے تختوں سے پھسل گئے تھے۔ لیکن کئی ایک دیو بھی جنازے میں شامل ہونے کے لئے آئے ہوئے تھے (صرف یہی پہلا موقع تھا جب دیوتاؤں نے دیووں کو اسگارڈ میں داخل ہونے کی اجازت دی تھی) اور طاقتور ترین دیونی' جو ہیروکن کہلاتی تھی' اور جو ایک بھیڑیئے پر سواری کرتی اور ایک ناگ کو چابک کے طور پر استعمال کرتی تھی' اس نے کشتی کو سمندر میں اتارنے کی پیشکش کی۔ اُس نے کشتی کو پشتے سے گھسیٹا تو وہ ایک رگڑ کے ساتھ جھٹکے سے اپنی جگہ سے پھسل گئی اور اُس کے تختوں کے نیچے سے شعلے بلند ہوئے اور زمین کپکپا اُٹھی۔ تھور اتنا غصے میں تھا کہ اگر دوسروں نے اسے پیچھے نہ روکا ہوتا تو وہ اس کی کھوپڑی اُڑا دیتا۔ اس نے اپنا ہتھوڑا

بلند کیااور چتا کی مقدس رسم میں لگ گیا۔ایک بوڑھا آہنگر' جو رسم میں حصہ لینے کے لئے بڑا مشتاق اور خواہشمند تھا' اپنے پیروں سے بڑی پھرتی دکھارہا تھا۔ تھور نے اسے ایک ایسی ٹھوکر ماری کہ وہ اُڑتا ہوا سیدھا آگ میں جا گرا۔

یہ صرف دیوتا ہی نہیں تھے جو بلدر کی موت پر افسردہ و غمگین تھے۔اڈّین اپنے برج سے دیکھ رہا تھا کہ بلدر کی موت پر مڈگارڈ اور اُٹگارڈ' دونوں پر سوگ چھایا ہوا تھا۔اس نے خود ہی نتیجہ نکالا کہ

ہر ایک' ہر چیز جس نے بلدر کو نقصان نہ پہچانے کا حلف اُٹھایا تھا وہ غمزدہ اور ملول تھی کیونکہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔

ھر مدجب' دوزخ سے واپس لوٹا تو اس نے کہا کہ موت کی دیوتانی بلدر کو واپس کر دے گی' اگر تمام دنیا اکٹھی و متحد ہو کر اس کا سوگ مناتے ہوئے اسے واپس لینے کے لئے اپنی خواہش کا اظہار کرے----- دیوتاؤں نے کم وبیش اسے ایک بڑی بد قسمتی سمجھا----- ایک ایسی بہت ہی بڑی بد قسمتی' جو پہلے کبھی رونما ہوئی ہی نہیں تھی------ ہو سکتا تھا اب وہ کسی عظیم بابرکت خوش نصیبی میں ڈھل جائے۔پوری دنیا اس کی موت پر سوگ و غم اور آہ وزاری کے لئے پہلے ہی متفق تھی اور اس کو واپس لینے کی خواہش مند بھی۔یہ پہلا موقع تھا کہ دنیا متحد تھی اور کسی بھی جگہ کہیں بھی کوئی جنگ نہیں تھی۔

بلدر موت سے واپس نہیں آیا تھا اگرچہ اڈّین اپنے '' ہلڈ سکیالف'' برج سے دیکھ سکتا تھا کہ تمام جن و بشر' بھوت پریت' چرند و پرند' بحر و بر اور ہر ایک شجر اور سنگ وخشت' رو رہے تھے۔تب اڈین نے اپنے اڑنے والے----- ''والکیریز' ----- مخبروں'' کو نیچے مڈگارڈ کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ دیکھ کر آئیں کہ اگر وہاں کوئی ایسے ٹھنڈے دل والے انسان ہیں جو دنیا بھر کے رنج و افسوس میں سے ذرہ بھر بھی حصّہ نہیں لینا چاہتے تھے۔والکیریز' مخبروں میں سے ایک نے دیکھا کہ ایک کھوہ میں ایک بوڑھی عورت بیٹھی تھی جو' تھوق کہلاتی تھی----- وہ پتھر کی طرح کی سخت دکھائی دیتی تھی۔اس نے جب اس سے پوچھا کہ کیا اسے شریف و مہربان دیوتا کی موت پر افسوس و دکھ نہیں----- بوڑھی عورت نے جواب دیا کہ اس نے اپنے تمام آنسوں تب بہا دیئے تھے جب اُس نے اپنے سارے بیٹے جنگ میں کھو دیئے تھے ; اس کے پاس اب اس دیوتا کے لئے جو ایک کھیل میں مارا گیا' بس خشک آنسو ہی تھے۔

بعض کا خیال تھا کہ یہ وہی بوڑھی عورت تھی جس کی وجہ سے بلدر عالم دوزخ سے واپس نہیں آیا تھا۔دوسروں کے خیال میں' وہ لوکی تھا جس نے بلدر کی موت پر سوگ ظاہر نہیں کیا تھا اور اسی وجہ سے وہ تھور کی موت کا ذمہ دار تھا۔لوکی نے مڈگارڈ میں اُس میلے کے بعد سے' جس کا انجام اتنا بھیانک وخوفناک ہوا تھا' اپنی صورت تک نہیں دکھائی تھی۔وہ شاید کوئی نہ کوئی بھیس بدلے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے تھا۔اور شاید اس کے پاس اس کے لئے کوئی معقول وجوہات بھی ہوں۔شاید یہ وہی لوکی تھا جو اُس بوڑھی عورت کا بھیس بدلے ہوئے تھا جو بلدر کی موت پر آنسو نہیں بہا سکتی تھی۔

ایزروں کا بدلہ

اب اس سارے مسئلے کا ایک ہی حل رہ گیا تھا...... ہُد اپنی زندگی خود ختم کر لے! خود کشی کر لے!! بلدر کو بے متوقع قتل کر دینے کے بعد ہد کی زندگی اس کے لئے خود بڑی ہی بے معنی بن گئی تھی اور اسے اب زندگی سے کوئی پیار نہیں رہا تھا..... بلدر! وہی تو ایک دیوتا تھا جو ہمیشہ اس کا دھیان رکھتا تھا اور ہمیشہ اس پر بھروسا کیا کرتا تھا۔ دوسرے تمام دیوتا تو اسے نظر انداز ہی کرتے رہنے کو ترجیح دیتے تھے اور اس کا مر جانا ہی بہتر سمجھتے تھے۔ لیکن فریگ ہر گز نہیں چاہتی تھی کہ ہُد اپنے آپ کو کوئی نقصان پہنچائے اس کے لئے اُس نے ''فنسالیر'' میں ہُد پر نگاہ رکھی ہوئی تھی۔ فریگ جانتی تھی اور ..... سبھی دوسرے بھی اس سے آگاہ تھے کہ ہُد اصلی مجرم نہیں تھا بلکہ بد قسمتی سے وہ آلۂ کار ضرور بن گیا تھا۔ لیکن جب تک اصل مجرم پکڑا اور کیف کردار تک نہیں پہنچا دیا جاتا' ایزروں کا غیظ و غضب ہُد ہی پر مرکوز تھا۔ ہد ہی تھا جو مڈگارڈ میں انسانوں کے عین سامنے 'خاندان کے لئے ذلت و رسوائی کا سبب بنا تھا۔ اب وہ اپنی عزت و وقار اور جلال کو اسی صورت میں بحال رکھ سکتے تھے کہ مجرم تلاش کیا جائے اور اسے سزا ددے دی جائے۔

اصل ہیں ان سبھی کو یقین تھا کہ اصل قصور وار کون ہو سکتا تھا۔ بلدر کی موت پر لوکی کے ظاہر نہ ہونے کو وہ اس بات کا ثبوت سمجھ رہے تھے کہ وہ اپنے گناہ کو تسلیم کر چکا تھا۔ اڈین اور ہیمدل نے اسے دنیا بھر میں تلاش کیا لیکن' بالکل بے سود؛ وہ شاید اپنے آپ کو کسی اور شکل میں چھپائے ہوئے تھا۔ اور کوئی اور ہی روپ دھارے ہوئے تھا۔

ایزروں نے اس بات پر سوچنا اور غور کرنا شروع کیا کہ اگر وہ لوکی کو تلاش کر لیں تو اسے سزا کیسے دی جانی چاہیے۔ تھور اسے تلاش کرنے اور اس کی کھوپڑی کچلنے کے لئے بہت دور تک جا چکا تھا' لیکن تیر کا خیال تھا کہ اس طرح اس کی سزا بہت ہی مختصر ہو گی۔ وہ غصے میں آوازیں بلند کرتے شور و غل مچا رہے تھے۔ اڈین نے بھی اپنے خاص نوکروں کو حکم دیا کہ وہ دیوتاؤں کو مضبوط بنانے کے لئے اور انھیں اپنے آپ پر اعتماد و بھروسہ رکھنے کے لئے ''شراب خاص'' کے جام پیش کریں۔ اور شاید ایک دو دیوتا خود کو کچھ زیادہ ہی مضبوط بنا چکے تھے۔ اور اب جب لوکی با لآخر اپنی اصلی صورت میں' والہالا کی جانب چلتا ہوا بڑے پھاٹک پر پہنچا تو وہ اُن کی آوازیں سن سکتا تھا۔ دربان جس کا نام' ایلڈر تھا' اس نے اسے روکا' تو لوکی بولا:

''کون شرابی ہیں وہاں اندر' جو یہ بکواس کر رہے ہیں' کیا یہ فتح و کامرانیوں کے دیوتا ہیں؟''

''وہ ہتھیاروں اور جنگ میں بہادر اموات کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔ وہ تمھارے بارے میں کچھ اچھا نہیں بول رہے۔'' ایلڈر بولا۔

'' مجھے اندر جانے اور اِس شرابی جھپٹ بازوں کی ٹولی کو دیکھنے دو۔ میں اُن کی شراب کا نشہ بدل دونگا۔''

'' جس کسی کو یہاں مدعو نہیں کیا گیا وہ اندر نہیں جا سکتا' ایسا میری لاش سے گزر کر ہی ممکن ہو سکتا ہے!''

''چلو تو پھر یوں ہی سہی۔'' لوکی بولا۔ اور بڑے دربان ایلڈر کو قتل کر کے اس کی لاش پر سے گزرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

دیوتاؤں نے جب لوکی کو بالکل اس کے اپنے اصلی روپ میں داخل ہوتے دیکھا' تو

اچانک انہوں نے باتیں کرنا روکدیا۔ وہ بہت طیش میں اور نہ ہی دیکھے جانے کے قابل دکھائی دے رہا تھا۔ لوکی اُن کے درمیان سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا اور گھور رہا تھا:

''تم یہاں خاموش' زباں بند کیوں بیٹھے ہو' تم بے مروّت دیوتا؟ میں تمھیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ میز پر کچھ جگہ بناؤ' تمھارے پاس شراب کافی ہے۔''

بیراگی الفاظ تلاش کرنے کا ماہر تھا:

''ایزروں کو بخوبی معلوم ہے کہ وہ اپنے ساتھ میز پر کسے بٹھانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ جہاں کہیں تم ہو' وہاں خوشی و مسرت نہیں۔''

''میں نہیں جانتا تھا کہ بلدر کی موت کے بعد اتنے کمتر وقت میں تم اتنے زیادہ خوش و جوشیلے ہو جاؤگے۔ کیا یہ اس کی رسم سوگ ہے جو تم منا رہے ہو؟''

''یقیناً' دیوتا یوں دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ واقعی میں خاص جنازے پر پیدا شدہ فساد کی کشید کردہ شراب پی رہے تھے۔

'' بیٹھ جاؤ!'' تب اڈّین کی آواز ابھری۔'' کوئی بات ہے جو ہم تم سے پوچھنا چاہتے ہیں۔''

''تمھارا شکریہ' اس طرح گرم جوشی سے مجھے خوش آمدید کہنے کا۔'' لوکی بولا۔ ''تمھارا جامِ صحت' تم سب کا' بیراگی کے سوا' وہ شاید مجھے دیکھ کر خوش نہیں ہے۔'' اس نے شراب کا گلاس سنبھال لیا تھا۔

''برا مت مانو!'' بیراگی بولا۔ جب میں دیوتاؤں کی مدح میں قصیدہ گاؤں گا تو اس میں ایک مصرعہ بخوشی تمھارے لئے بھی شامل کرونگا۔''

''ایسا تو کبھی ہوا ہی نہیں کہ تمھارے پاس کبھی الفاظ کی کمی رہی ہو' کل تم بلدر کی موت کا نوحہ سنا رہے تھے اور آج تم خوشی میں قصیدہ گانا چاہتے ہو۔ کوئی بھی دیوتا تمھاری طرح کے دو رخ رکھنے والا نہیں ہے۔''

''تم صرف اپنے بارے میں بات کرو! تم سبھی کچھ ہو' سوائے ایک دیوتا کے۔ نہ دیوتا

اور نہ ہی دیو تم پر اعتماد کر سکتے ہیں ہم یہ آسانی کے ساتھ کبھی بھی فراموش نہیں کر سکیں گے کہ تم اِڈّین کو' اغواء کر کے دیووں کے پاس لے جانا چاہتے تھے۔''

''اب چپ رہو!'' اڈّین چیخا۔

''اڈّین' بہتر یہی ہے کہ تم خود انہیں بتاؤ کہ میرے ساتھ اُڑ کر دیووں کے پاس جانے کے لئے تم خود کتنے بیتاب و خواہش مند تھے!'' لوکی بولا۔

اب تو تکار کی جنگ بھڑک اٹھی تھی : لوکی کا منہ بند کرنے کے لئے ہر ایک شور مچانے میں دوسرے پر بھاری تھا اور لوکی فاسد الفاظ کی گولہ باری کر رہا تھا ایک کے بعد دوسرا منحوس و فاسدبد اعمال گولہ ! :

ہیمدل: تم بذات خود دیووں کے لئے کام کرنے کے شوقین تھے..... تم یہ سارا وقت کہاں رہے ہو؟ تمھارے ساتھ کھڑے کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس کے ساتھ کھڑا ہے' دوست کے ساتھ یا ایک دشمن کے ساتھ۔''

لوکی: تمھارے ساتھ کھڑا ہونے والا تو ہر وقت آگاہ ہوتا ہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔تم ہمیشہ ڈیوٹی پر ہوتے ہو' ہمیشہ نگرانی کرتے ہوئے..... کیا ایک دیوتا کی یہی زندگی ہے؟ تم ہر چیز کو دیکھتے ہو۔تم سب کچھ سنتے ہو۔تم سمجھتے کچھ بھی نہیں ہو۔وہ کیسا دیوتا ہو سکتا ہے جو ہر وقت خوف میں مبتلا رہے اور ہمیشہ ایک لومڑی بنا رہے؟

تیر: کبھی کبھی تمھارے جیسی لومڑی کے ساتھ لومڑی کا کھیل کھیلنا ہی ضروری ہوتا ہے۔تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو وہاں خطرہ پاؤں پکڑ رہا ہوتا ہے۔

لوکی: وہ جو کبھی ایک بھیڑیا تھا وہ بہت بڑا خطرہ تھا..... کون تھا جو اس کی طرف سے اندھا تھا؟

فریگ: تمھیں ایک ایسے دیوتا کا منہ نہیں چڑانا چاہیے جو اپنا ایک بازو قربان کر چکا ہے۔

لوکی: اور مجھے اُس دیوتا کا خاکہ بھی نہیں اڑانا چاہیے جو اپنے ہی بیٹوں میں سے ایک کی

قربانی دے چکا ہے۔

اڈین : ''تم کیا بات کر رہے ہو' تم ملحد؟''

لوکی: دیوتاؤں کے لئے موت ناممکن سی بات ہے ' لیکن اب جلد ہی یہ عام سی بات بن جائے گی۔اب سے پہلے صرف دو ہی دیوتا مرے تھے۔تمھارے بھائیوں کا کیا بنا' اڈین ..... وِلّی اور وی؟''

فریگ: انھوں نے تب اقتدار پر قبضہ کر لیا تھا جب اِڈین سفر پر باہر گیا ہوا تھا۔''

لوکی: ..... اور انھوں نے اس کی بیوی پر بھی قبضہ کر لیا تھا ' دونوں نے۔اور جب اڈین گھر واپس لوٹا تھا تو وہ کوئی نشان چھوڑے بغیر غائب ہو گئے تھے۔دیوتاؤں کو اگر ایک ذہن کا ہونا ضروری ہے تو سب سے بہتر یہی ہے کہ پھر کیوں نہ ایک ہی دیوتا ہو۔بہتر یہی ہے کہ دیوتا بچوں کو جنم نہ دیا جائے اور دوسری بہتر بات یہی ہو سکتی ہے کہ اِن سے خلاصی پا لی جائے۔

فریگ: اگر میرا بیٹا تھور اس وقت یہاں ہوتا تو وہ اپنی ماں کو یہ باتیں نہ سننے دیتا۔

لوکی: اور اگر تمھارا بیٹا بلدر یہاں ہوتا تو وہ وہی کہتا جو اس وقت میں کہہ رہا ہوں۔

فریگ: تب تم کہاں تھے جب ساری دنیا بلدر کے لئے رو رہی تھی؟ کہیں وہ تم ہی تو نہیں تھے جو ایک بوڑھی عورت کے روپ میں' بلدر کی موت پر خشک آنسو بہا رہی تھی؟

لوکی: تم کہاں تھیں جب فتح و نصرت کے دیوتا بلدر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے؟ تم تو وہاں کھڑی مسکرا رہی تھیں' تم تو سمجھ رہی تھیں کہ یہ ایک بڑا لطف اندوز منظر تھا۔

فریگ: ساری دنیا نے مجھے حلف دیا تھا ..... تمام حیوانوں نے اور انسانوں نے' پیڑوں نے درختوں نے اور پتھروں نے' دیوتاؤں نے اور یہاں تک کہ دیووں نے بھی حلف اُٹھایا تھا۔ صرف ایک' جو نہ حیوان ہے نہ ہی انسان' جو نہ دیوتا ہے نہ دیو' وہ تم ہو! تم یقیناً جانتے ہو کہ وہ تیر جو ہُد نے چلایا تھا کس قسم کا تھا۔

لوکی: کون نہیں جانتا؟ درختوں کے اندر ہی سے کچھ اگتا ہے' اکاس بیل! الجھی ہوئی رسیوں کی مانند! یہ نہ پودا ہوتی ہے نہ کوئی درخت۔ یہ خود بخود نشو ونما نہیں پاتی' اور صرف تبھی پھولتی

پھیلتی ہے جب وہ درخت کے گرداگرد اپنے آپ کو بل دے کر اس کے ساتھ لپیٹ جاتی ہے۔ جب دنیا نے حلف اٹھا لیا تھا' یہ جھپٹ کر اڈون کے سیب کے درختوں کے گرد سانپ کی طرح لپٹ گئی تھی۔ ہیمدل' جو گھاس کے اگنے اور سر اٹھانے کو آواز سن سکتا ہے' اس نے یقیناً اکاس بیل ' سانپ کے لپٹنے کی آواز سنی ہوگی۔ اڈین' جو ہر چیز دیکھ سکتا ہے اس نے یقیناً اسے دیکھا ہو گا۔ اُن سے پوچھو ہُد نے اپنا تیر کہاں سے لیا!

اڈین: ایسا لگتا ہے تم اس سے زیادہ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں!

لوکی: تم نے یہ بات سمجھنے میں قدرے دیر کی ہے! اگر تم' جو ہر چیز جانتے ہو' تم نہیں جانتے تھے کہ بلدر کے ساتھ کھیلے جانے والے اُس کھیل کا انجام کیا ہونے والا تھا' جب تمھیں یہی معلوم نہیں تھا تو تمھارے علم کی وقعت کیا ہے؟ لیکن اگر تم جانتے تھے کہ کھیل کا انجام کیا ہو گا اور تم نہیں چاہتے تھے کہ انجام وہی ہو تو تم کہاں تھے' تمھاری طاقت و قوت کہاں ہے؟

اب ایرز بیٹھے نہیں رہے تھے۔ وہ چھلانگیں مارتے ' یکدم شور مچاتے 'اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ لوکی پر شور مچا رہے تھے۔ اڈین نے بڑے غصے میں اپنا نیزا زمین پر مارا اور انھیں خاموش کرا دیا۔

''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم اتنے بد ذات و بد معاش تھے'دیوتاؤں کو شرم سے دوچار کرنے والے'میں تمھیں کبھی بھی اُسگارڈ میں نہ لایا ہوتا!'

لوکی: کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم کتنے بدمعاش و بد ذات ہو' میں تمھارے ساتھ اُسگارڈ چلا آیا تاکہ برائی کو اُلٹ سکوں۔ دنیا کو متحد رکھنے کی بجائے تم نے اسے منقسم رکھنے کے لئے وہ سب کچھ کیا جو تمھاری قوت میں تھا۔ تم نے دیوتاؤں کو دیووں کے مقابلے میں لا کھڑا کیا' اور تم ہی نے انسانوں کو انسانوں کے ساتھ لڑایا تاکہ وہ جنگ میں مارے جائیں اور ''والہالا'' میں جاکر تمھاری فوج میں اضافہ کر سکیں۔ تم نے دیوتاؤں کو دیوتاؤں کے مقابل لا کھڑا کیا: آدھے میدان جنگ میں نے فریجا کے دباؤ میں مارے اور جہانِ دیگر میں وہ تمھارے مردہ جنگجوؤں سے لڑنے کے لئے

تیار کھڑے ہیں۔ ہر کوئی ہر کسی کے خلاف ' دنیا یہ کیسے برداشت کر سکتی ہے ؟ جب پوری دنیا بلدر کے گرد متحد کھڑی تھی' تم نے اسے قتل ہو جانے دیا۔اب تمھاری دنیا ڈگمگاتی ہوئی تباہی کے دھانے پر آ گئی ہے' اور تم اسی ناگ اور بھیڑیئے کا شکار بنو گے۔

تیر: اگر تم نے فنریر بھیڑیئے کو دشمن نہ بنا لیا ہوتا تو ہم اسے ایک دوست کے طور پر رکھ سکتے تھے۔

عین اُسی لمحے تھور چیختاچلاتا' شور مچاتا گھر پہنچا:

اگر تم نے لوکی کو دوست نہ بنایا ہوتا تو 'وہ ہمارا دشمن ہوتا۔ایک آدھے دوست کے مقابلے میں پورا دشمن بہتر ہے' ایک نیم گرم دوست کی بجائے ایک ٹھنڈا دشمن بہتر ہوتا ہے۔سب کچھ جو برا ہے تمھاری ہی طرف سے آتا ہے ..... تم جس نے ناگ اور بھیڑیئے دونوں کو دور تر کر دیا۔

لوکی: تم ایک ہتھوڑے کے بارے میں ڈینگیں مارنے والے! جب تم ایک دستانے کے انگوٹھے میں سر چھپائے ہوئے تھے' تم اتنے بڑے نہیں تھے' تم شیخیاں‌مارنے والیسور۔بیوقوفوں‌میں ہمیشہ تم سب سے بڑے رہے ہو!

تھور: ہاں میں سب سے بڑا بیوقوف رہا ہوں کیونکہ میں نے بہت پہلے ہی تمھاری کھوپڑی نہیں کچل دی تھی' تم آدھی لڑکی' مخنث' تم مکر و منافقت کے پر جوش مقرر' تم' لوگوں کی شکست و پسپائی' تم بلدر کے قاتل!

لوکی: میں تمھیں ایک آخری پیشکش کرنے آیا تھا۔ تمھارے دشمن پھر زیادہ طاقتور ہو جانے والے ہیں اور تمھیں اس کا بہت ہی زیادہ نقصان پہنچے گا۔میں تمھارے دشمنوں کی قوت کم کر سکتا ہوں۔تم بدی سے ناگ اور بھیڑیئے کو تباہ نہیں کر سکتے۔بدی' بدی کو جنم دیتی ہے: لیکن میں کچھ دیوتانیوں کے بدلے میں انہیں لا سکتا ہوں۔میں جو کہنے آیا تھا اب کہہ دیا۔مجھے اب ایک دیوتا کے عقل و فہم ' فراست اور دانائی کے جواب کی توقع ہے ..... نہ کہ ایک ہتھوڑے کے بیوقوفانہ و

احمقانہ پن کی۔

تھور اپنے ہتھوڑے کی طرف بڑھا لیکن لوکی اپنے آپ کو ایک مکھی میں بدل چکا تھا' اور والہالا میں بہت ہی مکھیاں تھیں۔ہتھوڑا ہاتھ میں اٹھائے' تھور وہاں کھڑا' غصے سے لرز رہا تھا۔دوسرے دیوتا اور دیوتانیاں مکھیوں کا پیچھا کرتے ہوئے انھیں مارنے کے لئے جھپٹ رہے تھے۔لیکن وہ ان مکھیوں میں نھیں تھا جنھیں وہ ہلاک کر چکے تھے۔

لوکی اتنی بلندی پر پرواز کر گیا تھا جتنی کی ایک مکھی بلند اُڑ سکتی تھی۔اُس کو یہ بڑی ہی عجیب و غریب قدرت حاصل تھی کہ جب وہ جاگ رہا ہوتا تھا تو وہ اپنے آپ کو جس کسی صورت میں چاہتا بدل سکتا تھا لیکن جب اسے پھر اپنی اصلی حالت میں آنا ہوتا تھا تو اسے اپنے آپ کو سوتے ہوئے اور کمزور سمجھنا پڑتا تھا۔اب کافی وقت گزر چکا تھا اور اندھیرا پڑ چکا تھا اس نے سوچا کہ اب اسے ''برج'' سے دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔وہ سمندر کے کنارے چٹانوں کے پیچھے پہنچ چکا تھا۔وہاں اس نے ایک آبشار کے قریب ایک مچھرے کا

خالی پڑا جھونپڑا دیکھا۔ اس نے وہاں لیٹے ہوئے چھپ کر وہ رات بسر کی اور پھر دوسری راتیں بھی۔ لیکن دن کے وقت وہ ایک مچھلی کا روپ بدل کر دریا میں تیرتا رہتا۔ جھونپڑے میں اس کے لئے کرنے کو تو کچھ تھا نہیں اس لئے وہ ہر وقت یہی سوچتا رہتا کہ ایزر اسے کس طرح پکڑ سکیں گے۔ ایک رات اس نے بیٹھے بیٹھے اُس دھاگے سے جال بننا شروع کر دیا جو مچھیرے جھونپڑے میں چھوڑ گئے ہوئے تھے۔ لیکن یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ جال کے خانوں کی گرہیں ٹھیک لگا رہا تھا' وہ کچھ سوچے بغیر جھونپڑے کی دہلیز پر باہر چاند کی روشنی میں جا بیٹھا۔ تب اس نے محسوس کیا کہ اُس نے پہاڑی کوؤں کے اُڑنے اور ان کے پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنی ہے (پہاڑی کوے رات کے اندھیرے میں اُڑتے ہیں) جو اندھیرے میں گم ہو گئے تھے۔ دوسری صبح اس نے بھاری پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنی اور دیکھا کہ وہ اڈین کے ''والکیر وں'' کے اڑنے کی آواز تھی جو جھونپڑے کی قریب پہنچ رہے تھے۔ تب وہ بڑی جلدی سے ایک مچھلی کا بھیس بدل کر دریا میں اتر گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ جھونپڑے میں واپس

نہیں لوٹ سکے گا۔ کیونکہ ''والکیروں'' نے اب جھونپڑے کو گھیر رکھا تھا۔

اسی دن بعد میں تھور اور تیر ' بھی وہاں پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ کچھ ماتحت دیوتا بھی تھے ..... اُل' شکار کا دیوتا' اور ویدار' بدلہ لینے والا دیوتا۔ اُن کے ساتھ کچھ آہنگر کاریگر بھی تھے۔ انھو ں نے ایک ایسی مضبوط سنگلی بھی بنا رکھی تھی جیسی کہ فنریر بھیڑیئے کے گلے میں ڈالی گئی تھی۔ یہ الگ بات تھی کہ لوکی فنریر جیسا مضبوط نہیں تھا۔ وہ سب جھونپڑے میں داخل ہوئے تو انھیں وہاں وہی جال نظر آیا جو پہاڑی کوے دیکھ چکے تھے کہ لوکی بن رہا تھا۔ اب وہ لوکی کو اسی کے بُنے ہوئے جال میں پھاندنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔

ایزر اب دریا کے منبع پر پہنچ گئے تھے اور انہوں نے جال کو پانی میں پھینک دیا تھا۔ تھور دریا کے کنارے کنارے چلتے ہوئے جال کا ایک سرا پکڑے ہوئے تھے اور دوسرے کنارے سے' دوسرے جال کے دوسرے سرے کو پکڑے چل رہے تھے۔ اس طرح وہ دریا کی ہر بڑی مچھلی کو پھانس سکتے تھے۔ لیکن لوکی جس نے شاید اندازہ کر لیا ہو کہ صورت حال کا کیا رخ پکڑتی جا رہی تھی اُس نے اپنے آپ کو دو بڑے پتھروں کے درمیان بہت نیچے دلدل میں چھپا لیا تھا۔ ایزروں نے محسوس کیا کہ جال نے کسی جاندار شے کو چھوا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ یہ یقیناً لوکی ہی تھا کیونکہ سمند ریا دریا میں ابرڑی مچھلیاں تو باقی رہی ہی نہیں تھیں۔

اب ایزروں نے آہنگر کاریگروں سے کہا کہ وہ جال کے ساتھ کوئی ایسی بھاری چیز باندھیں کہ وہ جال کو دریا کی تہہ تک اتار سکے اور جب جال کو پھیلا کے دریا میں پھیرا جائے تو تہہ میں جمی یا چھپی ہوئی چیزیں بھی اچھل جائیں اور جال میں آن گریں۔ اس طرح وہ لوکی کو جال سے ہانکتے ہوئے گھیر کر سمندر تک لے آئے۔ وہ جانتے تھے اور خود لوکی بھی آگاہ تھا کہ اب اُس کے لئے یہ بہت خطرناک تھا۔ کیونکہ لوکی جب تھکا ہوتا تھا تو اس کے لئے لازم ہوتا تھا کہ وہ اپنی اصلی صورت میں واپس لوٹے' اب اگر وہ ایسا کرتا تو جانتا تھا کہ وہ کوئی اتنا اچھا تیراک نہیں تھا کہ اُس طرح تیر سکتا جیسے وہ ایک مچھلی کے روپ میں تیر رہا تھا۔ لوکی نے جب دیکھا کہ جال بالکل اس کے قریب پہنچ رہا تھا اس نے سوچا کی وہ اچھل کر سمندر میں غوطہ لگا کر غائب ہو جائے یا پھر جال کے

اوپر سے اچھل جائے۔ اس نے اپنے لئے دوسرے موقعے کا انتخاب کیا اور دریا کے منبع کی طرف تیرنے لگا۔ شاید اسے امید تھی کہ وہ وہاں سے زمین پر آجائے گا اور پھر مکھی یا کسی اور چیز کی شکل اختیار کر لے گا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ خود کو براہ راست مچھلی سے مکھی میں نہیں بدل سکتا تھا اس کے لئے پہلے اسے اپنی اصلی حالت میں آنا ضروری تھا لیکن اس طرح وہ بڑی آسانی سے نشانہ بن سکتا تھا۔

ایزروں نے اسے پھلانگتے دیکھ لیا تھا' اور وہ جانتے تھے کہ وہ کیا سوچ رہا تھا۔اس بار تھور نے دوسروں کو جال پھیلا کر دریا میں پھینکنے کے کام پر لگا دیا اور خود اپنا ہتھوڑا ہاتھ میں لئے دریا میں اتر گیا۔لوکی چونکہ اپنی شکل بدلنے کی جرأت نہیں رکھتا تھا اس لئے اُس کے پاس اب کوئی اور راہ نہیں تھی سوائے کہ وہ جال کے اوپر سے دوبارہ اچھل جائے۔اس نے اپنی پوری قوت کو جمع کیا اور پورے زور سے جال کے اوپر سے دوسرے کنارے تک چھلانگ لگا دی۔ اس موقع پر تھور کے پاس لوکی کو پکڑنے کے لئے کافی وقت تھا لیکن' لوکی' مچھلی کی طرح ہاتھوں سے پھسل جانے والا تھا اور وہ ایک حد تک تھور کے ہاتھوں سے پھسل بھی گیا تھا لیکن' تھور نے اسے بڑی مضبوطی سے پکڑ کر اسکی دم کے پنکھ پر اپنی گرفت یوں مضبوط کر لی تھی کہ وہ پھٹنے کے قریب تھے۔بڑی پھرتی سے اُس نے مچھلی کے سر کو ایک پتھر پر یوں دے مارا کہ وہ چکرا کر رہ گئی اور پھر اُس نے اسے اٹھا کر جال میں جکڑ دیا۔جال میںپڑی مچھلی اپنی دم کو بار بار مروڑ دے رہی تھی اور پھر یکدم لوکی کی شکل میں بدل گئی' لوکی جسے وہ سب خوب پہچانتے تھے لیکن وہ ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔

وہ اسے گھسیٹ کر ایک پہاڑی غار میں لے گئے اور آہنگر کاریگروں نے تین بھاری گول پتھروں میں سوراخ کر کے اُن میں سنگلی ڈال کر' لوکی کو بڑی مضبوطی سے اس کے ساتھ باندھ دیا۔انہوں نے ایک پتھر کو اس کی کمر کے نیچے' دوسرے کو اس کے گھٹنوںاور تیسرے کو اس کے کاندھوں کے نیچے رکھ دیا تھا..... لوکی کو جب ہوش آیا تواس نے ایک خوفناک اور دردناک چیخ ماری' ایک ایسی چیخ' کہ جیسے وہ نہ کوئی دیوتا تھا نہ ہی دیو بلکہ ایک جانور تھا۔اُس نے اپنی آواز کی

پوری قوت سے ایسے چیخ ماری کہ جیسے اگر وہ اسے جانے نہیں دیں گے تو دیو آئیں گے اور اس کا بدلہ لیں گے..... اور یہ دیوتاؤں کا زوال ہوگا۔وہ بڑی بلند چیخیں مار رہا تھا لیکن ایزروں پر ان کا کوئی بھی اثر نہیں ہو رہا تھا اور وہ اس کی جانب بالکل راغب نہیں ہو رہے تھے کہ اسے جانے دیتے۔اور اب وہ ایک انتہائی خطرناک زہریلا سانپ لے آئے تھے جو انہوں نے اس خاص مقصد کے لئے پکڑ رکھا تھا۔ انہوں نے اس سانپ کو غار کی چھت سے اس طرح باندھ دیا کہ اس کے زہر کے قطرے لوکی کے چہرے پر گریں اور اسے زہر آلود کرتے ہوئے داغدار بنا سکتے تھے۔لوکی اور بھی اونچی آواز میں دھاڑ اور چنگاڑرہا تھا۔اسے یوں دھاڑتے' چنگاڑتے' چیختے چھوڑ کر وہ غار سے چلے گئے۔انہوں نے بلدر کی موت کا بدلہ لے لیا تھا اور دیوتاؤں کی عزت و وقار بحال کر دی تھی۔وہ اس پر بڑے مطمئن تھے۔

بعد میں ایک' عورت غار کے اندر داخل ہوئی؛ اس نے چیخنے چلانے اور دھاڑنے کی آوازیں سن لی تھیں اور وہ ان آوازوں کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔اس کے پاس ایک پیالہ بھی تھا۔اس نے وہ پیالہ چھت سے لٹکے سانپ کے منہ کے نیچے رکھ دیا تاکہ مزید زہر لوکی پر نہ گرسکے..... وہ اب نہ چیخ رہا تھا اور نہ دھاڑ رہا تھا۔صرف جب پیالہ بھر گیا اور وہ اسے خالی کرنے کے لئے باہر لے جانے لگی تو زہر کے کچھ قطرے اس پر آن گرے۔تب وہ دردناک شدت سے چیخا اور درد کے مارے یوںاینٹھنے لگا تھا کہ وہ پتھر جن کے ساتھ وہ بندھا ہوا تھا اس کے ساتھ لرز گئے تھے۔درد کی اذیت ناکشدت کی وجہ سے وہ نہ کچھ سوچ سکتا تھا اور نہ ہی بول سکتا تھا..... اپنی اس بے خودی کی سرسامی حالت میں اس نے سوچا کہ اُس نے فریجا کو اپنے سامنے دیکھا تھا لیکن وہ اسے سمجھ نہیں رہا تھا۔

دیووں کا انتقام

ہر چیز متزلزل' اور ہر شے بکھر گئی تھی۔

ایک اتنابڑا بھیڑیا ' جو اپنے کھلے جبڑوں سے زمین و آسمان کو ملا سکتا تھا' سورج کو نگل رہا تھا۔

ایک ناگ' اتنا بڑا کہ اس کا وجود سمندر کی وسعت سے نکل کر ہر طرف دھرتی پر پھیل گیا ' وہ زہر اور آگ پھیلا رہا تھا' کرۂ ارض جل رہا تھا۔

''اسگارڈ'' میں برگد کا درخت لرز رہا تھا' اور اسے آگ لگی ہوئی تھی۔اس کی جلتی ہوئی شاخیں پوری دنیا پر پھیل رہی تھیں اور ستاروں کو نوچ نوچ کر نیچے کھسیٹ رہی تھیں۔ ہیمدل ' بادلوں کی گھن گرج سے بھی زیادہ اونچی آواز میں اپنا صور پھونک رہا تھا۔ جنگجو ''والہالا'' سے نکل کر ''میدان ایدا'' کی طرف بڑھ رہے تھے؛ لیکن دیو پرندے' شعلہ زن اژدھے' فضا پرچھائے ہوئے تھے۔وہ جھپٹ جھپٹ کر زمین پر اترتے' جنگجوؤں پر آگ برساتے' انہیں تہس نہس کرتے موت سے ہمکنار کر رہے تھے۔نیچے ''مڈگارڈ'' میں انسان غول در غول یوں باہر نکل آئے تھے' جیسے چیونٹیاں اپنے بلوں سے نکل آتی ہیں۔دیووں کی فوج اُن پر سے گزرتی ہوئی' قوس و قزح کے پُل کی طرف بڑھ رہی تھی جو اُن کے پیچھے' ٹوٹ رہا تھا۔

بھیڑیا چھلانگیں بھرتا ''اسگارڈ'' میں در آیا تھا' اور ناگ اپنی دم پر سیدھا کھڑا' اڈّین کے برج میں دانت گاڑے اوپر اٹھ آیا تھا۔

مختارانِ کل دیوتا بہت ہی چھوٹے ہیں؛ وہ جلتے ہوئے آسمان کے سامنے کالے سایوں کی طرح کھڑے تھے۔

اڈّین نے افراتفری میں بھیڑیے پر اپنا نیزا پھینکا جو نیزے کے ساتھ اڈّین کو بھی نگل گیا تھا۔

تیر نے بھیڑیے کے خلاف اپنا بازو بلند کیا لیکن' یہ اس کا بایاں بازو تھا؛ اس کا دایاں بازو تھا ہی نہیں ' اور اب وہ اپنا بایاں بازو بھی کھو چکا تھا۔فریبر نے مینار نما بلند و بالا دیووں کو بازوؤں میں جکڑنے کی بیکار کوشش کی۔

تھور نے اپنا ہتھوڑا ناگ پر دے مارا اور اس کا سر کچل دیا تھا۔اس میں سے زہر پھوٹ نکلا ' تھور چکرا کر لڑکھڑایا اور زمین پر گر پڑا تھا۔

برگد کا پیڑ دھوئیں میں بدل گیا تھا؛ ''اسگارڈ'' دھوئیں میں بدل گیا تھا' سمندر ''مڈگارڈ'' کے اوپر سے بہہ گیا تھا۔

دیو پرندے' اوپر بلند ہوئے' اُن کے پروں میں آگ لگی تھی' اور وہ دھوئیں میں چنگاریوں ہیمدل ' بادلوں کی گھن گرج سے بھی زیادہ اونچی آواز میں اپنا صور پھونک رہا تھا۔ جنگجو ''والہالا'' سے نکل کر ''میدان ایدا'' کی طرف بڑھ رہے تھے؛ لیکن دیو

پرندے' شعلہ زن اژدھے' فضا ہیں چھائے ہوئے تھے۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر زمین پر اترتے' جنگجوؤں پر آگ برساتے' انہیں تہس نہس کرتے موت سے ہمکنار کر رہے تھے۔

نیچے ''مڈگارڈ'' میں انسان غول در غول یوں باہر نکل آئے تھے' جیسے چیونٹیاں اپنے بلوں سے نکل آتی ہیں۔ دیوؤں کی فوج اُن پر سے گزرتی ہوئی' قوس و قزح کے پُل کی طرف بڑھ رہی تھی جو اُن کے پیچھے' ٹوٹ رہا تھا۔

بھیڑیا چھلانگیں بھرتا ''اسگارڈ'' میں در آیا تھا' اور ناگ اپنی دم پر سیدھا کھڑا' اڈین کے برج میں دانت گاڑے اوپر اٹھ آیا تھا۔

مختارانِ کل دیوتا بہت ہی چھوٹے ہیں؛ وہ جلتے ہوئے آسمان کے سامنے کالے سایوں کی طرح کھڑے تھے۔

اڈین نے افراتفری میں بھیڑیئے پر اپنا نیزا پھینکا جو نیزے کے ساتھ اڈین کو بھی نگل گیا تھا۔

تیر نے بھیڑیئے کے خلاف اپنا بازو بلند کیا لیکن' یہ اس کا بایاں بازو تھا؛ اس کا دایاں بازو تھا ہی نہیں ' اور اب وہ اپنا بایاں بازو بھی کھو چکا تھا۔ فریر نے مینار نما بلند و بالا دیوؤں کو بازؤں میں جکڑنے کی بیکار کوشش کی۔

تھور نے اپنا ہتھوڑا ناگ پر دے مارا اور اس کا سر کچل دیا تھا۔ اس میں سے زہر پھوٹ نکلا ' تھور چکرا کر لڑکھڑایا اور زمین پر گر پڑا تھا۔

برگد کا پیڑ دھوئیں میں بدل گیا تھا؛ ''اسگارڈ'' دھوئیں میں بدل گیا تھا' سمندر ''مڈگارڈ'' کے اوپر سے بہہ گیا تھا۔

دیو پرندے' اوپر بلند ہوئے' اُن کے پروں میں آگ لگی تھی' اور وہ دھوئیں میں چنگاریوں ہیمدل ' بادلوں کی گھن گرج سے بھی زیادہ اونچی آواز میں اپنا صور پھونک رہا تھا۔ جنگجو ''والہالا'' سے نکل کر ''میدان ایدا'' کی طرف بڑھ رہے تھے؛ لیکن دیو پرندے' شعلہ زن اژدھے' فضا ہیں چھائے ہوئے تھے۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر زمین پر اترتے' جنگجوؤں پر آگ برساتے' انہیں تہس نہس کرتے موت سے ہمکنار کر رہے تھے۔

نیچے ''مڈگارڈ'' میں انسان غول در غول یوں باہر نکل آئے تھے' جیسے چیونٹیاں اپنے بلوں سے نکل آتی ہیں۔ دیوؤں کی فوج اُن پر سے گزرتی ہوئی' قوس و قزح کے پُل کی طرف بڑھ رہی تھی جو اُن کے پیچھے' ٹوٹ رہا تھا۔

بھیڑیا چھلانگیں بھرتا ''اسگارڈ'' میں در آیا تھا' اور ناگ اپنی دم پر سیدھا کھڑا' اڈین کے برج میں دانت گاڑے اوپر اٹھ آیا تھا۔

مختارانِ کل دیوتا بہت ہی چھوٹے ہیں؛ وہ جلتے ہوئے آسمان کے سامنے کالے سایوں کی طرح کھڑے تھے۔

اڈین نے افراتفری میں بھیڑیئے پر اپنا نیزا پھینکا جو نیزے کے ساتھ اڈین کو بھی نگل گیا تھا۔

تیر نے بھیڑیئے کے خلاف اپنا بازو بلند کیا لیکن' یہ اس کا بایاں بازو تھا؛ اس کا دایاں بازو تھا ہی نہیں ' اور اب وہ اپنا بایاں بازو بھی کھو چکا تھا۔فریر نے مینار نما بلند و بالا دیووں کو بازؤں میں جکڑنے کی بیکار کوشش کی۔

تھور نے اپنا ہتھوڑا ناگ پر دے مارا اور اس کا سر کچل دیا تھا۔اس میں سے زہر پھوٹ نکلا ' تھور چکرا کر لڑکھڑایا اور زمین پر گر پڑا تھا۔

شاہ بلوط کا درخت دھوئیں میں بدل گیا تھا؛ ''اسگارڈ'' دھوئیں میں بدل گیا تھا' سمندر ''مڈگارڈ'' کے اوپر سے بہہ گیا تھا۔

دیو پرندے' اوپر بلند ہوئے' اُن کے پروں میں آگ لگی تھی' اور وہ دھوئیں میں چنگاریوں ہیمدل ' بادلوں کی گھن گرج سے بھی زیادہ اونچی آواز میں اپنا صور پھونک رہا تھا۔ جنگجو ''والہالا'' سے نکل کر ''میدان ایدا'' کی طرف بڑھ رہے تھے؛ لیکن دیو پرندے' شعلہ زن اژدھے' فضا میں چھائے ہوئے تھے۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر زمین پر اترتے' جنگجوؤں پر آگ برساتے' انہیں تہس نہس کرتے موت سے ہمکنار کر رہے تھے۔

نیچے ''مڈگارڈ'' میں انسان غول در غول یوں باہر نکل آئے تھے' جیسے چیونٹیاں اپنے بلوں سے نکل آتی ہیں۔دیووں کی فوج اُن پر سے گزرتی ہوئی' قوس و قزح کے پُل کی طرف بڑھ رہی تھی جو اُن کے پیچھے' ٹوٹ رہا تھا۔

بھیڑیا چھلانگیں بھرتا ''اسگارڈ'' میں در آیا تھا' اور ناگ اپنی دم پر سیدھا کھڑا' اوڈین کے برج میں دانت گاڑے اوپر اٹھ آیا تھا۔

مختارانِ کل دیوتا بہت ہی چھوٹے ہیں؛ وہ جلتے ہوئے آسمان کے سامنے کالے سایوں کی طرح کھڑے تھے۔

اوڈین نے افراتفری میں بھیڑیئے پر اپنا نیزا پھینکا جو نیزے کے ساتھ اوڈین کو بھی نگل گیا تھا۔

تیر نے بھیڑیئے کے خلاف اپنا بازو بلند کیا لیکن' یہ اس کا بایاں بازو تھا؛ اس کا دایاں بازو تھا ہی نہیں ' اور اب وہ اپنا بایاں بازو بھی کھو چکا تھا۔فریر نے مینار نما بلند و بالا دیووں کو بازؤں میں جکڑنے کی بیکار کوشش کی۔

تھور نے اپنا ہتھوڑا ناگ پر دے مارا اور اس کا سر کچل دیا تھا۔اس میں سے زہر پھوٹ نکلا ' تھور چکرا کر لڑکھڑایا اور زمین پر گر پڑا تھا۔

شاہ بلوط کا پیڑ دھوئیں میں بدل گیا تھا؛ ''اسگارڈ'' دھوئیں میں بدل گیا تھا' سمندر ''مڈگارڈ'' کے اوپر سے بہہ گیا تھا۔

دیو پرندے' اوپر بلند ہوئے' اُن کے پروں میں آگ لگی تھی' اور وہ دھوئیں میں چنگاریوں کی طرح غائب ہو گئے تھے۔

(ختم شُد)